وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ

مجموعۂ شریفہ

خیر البیان فی مولد سید الانس والجان

صفحہ	نام رسالہ	صفحہ	نام رسالہ
۲	اَلْمُخْتَصَرُ مِنَ الْکِبْرِیْتِ الْأَحْمَرِ	۱۰۴	تتمہ قدم شریف کے نشان مبارک کے بیان میں
۴	دیباچۂ رسالہ خیر البیان	۱۱۳	رسالۂ رحلت حبیب
۹	رسالۂ خیر المورد فی احتفال المولد	۱۲۰	نظم شمائل
۳۳	رسالۂ خیر البیان من محسنات سعید	۱۳۰	شجرہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ، خیریہ
	البیان فی مولد سید الانس والجان	۱۳۲	رفع الایادی الی الوالی المتعالی

بہ حسن سعی جناب حافظ نظام الدین صاحب، خلف جناب حاجی حافظ مولوی حفیظ الدین مرحوم،

مطبع جید برقی پریس بلیماران دہلی میں طبع ہوئی

قیمت ۱۰ دس روپے

Marfat.com

المختصر من الكبريت الاحمر

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم اجعل افضل صلواتك أبدا وانمى بركاتك سرمدا وازكى تحياتك فضلا وعددا
مؤبدا واسنى سلامك أبدا مجددا على اشرف الحقائق الانسانية والجانية ومجمع الدقائق الايمانية
وطور التجليات الاحسانية ومهبط الاسرار الرحمانية وعروس المملكة القدسية وامام الحضرة الربانية.
واسطة عقد النبيين ومقدمة جيش المرسلين وقائد ركب الانبياء المكرمين وافضل الخلائق اجمعين
حامل لواء العز الاعلى ومالك ازمة المجد الاسنى. شاهد اسرار الازل ومشاهد انوار السوابق الاول
وترجمان لسان القدم ومنبع العلم والحلم والحكم مظهر سر الجود الجزئي والكلي وانسان عين الوجود العلوي والسفلي
روح جسد الكونين وعين حياة الدارين. المتخلق باعلى رتب العبودية والمتحقق باسرار المقامات الاصطفائية.
سيد الاشراف وجامع الاوصاف. الخليل الاعظم والحبيب الاكرم نبيك العظيم ورسولك القديم
الكريم الهادي الى الصراط المستقيم. المخصوص باعلى المراتب والمقامات والمؤيد باوضح البراهين والدلالات
والمنصور بالرعب والمعجزات. الجوهر الشريف الابدي والنور القديم المحمدي سيدنا ومولانا محمد المحمود في
الايجاد والوجود الفاتح لكل شاهد ومشهود وحضرة المشاهدة والشهود. نور كل شيء وهداه وسر كل سر
وسناه. الذي شققت منه الاسرار وانفلقت منه الانوار. السر الباطن والنور الظاهر والبرهان الحجة المطاع
المختار سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين وحبيب رب العالمين. الذي ادرك الحقائق بجملتها وفاق الخلائق
برمتها وجعلته حبيبا وناجيته قريبا وادنيته رقيبا وختمت به الرسالة والدلالة والبشارة والنذارة والنبوة.
ونصرته بالرعب وظللته بالغمائم والسحب. ورددت له الشمس وشققت له القمر وانطقت له البهائم والشجر والحجر
والمدر. وانبعت من اصابعه الماء الزلال. وانزلت من المزن بدعوته وابل الغيث والمطر. واسريت به
ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى. الى السماوات العلى. الى سدرة المنتهى. الى قاب قوسين او ادنى واريته
الآية الكبرى. وانلته الغاية القصوى. واكرمته بالمخاطبة والمراقبة والمشافهة والمشاهدة
والمعاينة بالبصر. وخصصته بالوسيلة العظمى والشفاعة الكبرى يوم الفزع الاكبر في المحشر.
وجمعت له جوامع الكلم وجواهر الحكم. وجعلت امته خير الامم. وغفرت له ما تقدم من ذنبه وما تأخر.
الذي بلغ الرسالة وادى الامانة ونصح الامة وكشف الغمة وجلى الظلمة وجاهد في سبيل الله وعبد

بکسر دال وفتح آن

بکسر دال وفتح آن

Marfat.com

رتبه حتى أتاه اليقين. اللهم ابعثه مقاما محمودا الذى يغبطه فيه الأولون والآخرون. اللهم عظّمه
فى الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دينه وإبقاء شريعته وفى الآخرة بقبول شفاعته فى أمته وإجزال
أجره ومثوبته وإبداء فضله على الأولين والآخرين بالمقام المحمود وتقديمه على كافة المقربين
بالشهود. اللهم تقبّل شفاعته الكبرى وارفع درجته العليا وأعطه سؤله فى الآخرة والأولى. اللهم
اجعله من أكرم عبادك عليك شرفا ومن أرفعهم عندك درجة وأعظمهم عندك خطرا وأمكنهم عندك
شفاعة. اللهم عظّم برهانه وأبلج حجته وأبلغ مأموله فى أهل بيته وذريته. اللهم أتبعه من ذريته
وأمته ما تقر به عينه واجزه عنا خير ما جازيت به نبيا عن أمته. اللهم صل وسلم عليه وعلى آله وأصحابه
وخزنة أسراره. ومعادن أنواره وكنوز الحقائق وهداة الخلائق ونجوم الهدى لمن اقتدى بهم وسلّم
تسليما كثيرا دائما أبدا عدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك ومنتهى علمك كلما ذكرك ذاكر
وسهى عن ذكرك غافل. اللهم صل وسلم على سيدنا ومولانا محمد السابق للخلق نوره والرحمة للعالمين ظهوره
صلاة تكون لك رضى ولحقه أداء ولنا صلاحا. صلاة لا غاية لها ولا انتهاء. ولا أمد لها ولا انقضاء. صلاة
معروضة عليه مقبولة لديه. صلاة دائمة بدوامك باقية ببقائك لا منتهى لها دون علمك. صلاة
ترضيك وترضيه وترضى بها عنا صلاة تملأ الأرض والسماء وصلاة تحل بها العقد وتفرج بها الكرب
وتجرى بها لطفك فى أمرى وأمور المسلمين وبارك لنا على الدوام وعافنا واهدنا وامددنا واجعلنا
آمنين ويسر لنا أمورنا مع الراحة لقلوبنا وأبداننا والسلامة والعافية فى ديننا ودنيانا وآخرتنا
وتوفنا على الكتاب والسنة واجمعنا معه فى الجنة من غير عذاب يسبق مع كل شفيق وأنيس وأنت راض
عنا ولا تمكر بنا واختم لنا منك بخير وعافية بلا محنة أجمعين ختم الله لنا بالحسنى هو مولانا نعم المولى ونعم
النصير. سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين.

بفتح قاف وکسر سین

بلغ العلى بكماله — كشف الدجى بجماله

حسنت جميع خصاله — صلوا عليه وآله

دیباچۂ رسالہ

خیر البیان من محسناتِ سعید البیان

فی مولدِ سیّدِ الانسِ والجان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَا یُحْصٰی ثَنَاؤُہٗ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ وَھُوَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الَّذِیْ رَفَعَ ذِکْرَہٗ وَاَعْلٰی شَأْنَہٗ وَھُوَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَنَصَرُوْہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ وَبَعْدُ کمترین درویشاں و خاک پائے اہل خیر و عرفان زید ابوالحسن مجددی فاروقی عرض کرتا ہے کہ جناب سیّدی الوالد قبلۃ الاماثل والاماجد عالی مقام و بلند پیر حضرت شاہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر کے جدِّ اعلیٰ مقبولِ بارگاہ کبریا قطب وحید حضرت شاہ احمد سعید رَفَعَ اللّٰہُ اَقْدَارَھُمَا وَقَدَّسَ اَسْرَارَھُمَا نے اب سے ایک سو دس سال پہلے سنہ ۱۲۶۲ہجری کو حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واذکی التسلیمات کے احوال شریفہ میں ایک مبارک مختصر رسالہ اردو زبان میں تالیف فرمایا تھا جس کا نام سعید البیان فی مولدِ سیّدِ الانسِ والجان ہے۔ جس خوبی اور خوش اسلوبی سے یہ رسالہ شریفہ لکھا گیا ہے وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

ہے سعید البیان بیانِ "سعید" ہیں وہ مقبولِ بارگاہِ رشید

جنابِ مؤلف کے حسنِ نیت اور اپنی سلاست اور لطافت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس کو مقبول خلائق بنا دیا

کیوں نہ ہو مقبول دنیا میں سدا ہیں مؤلف جب کہ مقبولِ خدا

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ جدِّ بزرگوار دالا تبار نائبِ سیّدِ البشر حضرت شاہ محمد عمر کے اشارے اور اپنے پیر دستگیر صاف کیش و روشن ضمیر رازدانِ سرِّ خفی حضرت شاہ عبد المغنی برادرِ کہینِ جنابِ مؤلف رحمۃ اللہ علیہم دائماً فاض علینا من برکاتہم واسرارہم کی اجازت سے مولوی ظہور علی صاحب ظہور دہلوی نے اس سرمایۂ سعادت اور کانِ کرامت کو بڑی سلاست اور روانی اور بہت برجستگی اور خوش بیانی کے ساتھ صرف تین ہفتہ کی قلیل مدت میں سنہ ۱۲۶۴ہجری کو رشتۂ نظم میں پرو کر اس کا نام مولدِ سعیدیّہ رکھا۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیر الجزاء۔

مولوی صاحب کے فرزند نختین مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنی نے سنہ ۱۳۰۲ہجری میں وہ نسخہ منظومہ حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ

Marfat.com

کو دکھایا۔ آپ نے پوری طرح اس کا مطالعہ کیا بعض اغلاط کی تصحیح فرمائی اور پھر از رہِ نوازش فارسی میں ایک تقریظ تحریر فرما کے غنی صاحب کو عنایت فرمائی۔ تقریظ کیا ہے ایک گلدستۂ معرفت ہے جو آنکھوں کے لئے نور اور دل کے لئے سرور ہے۔ پڑھ کر بے ساختہ زبان پر سُبحان اللہ آتا ہے۔

کیوں نہ ہو معلوم وہ دل کو بھلی نور سے مُنوّر ایک ایک لفظ ہے
ہیں مُقرّظ حق کے شیدائی وَلی سچ تو یہ ہے نور کی ہے وہ لڑی

غنی صاحب نے اس مولود منظوم کو مع تقریظ اور وفات نامہ کے سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو مطبع چشمۂ فیض دہلی میں طبع کرایا۔ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔
جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی فاروقی ساکن پانی پت ضلع کرنال نے سعید البیان کے اصل نسخہ کو بلا کسی تصرف اور تغیر کے ماہ صفر سنہ ۱۳۰۶ ہجری کو مطبع رضوی دہلی میں بہ اہتمام سید میر حسن صاحب طبع کرایا۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔ کاتب کی غلطی اور مصحح کی بے توجہی کی وجہ سے بعض الفاظ میں غلطی یا تقدیم اور تاخیر واقع ہو گئی ہے۔ صفحہ ۳۰ پر اُردو کا ایک شعر رہ گیا ہے جو فارسی کے شعر "ثنا خوان" کے بعد واقع ہے وہ شعر یہ ہے۔

صورت پکڑ کے معجزہ احیاء موتیٰ کا ہوا
پردے میں لب کے برملا ہے گویا جان ہے

اور صفحہ ۱۰ پر انبیاء کے اوصاف میں اخلاصِ موسیٰ کی جگہ اَخلاقِ موسیٰ لکھا گیا ہے اور داؤد کے بعد "تواضع سلیماں کی" رہ گیا ہے۔
حضرت مؤلف کے پسر ہیں کے فرزند دلبند جناب عم محترم حضرت شاہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما وَرَفَعَ اَقْدَارَہُمَا۔ نے اپنے وقت کے لحاظ سے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کر کے ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو مطبع مطلع علوم رامپور میں چھپوایا۔ آپ نے کتاب میں قدرے رد و بدل اور بیشی بھی کی ہے۔ پھر چودہ سال کے بعد آپ نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے اور کتاب کو معجزات شریفہ کے آخیر پر لا کر ختم کر دیا ہے۔ علالت شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے۔ اشعار بھی زیادہ تر بدل دئے ہیں اور ۱۳۲۱ ہجری کو مطبع احمدی رامپور میں طبع کرایا ہے۔ آپ نے دونوں مرتبہ کتاب کو سعید البیان ہی کے نام سے طبع کرایا ہے مناسب تھا کہ آپ نام میں کچھ اضافہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیتے کہ کتاب میں کافی تصرف ہوا ہے۔ بالخصوص دوسری طباعت میں تو کتاب کا ایک حصہ حذف کر دیا گیا ہے۔ یا پھر اس کو صراحۃً ذکر کر دیا جاتا کہ کتاب میں کمی بیشی کی گئی ہے ایک حصے کو حذف کر دیا گیا ہے اور اشعار بھی زیادہ تر بدل دئے گئے ہیں۔
مولوی محمد علی صاحب رامپوری نے سعید البیان کو سلیس اُردو کا جامہ پہنایا ہے اشعار تقریباً سب بدل دئے ہیں علالت شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے اور اس کو اپنی کتاب "فلاح دین و دنیا" کا ایک حصہ بنا کر اس کے اخیر میں حُسنِ خاتمہ کا دوسرا حصہ قرار دے کر طبع کرایا ہے۔ یہ کتاب کئی مرتبہ چھپی ہے۔ جو نسخہ میری نظر سے گزرا ہے وہ خواجہ بک ڈپو۔ جامع مسجد۔ دہلی کا جید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا ہوا ہے۔ اس طباعت میں مولود شریف کے بارے میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ اس حصہ کو بتمامہ سعید البیان سے لیا گیا ہے جس طرح پر کہ اس کتاب کے پانچویں باب در بیان حقوق کے حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔ از رسالہ حقیقت الاسلام مصنفۂ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ اسی طرح یہاں بھی اشارہ کرنا چاہیے تھا۔
حضرت والد ماجد رحمہ اللہ ہر سال بارہ ماہ مبارک ربیع الانور کی شب کو حضرت مؤلف کا اصل نسخہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے

Marfat.com

ایک مخلص صادق حافظ حفیظ الدین صاحب میرٹھی اس قلمی نسخہ کو لے گئے تاکہ اس کو طبع کرائیں۔ انھوں نے طبع کراتے وقت سنہ ۱۳۱۳ ہجری کا مطبوعہ نسخہ بھی سامنے رکھا ہے۔ صفحہ نو اور دس پر عبارت "جائے تعجب بلکہ محل صد افسوس ہے" سے "کہ اس خوشی کا مانع ہو" تک کا اضافہ کر دیا ہے۔ بعض جگہ الفاظ میں کمی و بیشی بھی کی گئی ہے۔ جملہ دعائیہ مثلاً رضی اللہ عنہ اور صلی اللہ علیہ وسلم اور الفاظ احترام مثلاً لفظ حضرت کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ اردو کا شعر جو حافظ محمد یعقوب مجددی کی طباعت میں رہ گیا تھا وہ بھی اس طباعت کے صفحہ چالیس پر رہ گیا ہے اسی طرح صفحہ چوالیس پر اوصاف انبیاء میں حافظ محمد یعقوب کی طباعت کی غلطیاں اس میں بھی ہیں اور صفحہ باون پر یا رسول اللہ السلام علیک۔ الخ کو بصورت نثر لکھا ہے اس کے بعد لفظ اشعار لکھ کر فارسی کے اشعار لکھے ہیں حالانکہ یہ عبارت نثر نہیں ہے بلکہ یہ ان اشعار کا پہلا شعر ہے جو اس طرح پر ہے۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ	اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

یہ نسخہ مطبع شمس المطالع میرٹھ میں سنہ ۱۳۳۸ ہجری کو مطابق سنہ ۱۹۲۰ء میلادی کے طبع ہوا ہے۔ جناب برادر محترم صاحب العلم والفضل والفہم والکمال حضرت شاہ بلال ابو الفیض اَدَامَ اللّٰہُ ظِلَّہٗ عَلٰی رُؤُوْسِ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ وَعَمَّ فَیْضُہٗ لِلطَّالِبِیْنَ۔ نے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کیا ہے۔ پرانے ڈھب کے اشعار حذف کر دیے ہیں۔ فارسی اور عربی اشعار کا اضافہ فرمایا ہے۔ اور ان روایات کو بھی حذف کر دیا ہے جن کی صحت میں علماء کو کلام رہا ہے۔ وہ ہر سال بارہ ماہ مبارک ربیع الازہر کی شب کو اسی ترتیب دادہ نسخہ کو بڑے ذوق اور شوق سے پڑھتے ہیں آخر کیوں نہ ہو کہ۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا بیاں ہوتا ہے	ایسے موقع پہ ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

اتفاق سے ایک سال ان ایام متبارکہ میں آپ کا قیام کابل میں تھا۔ وہاں آپ نے سعید البیان کو جامۂ فارسی پہنا کر مجمع عام میں تمام پڑھا۔ از شاہ تا گدا سبھی محظوظ اور مسرور ہوئے اَعْظَمَ اللّٰہُ صِلَتَہٗ۔

برادر عزیز حضرت شاہ سالم ابو المسعد سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَسْعَدَہٗ فِی الدَّارَیْنِ نے بھی کچھ حصہ کو فارسی میں کیا ہے اور قندھار میں پڑھا ہے فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ ممکن ہے کسی اور نے بھی اس تالیف شریف کا خلاصہ کیا ہو یا اس میں سے کچھ اخذ کیا ہو یا اس میں کچھ کمی اور بیشی کی ہو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو جزائے خیر عنایت کرے کہ انھوں نے ایسی مبارک تالیف فرما کے امت محمدیہ کو عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ صَلٰوۃٍ وَتَحِیَّۃٍ اس سے بہرہ مند اور لطف اندوز ہونے کا موقع دیا۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع شریف میں بہترین تالیفات میں سے ایک تالیف ہے۔ اس کی عبارت دل کش، پر کیف اور موثر ہے وہ قدیم طریقہ پر لکھی ہوئی ہے۔ چونکہ عربی اور فارسی کا رواج ان دنوں کم سے کمتر ہو گیا ہے اور اردو زبان میں کافی تبدیلی ہو چکی ہے اسلئے عوام کیلئے اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی بنا پر حضرت عم محترم اور جناب محمد علی رامپوری اور حضرت برادر محترم نے اسکی عبارت کو عام فہم کیا۔ پہلے دو صاحبان نے تو اپنے مرتب کردہ نسخوں کو طبع بھی کرا دیا ہے اور اسکے بعد چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں از سر نو کتاب کی عبارت کو عام فہم بناتا لیکن یہ خیال کر کے کہ جب حضرت مؤلف رحمہ اللہ کی عبارت میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے تو پھر کیوں نہ اس میں بعض ضروری اور مفید مضامین شریفہ کا اضافہ کر دیا جائے جن کا بیان کرنا اور پڑھنا عوام کے واسطے نافع تر ہو خاص کر اب ایسے دور میں جبکہ مسلمانوں کا عام طبقہ دین کی باتوں سے غافل تر ہوتا جا رہا ہے۔ بنا بریں میں نے پہلے اصل کتاب کی عبارت کو عام فہم کیا۔ جو اشعار قدیم

Marfat.com

طرز کے تھے اور بعض روایات جن کی صحت میں علماء کو کلام تھا حذف کر دیا اور پھر مندرجۂ ذیل مضامین کا اضافہ کیا۔

دوسرا مُحَسَّنَہ۔ آپ کی تعظیم اور آپ کے ذکر شریف کی تعظیم کے بیان میں۔

چھٹا مُحَسَّنَہ۔ عرض سلام بہ حضور خیر الأنام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اصل کتاب میں قیام میں پڑھنے کے اشعار عربی کے تھے۔ ان کی جگہ یہ سلام لکھا گیا ہے۔ یہ سلام اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم احسانہ کے لطف وکرم سے بعجب کیفیت نظم ہوا ہے۔ اس رسالہ مبارکہ کو مرتب کر لینے کے بعد چہارشنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۲ ہجری کو خیال آیا کہ سلام ابتک کوئی دستیاب نہیں ہوا ہے۔ اس خیال آنے کے بعد طبیعت میں موزونی پیدا ہوئی اور آمد شروع ہوگئی جو کہ یقیناً فیضانِ الٰہی تھی۔ پون گھنٹہ یہ کیفیت رہی۔ اس عرصہ میں یہ سلام اور اس کے قبل کے تین شعر جو پانچویں مُحَسَّنَہ کے آخیر میں لکھے گئے ہیں موزوں ہوگئے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

گیارہواں مُحَسَّنَہ نبوت کے بیان میں۔ اس مُحَسَّنَہ میں ان واقعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ سید الشہداء عمِ جناب مصطفیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ۔ خلیفۂ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ۔

اس پاک خون کا بیان جو اسلام میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں صرف اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے بہا ہے اور وہ حضرت عمار بن یاسر کی والدۂ شریفہ حضرت سُمَیَّہ کا پاک خون ہے رضی اللہ عنہما۔

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم سے قطع علائق کرنے کا۔

تیرہواں مُحَسَّنَہ ہجرت کے بیان میں۔

چودہواں مُحَسَّنَہ۔ فتح مکہ کے بیان میں۔

پندرہواں مُحَسَّنَہ۔ حجۃ الوداع کے بیان میں۔

سترہواں مُحَسَّنَہ۔ اخلاق منیفہ کے بیان میں۔ اس مُحَسَّنَہ میں بعض اخلاق شریفہ کا اضافہ اور بعض کا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

اٹھارہواں مُحَسَّنَہ۔ معجزات شریفہ کے بیان میں۔ اس مُحَسَّنَہ میں بعض معجزات مبارکہ کا اضافہ اور بعض کی کمی کی گئی ہے۔

باقی ماندہ مُحَسَّنَات میں بھی بعض مضامین شریفہ کا اضافہ ہوا ہے۔ آیات شریفہ اور عربی اشعار و عبارات کا بامحاورہ اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اردو فارسی عربی اشعار کا بھی اضافہ ہوا ہے۔

معجزات شریفہ کے آخیر پر مولد شریف کے بیان کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے بعد تتمہ در بیانِ اَثرِ قدمِ شریف کا اضافہ کیا گیا ہے اس معجزۂ شریفہ کے متعلق اکابر علماء کی کتابوں سے جو معلوم ہوا ہے وہ لکھ دیا گیا ہے۔

حضرت مؤلف رحمہ اللہ نے معجزات شریفہ کے بعد علالت شریف اور وفات شریف کا بیان لکھا ہے علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ مولد شریف کی مبارک محفل میں ولادت باسعادت اور آپ کے احوال مبارکہ کا بیان کرنا مناسب ہے۔ وفات شریف کا بیان کرنا غیر مناسب ہے۔ یہ خوشی کی محفل ہے۔ یہ بزم میلاد مبارک ہے۔ خوشی کے اظہار کے لئے اس مبارک محفل کو آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ عود اور اگر کی بتی جلا کر مکان کو معطر کیا گیا ہے تاکہ لوگ بہ صد شوق حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر حق تعالیٰ جل شانہٗ وعم احسانہ کا شکر بجالائیں کہ اس نے ہم کو کیسا محبوب سردار عنایت کیا آپ کا امتی بنا کر ہم کو خیر الامم

کا عالی رتبہ عنایت کیا۔ اس مبارک محفل میں وہی بیان پڑھا جائے جس سے خوشی میں اضافہ ہو۔ ایسا بیان نہ پڑھا جائے جس سے دل کو رنج پہونچے۔ آپ کی وفات شریف کا بیان بڑے رنج کا بیان ہے مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی رنج و غم نہیں ہوسکتا۔ علامہ جلال الدین سیوطی حسن المقصد فی عمل المولد میں لکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت شریف ہمارے واسطے اللہ کی بڑی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کی وفات شریف بڑی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے۔ شریعت نے ہم کو نعمتوں کے شکر کو ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے اور مصیبت کے وقت صبر و سکوں اور اس کو پوشیدہ کرنے کو کہا ہے۔ شریعت نے ہم کو بچے کے پیدا ہونے پر خوشی کرنے اور عقیقہ کرکے شکر کو ظاہر کرنے کو کہا ہے شریعت نے وفات کے وقت کچھ ذبح کرنے یا کسی دوسری بات کے کہنے کو نہیں کہا ہے بلکہ نوحہ اور جزع فزع کے اظہار سے منع کیا ہے۔ شریعت کے قواعد ہم کو بتاتے ہیں کہ اس مبارک مہینہ میں ہم آپ کی ولادت شریف کی خوشی کا اظہار کریں نہ کہ آپ کی وفات شریف کے حزن و ملال کا اظہار کریں۔ ابن رجب اپنی تصنیف کتاب اللطائف میں روافض کی مذمت کرتے ہوئے۔ بوجہ اس کے کہ انھوں نے عاشورار کے دن کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس دن میں قتل ہونے کی وجہ سے ماتم کا دن بنا رکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے ہم کو انبیاء کی مصیبتوں کے دنوں اور ان کی وفات کے دنوں کو ماتم کا دن بنانے کو نہیں کہا تو پھر ان کا کیا ذکر ہے جو انبیاء سے درجہ میں کم ہوں اگر دیکھا جائے تو لفظ مولد۔ میلاد۔ اور مولود خود ہی اس بات کو چاہتے ہیں کہ اس مبارک محفل میں ولادت شریف کی خوشی کا اظہار کیا جائے اور آپ کے مبارک احوال بیان کئے جائیں۔ غالباً اسی بات پر نظر فرماتے ہوئے حضرت سیدی الوالدؒ نے مولدِ سعید کی تقریظ میں کتاب کا نام سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان تحریر فرمایا ہے۔ بظاہر احوال تو آپ کا تحریر کردہ نام أنسب اور أولیٰ ہے حضرت مؤلف نے کیا نام تجویز فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ شہرت تو مطبوعہ نام کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عم بزرگوار اور جناب محمد علی رامپوری نے اسی وجہ سے وفات شریف کے حصہ کو مولد شریف کی کتاب میں سے حذف کر دیا ہے۔ اس بات پر نظر رکھتے ہوئے مناسب یہی سمجھا کہ مولد شریف کے بیان کو معجزات شریفہ کے آخیر پر لاکر ختم کر دیا جائے۔ پھر تتمہ در بیان اثر قدم شریف لکھ کر وفات شریف کے بیان کو ایک مستقل بیان کی صورت میں "رحلت حبیب" کے نام سے لکھ دیا جائے

ان سب تبدیلیوں اور تصرفات کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ اس تالیف لطیف کا نام ایسا رکھا جائے جس کو سن کر ہر ایک سمجھ لے کہ یہ کتاب بعینہٖ سعید البیان نہیں ہے بلکہ یہ اس مبارک اصل کی ایک فرع ہے اس لئے اس کا نام

خَیرُ الْبَیَان مِنْ مُحَسَّنَاتِ سَعِیْدِ الْبَیَانِ فِی مَوْلِدِ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ۔ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ

رکھا گیا۔ مُنَاسِبَۃً لِاِسْمِ سَیِّدِی الْوَالِدِ الشَّرِیْفِ لِمَا لَہٗ مِنَ الْاَیَادِی الصَّالِحَۃِ عَلٰی ہٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے لطف و کرم سے اس فرع کو اس کی اصل کی طرح شرف قبولیت عنایت کرے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

مستزاد | ہر چند نیم لائق درگاہ سلاطیں۔ اُمید بہ اُمید | شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ گاہے بہ نگاہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خیر البیان کو شروع کرنے سے پہلے ایک مختصر اور مفید رسالہ جو انہی ایام میں محفل میلاد مبارک منعقد کرنے کا اثبات استحسان میں تالیف ہوا ہے اور جس کا نام "خیر المورد فی احتفال المولد" رکھا گیا ہے لکھ دیا جائے۔ تاکہ اگر اللہ کے کسی بندے کے دل میں کسی وجہ سے اس کا خیر میں کوئی شک یا شبہ پڑ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کے مطالعہ کرنے سے اس کے شک اور شبہ کو رفع فرما دے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ ۔ رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

شنبہ ۲۰ ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۷۴ھ الہجری بکرم ۱۹۵۵ء میلادی خانقاہ حضرت غلام علی شاہ معروف بہ درگاہ شاہ ابوالخیر بازار چتلی قبر شہر دہلی

Marfat.com

رسالہ

خیر المورد فی احتفال المولد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ وَالَاہُ وَاَیَّدَہٗ۔

وبعد۔ بندہ عاجز زید ابوالحسن فاروقی عرض کرتا ہے جس وقت یہ ضعیف بحولِ اللہ وقوتہ رسالہ خیر البیان من مستحسنات سعید البیان کی ترتیب اور تالیف سے فارغ ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ ایک مختصر رسالہ محفل مبارک میلاد شریف کی مشروعیت اور اس کے جواز اور استحباب کے اثبات میں لکھ دیا جائے تاکہ اگر کسی وجہ سے کسی کے دل میں کوئی شک اس کار خیر میں پڑ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مطالعہ سے اس کے شک کو دور کر دے اور وہ اچھی طرح سمجھ جائے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن تمام عالم کے لئے اور بالخصوص اُمّتِ محمدیہ کے لئے سب سے بڑی عید اور خوشی کا دن ہے۔ جہاں تک ہو سکے وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، خیرات و مبرات کرے، محفل مبارک میلاد شریف منعقد کر کے حبیبِ جنابِ کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرے اس کا مطمحِ نظر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی تعمیل ہو اس کا مدعا آپ کی تعظیم اور تبجیل ہو اس کا مقصد اظہار شکر ربِّ جلیل ہو۔

اس مقصد سے یہ عجالہ لطیفہ اور رسالہ شریفہ تالیف کیا اور اس کا نام خیر المورد فی احتفال المولد رکھا۔ نَفَعَ اللّٰہُ بِھَا الْمُسْلِمِیْنَ وَجَعَلَھَا وَسِیْلَۃً لِّبَعَاقِی یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ وَرَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنَا۔

سات سو ستر سال سے یعنی ۶۰۴ھ ہجری سے محفل مبارک میلاد شریف کا انعقاد بڑے پیمانہ پر اطراف و اکناف عالم میں ہو رہا ہے بڑے بڑے گرامی قدر آئمہ اور عالی مرتبت حفاظ اور جلیل الشان علماء مثلاً حافظ ابن دحیہ۔ حافظ ابو شامہ۔ حافظ ابن کثیر۔ حافظ ابن جزری حافظ ابوالخیر سخاوی۔ حافظ شمس الدین محمد دمشقی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی۔ حافظ جلال الدین سیوطی۔ علامہ ابن جوزی علامہ ابن حجر مکی۔ علامہ علی قاری۔ علامہ ابن البطاح۔ علامہ مخلص کتانی۔ علامہ ظہیر الدین بن جعفر۔ علامہ محمد بن یوسف شامی علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی وغیرہم مِنَ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ تصریحات و تصنیفات و تالیفات کرتے چلے آئے ہیں اور اس کار خیر کو اَفْضَلُ الْقُرُبَاتِ اور اَحْسَنُ الْمَثُوْبَاتِ کہتے چلے آئے ہیں چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا عام طبقہ عربی سے ناواقف ہے۔ اس لئے اساطین علماء ہند نے فارسی اور اردو میں بڑی خوبی کے ساتھ اس موضوع شریف کو بیان فرمایا ہے چنانچہ اس فقیر کے جد کلاں حضرت شاہ احمد سعید نے رسالہ الذکر الشریف فی دلائل المولد المنیف فارسی میں تالیف فرمایا ہے اور جناب مولوی سلامت اللہ صاحب بدایونی کانپوری نے رسالہ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام اور جناب مولوی عبدالحق صاحب الہ آبادی

Marfat.com

مہاجر مکی نے الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم اور جناب مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری ضلع سہارنپور نے انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ اور جناب عم محترم حضرت شاہ محمد معصوم نے احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام اردو میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ انھوں نے مسئلہ کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ادنیٰ بصیرت عنایت کی ہے اور وہ قدرے خیال سے ان رسائل شریفہ کا مطالعہ کرے گا۔ اس کے واسطے یقیناً مسئلہ میں کوئی الجھن باقی نہیں ہے۔ البتہ جو شخص سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے یا اپنی بات کے آگے کسی کی بات کو سننا گوارا ہی نہ کرے تو اس کا علاج دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ حضرت مقلب القلوب جل شانہ وعظم برہانہ ہی اس کے دل کو پھیر دے تو یہ بات اور ہے۔ میں صرف ان لوگوں کے لیے جن کو مسئلہ معلوم نہیں ہے یا معلوم تو ہے لیکن مزید تسلی اور تشفی چاہتے ہیں مختصر طور پر کچھ تحریر کرتا ہوں۔

علامہ حافظ (حافظ سے مراد حافظ کلام اللہ شریف نہیں ہے بلکہ عالی مرتبت علماء کے ساتھ جب یہ لفظ آتا ہے تو اس سے مراد حافظِ احادیث شریفہ ہوتا ہے) امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ ہجری کو ہوا ہے اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد میں تحریر فرماتے ہیں۔ ان کی عبارت عربی میں ہے میں اس کا ترجمہ کر کے لکھ رہا ہوں لکھا ہے شیخ الاسلام علامہ حافظ ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی (جن کی کتاب فتح الباری شرح صحیح امام بخاری مرجع علماء و فضلاء ہے) سے مولود شریف کے بارے میں دریافت کیا گیا انھوں نے جواب دیا مولود شریف کی اصل تو بدعت ہے پہلی تین صدیوں میں سلف صالح سے منقول نہیں کہ انھوں نے مولود شریف کی محفل قائم کی ہو۔ باوجود اس بات کے یہ ضرور ہے کہ مولود شریف کی محفل منعقد کرنے میں خوبیاں بھی ہیں اور خرابیاں بھی ہیں۔ جو شخص خوبیوں کو لیتے ہوئے اور خرابیوں سے بچتے ہوئے میلاد شریف کرے تو یہ بدعتِ حسنہ ہے (اچھی جدت ہے) ورنہ نہیں ہے اور ابن حجر نے کہا ہے مجھ کو مولود شریف کے ثابت کرنے کے لئے ایک اصل ہاتھ لگی ہے جو کہ ایک صحیح حدیث ہے جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے عاشوراء کے دن یہود کو روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ نے ان سے روزہ رکھنے کا سبب دریافت فرمایا۔ وہ بولے۔ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ڈبویا اور موسیٰ کو نجات دی ہم اسی وجہ سے اللہ کے شکرانہ میں اس دن روزہ رکھتے ہیں (ابن حجر نے باقی حدیث کو ذکر نہیں کیا ہے جو اس طرح پر ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا تمہاری بہ نسبت ہم موسیٰ کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کو فرمایا) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی خاص دن اگر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے یا کسی عذاب کو دور کرے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہر سال اس دن کو اللہ تعالیٰ کے شکر کا اعادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہر قسم کی عبادت سے حاصل ہوتا ہے مثلاً سجدہ (نماز) روزہ۔ صدقہ اور تلاوت۔ اس دن سے بڑھ کر کون سا دن بہتر ہے جس میں ایسے نبی کی ولادت ہوئی ہے جو کہ نبیِ رحمت ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ اسی دن کو تلاش کیا جائے (یعنی خاص یوم ولادت شریف کو) تاکہ موسیٰ کے واقعہ سے جو کہ دسویں محرم کو ہوا ہے مطابقت پیدا ہو جائے اور اگر کوئی شخص اس کا لحاظ نہ کرے (یعنی یوم ولادت شریف کا جو کہ بقول مشہور بارہ ماہ ربیع الاول ہے) تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ ماہ ربیع الاول میں جس دن چاہے وہ مولود شریف کر لے ایک جماعت نے تو اور بھی توسیع کر دی ہے کہ سال بھر میں کسی دن بھی مولود شریف کر لے لیکن اس طرح کرنے میں جو بات ہے وہ ظاہر ہے (یعنی اس طرح پر کرنے سے صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے لیکن حضرت موسیٰ کے قصہ سے مطابقت نہیں آتی ہے وہ تو یوم ولادت شریف ہی کے

Marfat.com

دن خوشی کرنے سے پیدا ہوتی ہے) یہ تو مولود کی دلیل کا بیان ہوا۔ اب ان اعمال کا بیان سنو جو مولود میں کیئے جاتے ہیں مناسب ہے کہ مولود شریف میں صرف ان امور کو کیا جاوے جن سے اللہ کا شکر کرنا ظاہر ہو جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے از قسم قرآن خوانی. کھانا کھلانا صدقہ کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہے ہوئے اشعار اور زاہدانہ اشعار کا پڑھنا جن کو سن کر دلوں کو بھلائی اور آخرت کے کاموں کا شوق پیدا ہو باقی رہیں وہ باتیں جو ان امور کے اتباع میں کی جاتی ہیں، مثلاً سماع اور لہو (باجہ) اور ان کے سوی اور چیزیں۔ تو ان کے بارے میں یہ کہنا مناسب ہے کہ ان میں سے جو چیزیں مباح ہیں اور اس دن کی خوشی (یوم میلاد کی خوشی) ان کی مقتضی ہو تو ان چیزوں کو ان کے اصل کا حکم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جو چیزیں حرام یا مکروہ ہیں ان کو رد کیا جائے اور جو خلاف اولی ہو ان کو بھی روکا جائے. تمام ہوئی عبارت ابن حجر کی. (اب علامہ سیوطی کہتے ہیں) مجھ کو مولود شریف کے لئے ایک دوسری اصل بھی ہاتھ لگی ہے جس کو بیہقی نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کا عقیقہ تولد شریف کے ساتویں دن کر چکے تھے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں کیا جاتا۔ لہذا آپ کا عقیقہ کرنا اس بات پر محمول ہے کہ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا کیا۔ آپ کا اس طرح پر اپنی ولادت کا شکر کرنے سے آپ کی امت کے واسطے اس کی مشروعیت ثابت ہو گئی جس طرح پر کہ آپ اپنے اوپر درود پڑھتے تھے تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی امت بھی آپ پر درود بھیجے. بنا بریں ہمارے واسطے بہتر ہے کہ ہم جلسے کر کے اور کھانا کھلا کے اور اسی طرح کے دوسرے اچھے کام کر کے اور خوشی کا اظہار کر کے اللہ کے شکر کا اظہار کریں. امام القراء علامہ حافظ شمس الدین ابن الجزری اپنی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف میں لکھتے ہیں۔ ابولہب کو اس کے مرنے بعد خواب میں دیکھا گیا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس نے خواب میں دیکھا تھا) اس سے دریافت کیا گیا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا دوزخ میں ہوں، ہر پیر کی رات کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور میں اپنی انگلی میں سے اس مقدار میں پانی چوس لیتا ہوں اور اس نے اپنی انگلی کے پورے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھ کو ثویبہ نے آپ کے تولد شریف کی خبر لا کر سنائی میں نے خوش ہو کر اس کو آزاد کر دیا اور پھر اس نے آپ کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب جیسا ایک کافر کو جس کی مذمت قرآن مجید میں وارد ہے آپ کے تولد کی رات کو خوشی کرنے کا اجر دوزخ میں ملے تو آپ کی امت میں سے ایک موحد مسلم کو کیا اجر ملیگا جو آپ کے تولد شریف سے خوش ہو اور آپ کی محبت کی وجہ سے جو بھی اس کی استطاعت میں ہے خرچ کرے. قسم ہے۔ اس کو مولائے کریم سے یہ اجر ملے گا کہ وہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کر دے گا. حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی اپنی کتاب مورد الصادی فی مولد الہادی میں لکھتے ہیں۔ یہ بات پایہ صحت کو پہنچ گئی ہے کہ دوزخ میں ہر پیر کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ اس نے ثویبہ کو آپ کے تولد شریف کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ دیکھو انھوں نے یہ تین شعر کہے ہیں۔

إِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهُ — وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدَا

أَتَى أَنَّهُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا — يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِأَحْمَدَا

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِي طُوْلَ عُمْرِهِ — بِأَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدَا

ترجمہ:- یہ دیکھو کہ وہ ابولہب سا معاند — ہے تبت یدا جس کے بارے میں وارد

خوشی جو تولد کی اس نے منائی — یقیناً وہ دوزخ میں کام اس کے آئی
خبر میں یہ وارد ہے۔ اس کی جزا میں — دوشنبہ کو ہوتی کمی ہے سزا میں
تو پھر ایسے بندے کے بارے میں سوچو — نبی سے سدا جس کو الفت رہی ہو
گیا بھی ہو دنیا سے ایمان لے کے — اُسے اجر دے گا خدا کیسے کیسے

اس کے بعد سیوطی نے علامہ ابو الطیب سبتی مالکی کا واقعہ تحریر کیا ہے جو کہ علامہ ابو حیان وغیرہ کے استاد تھے کہ وہ جب اس مبارک دن کو بچوں کے مکاتیب پر گزرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ مُلّا جی بیٹھے بچوں کو پڑھا رہے ہیں تو ان سے کہتے تھے۔ مُلّا جی آج تو خوشی کا دن ہے بچوں کو چھٹی دو چنانچہ وہ بچوں کو چھٹی دے دیا کرتے تھے۔ تمام ہوئی عبارت سیوطی کی۔

مولود شریف کے اثبات کے لئے ایک تیسری حدیث بھی ہے جس کو بخاری مسلم ترمذی نسائی۔ احمد حمیدی۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حدیث اس طرح پر ہے۔ یہود نے عمر سے کہا تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہماری جماعت یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو اپنا عید کا دن بناتے آپ نے دریافت کیا وہ کونسی آیت ہے انھوں نے کہا وہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ہے یعنی آج کے دن تمہارے لئے ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا۔ یہ سُن کر عمر نے کہا قسم ہے مجھ کو معلوم ہے کہ کس دن یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ یہ آیت جمعہ کے دن شام کو عرفات میں نازل ہوئی ہے یعنی حج کے دن نویں ذی الحجہ کو۔ ابن راھویہ۔ ابن حمید اور ابو العالیہ روایت کرتے ہیں کہ عمر نے جواب میں کہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آیت کے یوم نزول کو اور اس کے بعد کے دن کو ہمارے واسطے عید کا دن کیا ہے۔ یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی ہے اور اس کا دوسرا دن یوم نحر ہے یعنی روز قربان ہے۔ تمام ہوئی حدیث۔

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ آیت شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم کے یوم نزول کو خوشی اور عید کا دن مقرر کرنے کے بارے میں جو تجویز یہود نے پیش کی تھی اس کو حضرت عمر نے ناپسند نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے یہ آیت جمعہ کے دن نازل کی جو کہ خوشی کا مبارک دن ہے اور نویں ذی الحجہ کو نازل کی جو کہ خوشی کی مبارک تاریخ ہے اور میدان عرفات میں نازل کی جو مقدس اور مبارک مقام ہے۔ یوم نزول اور تاریخ نزول اور جائے نزول سب ہی خوشی اور مبارک ہیں۔ اگر کسی خاص دن یا تاریخ یا مقام کو کسی خاص نعمت کی وجہ سے مبارک دن یا تاریخ یا مقام کہنا شرعاً ٹھیک نہ ہوتا تو حضرت عمر یہود سے کہتے۔ ہمارے مذہب میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ آپ نے یہود سے یہ نہیں کہا بلکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اپنی رضامندی اور خوشی کا اظہار کیا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ یہود کی تجویز فی الواقع اچھی تجویز ہے۔

اگر دیکھا جائے یہود کی تجویز کوئی انوکھی تجویز نہ تھی جس کو حضرت عمر ناپسند کرتے بلکہ ان کی تجویز صوم یوم عاشورا کے واقعہ سے پوری طرح سے مطابقت رکھتی تھی جس کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تھا اور ان کی یہ تجویز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تجویز سے پوری طرح مشابہ ہے جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے دیکھو سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۴ اکو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

Marfat.com

یعنی عیسیٰ فرزند مریم نے کہا۔ اے اللہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر۔ اس خوان کا نازل ہونا ہمارے اگلے اور پچھلے یعنی سب کے لئے عید قرار پائے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ای نتخذ الیوم الذی تنزل فیہ المائدۃ عیداً نعظمہ نحن ومن یاتی بعدنا۔ ونزلت یوم الأحد فاتخذہ النصاری عیداً" یعنی جس دن میں تو خوان نازل کرے اس دن کو ہم عید کا دن بنالیں۔ اس دن کی ہم بھی تعظیم کریں اور جو ہمارے بعد آئیں وہ بھی تعظیم کریں۔ وہ خوان یوم یکشنبہ کو نازل ہوا یعنی اتوار کو چنانچہ نصاریٰ نے اس دن کو اپنا مبارک عید کا دن قرار دے دیا۔

ذرا خیال کرو۔ یہود فرعون کی غلامی اور استعباد سے نجات پانے کے دن کو اپنے لئے خوشی کا مبارک دن قرار دیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل کو بنظر استحسان دیکھیں اور فرمائیں کہ ہم بہ نسبت یہود کے زیادہ حقدار ہیں کہ اس دن کو اپنے واسطے خوشی کا مبارک دن قرار دیں۔ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے خوان نازل ہونے کے دن کو خوشی کا مبارک دن قرار دینے کی تجویز کریں اور ان کی امت اس دن کو اپنے لئے خوشی کا مبارک دن قرار دیدے۔ تو اُمت محمدیہ یقیناً زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے محسن اعظم رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص انعامات اور اکرامات ہونے کے دن کو جو کہ یوم معراج ہے اپنے لئے خوشی کا مبارک دن قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک رات کو اپنے حبیب پر جو الطاف اور مہربانیاں کی ہیں ان کا بیان یقیناً ہمارے بیان سے باہر ہے۔ ذرا دیکھو آپ کے طفیل سے آپ کی اُمت پر کیسی نوازش کی ہے کہ صرف پانچ وقت کی نماز فرض کی اور اس کا ثواب پچاس نمازوں کا قرار دیا۔ مولوی ابو الحسنات عبد الحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ الآثار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فائدہ۔ قد اشتہر بین العوام ان لیلۃ السابع والعشرین من رجب ھی لیلۃ المعراج النبوی وموسم الرجبیۃ متعارف فی الحرمین الشریفین یأتی الناس فی رجب من بلاد نائیۃ لزیارۃ القبر النبوی فی المدینۃ ویجتمعون فی اللیلۃ المذکورۃ۔ وھو امر مختلف فیہ بین المحدثین والمؤرخین۔ فقیل کان ذلک فی ربیع الأول وقیل فی ربیع الآخر وقیل فی ذی الحجۃ وقیل فی شوال وقیل فی رمضان وقیل فی رجب فی لیلۃ السابع والعشرین وقواہ بعضھم وقد بسط الکلام فیہ القسطلانی فی المواھب اللدنیۃ وغیرہ فی غیرہ وعلی ھذا فیستحب احیاء لیلۃ السابع والعشرین من رجب وکذا سائر اللیالی التی قیل انھا لیلۃ المعراج بالاکثار فی العبادۃ شکراً لما منّ اللہ علینا فی تلک اللیلۃ من فرضیۃ الصلوات الخمس وجعلھا فی الثواب خمسین ولما افاض اللہ علی نبینا فیھا من اصناف الفضیلۃ والرحمۃ وشرفہ بالمواجھۃ والمکالمۃ والرؤیۃ ولذا قیل ان لیلۃ الاسراء افضل من لیلۃ القدر فی حق نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا فی حق الأمۃ واما کیفیۃ الأحیاء فمفوضۃ الی رأی العبد لم یرد فیھا حدیث معتمد وما ورد فیھا فھو موضوع علی ما مر ذکرہ۔ وکذا یستحب أن یصوم صباح تلک اللیلۃ وقد وردت فیہ احادیث لا تخلو عن طعن وسقوط کما بسطہ ابن حجر فی تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب۔ انتہی

یعنی عوام میں شہرت پاگئی ہے کہ معراج نبوی کی شب ستائیس رجب کی رات ہے۔ حرمین شریفین میں رَجَبِیَّہ کا موسم معروف ہے دور دراز ملکوں سے قبر نبوی کی زیارت کے لئے ماہ رجب میں لوگ مدینہ منورہ میں آتے ہیں اور اس رات کو (۲۷ رجب کی شب کو) جمع ہوتے ہیں۔ معراج شریف کی شب میں محدثین اور مؤرخین کو اختلاف ہے کہا گیا ہے کہ وہ ماہ ربیع الاول میں ہے

Marfat.com

اور کہا گیا ہے کہ ماہ ربیع الآخر میں ہے اور کہا گیا ہے کہ ذی الحجہ میں ہے اور کہا گیا ہے کہ شوال میں ہے اور کہا گیا ہے کہ رمضان میں ہے اور کہا گیا ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب ہے اور بعض علماء نے اس کو تقویت دی ہے۔ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اس بیان کو مفصل طور پر لکھا ہے دیگر علماء نے بھی دوسری کتابوں میں اس بیان کو لکھا ہے۔ بنا بریں ستائیسویں رجب کی رات کا اور اسی طرح ان تمام دوسری راتوں کا جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ معراج شریف کی راتیں ہیں۔ احیا کرنا یعنی شب بیداری کرنی چاہیے اور ان راتوں میں بکثرت عبادت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہم پر احسان کیا کہ اس مبارک رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کیں اور ان کا ثواب پچاس نمازوں کا قرار دیا اور اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی کیسی مہربانیاں فرما کر سرفراز کیا آپ کو فضیلت اور رحمت سے نوازا اور آپ کو مُواجَہہ اور مُکالمہ اور دیدار سے مشرف کیا۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ شب معراج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شب قدر سے افضل ہے۔ اس رات کی یہ افضلیت صرف آپ کے لئے ہے آپ کی امت کے لئے نہیں ہے (یعنی آپ کی امت کے لئے شب قدر بہ نسبت شب معراج کے افضل ہے) رہا اس مبارک رات کو جاگنے کا طریقہ کہ اس کی کیفیت کیسی ہونی چاہیے تو یہ بندے کی خوشی اور رائے پر منحصر ہے جس طرح مناسب جانے اور بہتر سمجھے اس طرح شب بیداری کرے کیونکہ اس بارے میں کوئی قابل اعتماد اور بھروسے کی حدیث وارد نہیں ہے۔ جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں وہ موضوع اور جھوٹی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ان کا بیان کیا جاچکا ہے اور اسی طرح اس رات کی صبح کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس دن کو روزہ رکھنے کے بارے میں بھی کچھ حدیثیں وارد ہیں لیکن وہ پایۂ صحت سے گری ہوئی ہیں اور کمزوری سے خالی نہیں ہیں جس طرح بد علامہ ابن حجر نے تَبْیِیْنُ الْعَجَبِ فِیْ فَضْلِ رَجَب میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ تمام ہوئی عبارت مولوی عبدالحیٔ کی۔ اور اسی طرح امت محمدیہ یقیناً زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت شریف کو اپنے لئے خوشی کا سب سے مبارک دن قرار دے۔ ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ اپنا احسان جتاتے ہوئے فرما رہا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ۔ الآیہ۔ یعنی اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جب انہی میں کا رسول ان کو بھیجا۔ اور فرما رہا ہے اُذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ یعنی یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر کی ہے۔ اور فرما رہا ہے وَاشْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ یعنی اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اور فرما رہا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ یعنی اور اپنے پروردگار کے احسان کا تذکرہ کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ یعنی اے رسول ان کو اللہ کے اَیّام یاد دلاؤ۔ امام رازی اور دیگر علماءِ اعلام نے تفسیر میں لکھا ہے کہ اَیّامُ اللہ سے مراد وہ ایام ہیں جن میں واقعات عظیمہ کا ظہور ہوا ہے۔

اے عزیزو۔ ذرا خیال کرو اور انصاف سے کام لو کہ معراج شریف کی رات اور آپ کی ولادت شریف کی رات سے بڑھ کر کون سا دن یا کونسی رات ہے جس کی یاد دلائی جائے اور اس کے شکر کا اظہار کیا جائے۔

اُمتِ محمدیہ کے واسطے یقیناً آپ کے یوم ولادت سے بڑھ کر مبارک اور خوشی کا کوئی دن نہیں ہے۔ شب نصف ماہ شعبان شب قدر۔ عید الفطر اور عید قربان سبھی اس مبارک دن پر جو کہ عید میلاد النبی کا دن ہے قربان ہیں۔ آپ ہی کے طفیل سے یہ

Marfat.com

مبارک ایام دیکھنے کو ملے۔ یہ ایام کیا ہیں تمام کائنات کا ظہور صرف آپ کے وجود باجود کے طفیل ہوا ہے۔ آپ کی محبت ہر مسلمان کے واسطے ایمان کا جزو ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص بھی اُس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اپنے باپ اور بیٹے اور تمام آدمیوں سے زیادہ نہ ہو۔ اور سورۂ توبہ کی چوبیسویں آیت دیکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے رسول کہدو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بی بیاں اور تمہارے عزیز اور وہ اموال جو تم نے جمع کئے ہیں اور وہ تجارت جس کے ماند پڑنے کا تم کو کھٹکا لگا رہتا ہے اور وہ مکانات جو تم کو پیارے ہیں۔ تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو یہاں تک کہ جو اللہ کو کرنا ہے وہ اس کو لا موجود کرے اور اللہ فاسقوں کی جماعت کو ہدایت نہیں دیا کرتا یعنی اللہ کے عذاب کے منتظر رہو۔ اس حدیث شریف اور آیت شریفہ کو اچھی طرح خیال سے پڑھو۔ دیکھ لو آپ کی محبت ہمارے واسطے کتنی ضروری ہے آپ کی محبت مقتضی ہے کہ آپ کی خوشی ہمارے لئے خوشی ہو یقیناً واقعہ معراج آپ کے لئے بڑی خوشی کا واقعہ ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ تمام عالم کے واسطے مفتاحِ ہر خیر وسعادت ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ان دونوں واقعات سے بڑھکر یقیناً کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات سراسر فضل الٰہی اور رحمت نا متناہی ہے اور ارشاد خداوندی ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا یعنی کہدو کہ ان کو اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے خوش ہونا چاہیئے۔ اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنا اور اس کی خوشی کا اظہار کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ ارشاد باری ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اپنے پروردگار کی نعمتوں اور اس کے احسانات کا تذکرہ اور چرچا کرو اور بمفحوائے مضمون وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ان ایام مُبارکہ کی یاد تازہ کرنی اور ان دنوں میں اللہ کے شکر کا اظہار کرنا یقیناً محمود ہے۔
اسی لئے تقریباً پونے آٹھ سو سال سے جلیل القدر ائمہ محفل میلاد شریف منعقد کرنے کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ کیا حنفی کیا شافعی کیا مالکی کیا حنبلی سبھی اس کار خیر کو اَحْسَنُ الْمُسْتَحَبَّات اور اَفْضَلُ الْمَنْدُوْبَات لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ عمل مبارک مفتاح سعادت دوجہاں اور مصباح ہدایت انس وجان ہے۔
الغرض وہی ائمہ کرام نے اس کار خیر کی ابتدا کی ہے اور اس کی تشویق دلائی ہے یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کو تمام عالم اسلام اپنا مقتدا مانتی ہے جن کی کتابیں کیا اہل سنت وجماعت اور کیا اہل حدیث سب کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنی ہوئی ہیں اگر اس کار خیر میں ذرّہ برابر قباحت ہوتی یہ ائمہ دین اس کو افضل مندوبات کس طرح کہتے۔
بے شک علامہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب اور ان کے ہمخیال بعض علماء نے اس کار خیر کی مخالفت کی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کی مخالفت کس بنا پر ہے بصرف کسی کی مخالفت کر دینے سے تو قطعاً قباحت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ مثل مشہور ہے۔
ع فکر معقول بفرما گل بے خار کجاست۔ وہ کونسا مسئلہ ہے جس میں کسی نہ کسی نے مخالفت نہ کی ہو۔ البتہ مخالفت کی علت کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر علت میں کچھ جان ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی مخالفت میں بھی کچھ جان ہے ورنہ یہ ایک لغزش ہے جو ان کو پیش آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں کو معاف کرے۔
جمہور علماء نے احادیث صحیحہ اور آیات شریفہ سے استنباط کر کے یہ مسئلہ بیان کیا ہے اور اس کار خیر کو مستحب قرار دیا ہے

Marfat.com

جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے جنھوں نے مخالفت کی ہے ان کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ کام بدعت ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے لہذا یہ کام ضلالت ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔
ان کی اس دلیل کو دیکھ کر عربی کا مشہور مقولہ یاد آتا ہے ع۔ حَفِظْتَ شَیْئًا وَغَابَتْ عَنْكَ اَشْیَاءُ یعنی ایک بات تو تمہاری نظر میں ہے لیکن اور باتیں نظر سے اوجھل ہیں۔ اب ذرا اس اجمال کی تفصیل سنو۔
صحیح حدیث ہے جس کو امام مسلم اور دیگر آئمہ حدیث نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس اچھے طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس شخص کے واسطے اسی قدر اجر و ثواب لکھا جائے گا جس قدر کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کے واسطے اجر و ثواب ہوگا۔ ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اس کو ثواب نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے اس کو اجر دے گا۔
اس حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اچھا کام جاری کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب دے گا اور جب تک وہ اچھا کام ہوتا رہے گا اس کو اجر و ثواب ملتا رہیگا۔
جو اچھا کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور میں آئے وہ یقیناً بدعت ہے اب اگر ہر بدعت کو گمراہی کہا جائے تو پھر اس حدیث شریف کا مقصد ہی فوت ہوا جاتا ہے۔ آئمہ دین جن کی نظر دونوں حدیثوں پر تھی وہ اس اشکال کو بخوبی رفع کرتے ہیں۔
امام حافظ ابو محمد عبدالرحمٰن شہاب الدین ابوشامہ بن اسماعیل مقدسی شافعی جن کا انتقال چھیاسی سال کی عمر میں ۶۶۵ ہجری کو ہوا ہے اور جن کے متعلق طبقات شافعیۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ وہ مرتبۂ اجتہاد کو پہنچ گئے تھے اپنی کتاب اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْكَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ میں تحریر کرتے ہیں ان کی اصل عبارت جو عربی میں ہے۔ الدر المنظم مؤلفہ مولوی عبدالحق کے صفحہ ننانوے اور سو پر تحریر ہے انھوں نے سیرت شامی میں سے یہ عبارت نقل کی ہے میں اس عبارت کا ترجمہ کرکے لکھ رہا ہوں۔
ربیع امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے کہا ہے مُحْدَثَاتٌ یعنی نئے پیدا شدہ امور دو قسم پر ہیں ایک وہ جدت ہے جو کتاب یعنی قرآن مجید یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف واقع ہو۔ یہ مُحْدَثَاتٌ بِدْعَةٌ ہے اور یہی ضلالت ہے۔ دوسری وہ جدت ہے جو بھلائی کے کاموں میں ہو۔ اس کے اچھا ہونے میں کسی کو خلاف نہ ہو اگرچہ وہ محدث ہے یعنی جدید ہے لیکن اس کی برائی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ رمضان کے قیام یعنی تراویح کے بارے میں کہتے ہیں یہ اچھی بدعت ہے جو پہلے نہ تھی۔ جب کوئی جدت اس طرح کی ہو کہ اس کی وجہ سے بیان کردہ اشیاء میں سے یعنی کتاب سنت۔ اثر۔ اجماع میں سے کسی ایک کا بھی رد کرنا نہ ہوتا ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے جس کو کرنا باتفاق علماء نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور جو اس کو اچھی نیت سے کریگا اس کے واسطے ثواب کی امید ہے۔ ہر وہ بدعت جو شریعت کے قاعدوں کے موافق ہو اور کسی قاعدہ کی اس میں مخالفت نہ پائی جائے اور نہ اس کی وجہ سے ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہونا پڑے وہ بدعت حسنہ ہے جیسے منبروں (ممبروں) رباطوں۔ مدارس مسافر خانوں کا بنانا اور اسی طرح کے اور بھلائی کے کام جو کہ صدر اول میں نہ تھے کیونکہ اسی قسم کی بدعتیں سنت کی تعلیمات کے موافق ہیں اور یہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کے زمرہ میں داخل ہیں یعنی پرہیزگاری اور بھلائی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اسی قسم کی اچھی بدعتوں میں

Marfat.com

سے ایک بہت اچھی بدعت وہ ہے جو ہمارے زمانہ میں ایجاد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ شہر اربل میں خاص اس دن کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موافق آن کر واقع ہوتا ہے ہر سال خیرات اور اچھے کام اور زینت کرتے ہیں خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جو بھلائی اس دن فقیروں کے ساتھ کی جاتی ہے (یعنی ان کو کھانا کھلایا جاتا ہے خیرات دی جاتی ہے) اس کے علاوہ بخوبی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ خوشی کرنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم اور اجلال ہے اور اس طرح پر کرنے سے اللہ کا شکر بھی ادا ہوتا ہے کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ اپنے رسول کو جو تمام عالم کے واسطے رحمت ہے پیدا کیا۔ سب سے پہلے یہ اچھا کام شہر موصل کے ایک مشہور نیک اور صالح شخص نے کیا جس کا نام عمر بن محمد ہے۔ اس کی پیروی اور اتباع کرتے ہوئے اربل کے بادشاہ اور دوسرے لوگوں نے یہ نیک کام شروع کیا۔ تمام ہوئی عبارت ابوشامہ کی۔

ربیع جو امام شافعی سے نقل کر رہے ہیں یہ امام شافعی کے خاص شاگرد ہیں۔ امام شافعی کے اس قول کو علامہ بیہقی نے بھی مناقب شافعی میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ قال الشافعی۔ المحدَثاتُ من الأمورِ ضربان أحدُهما ما أحدث مما یخالف کتاباً او سنۃً او اثراً او اجماعاً فهذه البدعۃ الضلالۃ۔ والثانیۃُ ما أحدِثَ فیه من الخیرِ لا خلافَ فیه لواحدٍ وهذه محدَثۃٌ غیرُ مذمومۃٍ وقد قال عمر رضی اللہ عنه فی قیام شهرِ رمضانَ نِعمتِ البدعۃُ هذه یعنی انها محدثۃ لم تکن واذ کانت فلیس فیها رد لما مضی۔ انتهی۔

علامہ عزالدین عبدالسلام اور دیگر آئمہ اعلام نے بدعت کی باقاعدہ تقسیم کی ہے اور کہا ہے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں واجب کے ہے اس کا کرنا ضروری ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مستحب کے ہے اس کا کرنا بہتر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مباح کے ہے اس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مکروہ تنزیہی کے ہے اس کا نہ کرنا بہتر ہے۔ ایک وہ بدعت ہے جو حکم میں مکروہ تحریمی کے ہے اس کا نہ کرنا ضروری ہے۔ ان علماء نے ہر قسم کی علیحدہ مثالیں دی ہیں۔ مولود شریف کو آئمہ اعلام اور جلیل الشان حفاظ نے بدعت کی اس قسم میں سے کہا ہے جس کو مستحب کا حکم دیا گیا ہے دیکھو علامہ ابوشامہ نے لکھا ہے اس قسم کی اچھی بدعتوں میں سے ایک بہت اچھی بدعت وہ ہے جو ہمارے زمانے میں ایجاد ہوئی ہے۔ الخ

یہ تو جمہور علماء کا مذہب اور ان کی اصطلاح ہے جس کا بیان ہوا۔ بعض گرامی قدر علماء نے فرمایا ہے۔ کہ حدیث شریف میں کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وارد ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس حدیث شریف پر نظر رکھتے ہوئے ہم بدعت صرف چوتھی اور پانچویں قسم کو کہیں گے یعنی وہ بدعت جو حکم میں مکروہ کے ہے اور یہی بدعت ضلالت ہے۔ اور جو بدعت تیسری قسم کی ہے اس کو مباح کہیں گے اور جو بدعت وتعاونوا علی البر والتقویٰ کے زمرہ میں ہے اور جس کے کرنے سے اسلام کی عزت اور دین کی خدمت ہوتی ہے اس کو ہم بدعت کا نام نہیں دیں گے کیونکہ حدیث شریف میں ایسے اچھے نئے کام کے لئے سنت حسنہ کا لفظ آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اچھے امور کا نام سنت حسنہ رکھا ہے اور آپ ہی کا تجویز کردہ نام بہتر و اولیٰ ہے اور وہ پہلی اور دوسری قسم کی بدعت ہے۔ علماء کی اس جماعت کا جمہور علماء سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے صرف تسمیہ اور اصطلاح میں فرق ہے اور مقولہ مشہور ہے۔ لَا مُشَاحَۃَ فِی الْاِصْطِلَاحِ۔ یعنی اپنی اپنی اصطلاح بنانے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ بدعت حسنہ کہدو چاہے سنت حسنہ مدعا اور مسمیٰ تو ایک ہی ہے۔ یہ ہے علماء کی بحث جو بدعت کے بارے میں تھی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں اور

Marfat.com

وہ اپنے کو آئمہ اربعہ میں سے کسی کا متبع بتاتے ہیں اور محفل مبارک میلاد شریف کے بارے میں عوام سے کہتے ہیں کہ یہ فعل بدعت ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ لہٰذا یہ فعل گمراہی اور ضلالت ہے۔ والعیاذ باللہ۔

اگر یہ لوگ ہر بدعت حسنہ کے بارے میں یہی بات کہتے تو کہا جا سکتا تھا کہ انھوں نے ایک حدیث شریف کے ظاہری لفظ کو پکڑ لیا ہے یہ دوسری حدیث شریف سے اور آئمہ دین کے اقوال سے بے بہرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اور سمجھ دے لیکن دیکھا یہ جا رہا ہے کہ یہ لوگ باقی تمام بدعتوں کو جن کو علماء نے بہ اتفاق بدعت بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ اچھی بدعتیں ہیں۔ بہت شوق سے کر رہے ہیں کبھی کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا پھر مولود شریف کے بارے میں یہ شور کیسا۔ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ جلد ۱۔

صحابہ کرام کے وقت میں قرآن مجید کے حروف پر نقطے نہ تھے۔ حرکات کا وجود نہ تھا۔ علامہ قاضی خاں حضرت امام عالی مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ قرآن مجید پر نقطے اور حرکات لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن آپ کے بعد علماء نے صرف پسند ہی نہیں کیا بلکہ ضروری قرار دے دیا اور آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف نے فرمادیا دنِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یعنی یہ تو بہت اچھی بدعت ہے۔ بعد میں علماء نے اس بدعت پر اور چار چاند لگائے۔ قرآن مجید کے تیس پارہ کئے ہر پارہ کا نصف اور رُبع اور ثمن مقرر کیا پھر بعض علماء نے دس دس آیتوں کا حساب لگا کر عشر مقرر کیا جس کا رواج عربی ممالک میں ہے اور بعض علماء نے رکوع بنائے جس کا رواج ہندوستان وغیرہ میں ہے۔ مسجدوں میں تکبیر کہنے والوں کے واسطے مکبر بنائے۔ بعض مسجدوں میں عورتوں کے واسطے پردہ کا انتظام کر کے ایک حصہ مخصوص کر دیا۔ مسجدوں میں گھنٹے لٹکائے۔ گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات مقرر کئے کہ اتنے بجے ظہر کی نماز ہوگی، اتنے بجے عصر کی اتنے بجے عشاء کی اتنے بجے فجر کی اتنے بجے جمعہ کی۔ کیا مجال جو اس وقت سے ذرا پہلے نماز شروع کر دی جائے حالانکہ نماز کا وقت ہو جاتا ہے، علوم دین پڑھنے کے واسطے مدارس تعمیر کئے۔ طالب علموں کے واسطے دارالاقامت بنائے۔ یتیم خانے محتاج خانے۔ مسافر خانے۔ شفاخانے بنائے۔ اذانوں کے لئے منارے بنائے وضو کرنے کے لئے مسجدوں میں حوض بنائے۔ سردیوں میں گرم پانی کا انتظام کیا۔ مسجد کے لئے امام اور مؤذن مقرر کئے۔ یہ سب چیزیں اور اس قسم کی صدہا چیزیں یقیناً بدعت ہیں یہ لوگ ان چیزوں سے کیوں نہیں روکتے اور ان کے بارے میں عوام کو کیوں نہیں کہتے کہ یہ سب بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے لہٰذا یہ سب چیزیں گمراہی ہیں۔ والعیاذ باللہ

یہ واعظ صاحبان کیوں نہیں عوام سے کہتے کہ امام اور مؤذن اور علماء اور قرّاء کے لئے تنخواہ لینی امام اعظم کے قول سے ٹھیک نہیں ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ان باتوں کا وجود نہ تھا لہٰذا یہ سب گمراہی میں سے ہیں۔

افسوس صد افسوس یہ لوگ عوام کو کس بُری طرح سے بہکاتے ہیں اور کس ڈھب سے مغالطے میں ڈالتے ہیں فَاِلَی اللّٰہِ الْمُفْزَعُ وَاِلَیْہِ الْمُشْتَکٰی وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

عوام کو بہکا دینا آسان ہے اور اظہار حقیقت اور مسئلہ کا بیان کرنا دشوار ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

بعض لوگ خاص بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کی شب کو محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرنے پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تعیین تاریخ کا ٹھیک نہیں اور اس وجہ سے اس کار خیر میں قباحت آگئی۔

یہ لوگ اگر ذرا آیت شریفہ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ پر نظر غائر ڈالیں اور حدیث یوم عاشوراء پر دھیان لگائیں اور حدیث عقیقہ اور

Marfat.com

حدیثِ نزولِ آیت کو سمجھیں تو یقیناً علامہ ابن حجر اور دیگر اکابر کے ہمنوا ہو کر کہدیں گے کہ محفل میلاد شریف خاص اس تاریخ کو اور رجبیہ کا جلسہ خاص ستائیس رجب کی رات کو نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ انہی تاریخوں میں یہ مبارک محفلیں قائم کی جائیں تاکہ حدیث صوم یوم عاشورا سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا دربارۂ نزولِ مائدہ سے پوری طرح مطابقت آجائے۔

بخاری اور دیگر کتب حدیث میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعرات کا دن وعظ کے واسطے مقرر کر دیا تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا آپ اگر ہر روز وعظ کریں تو بہتر ہو۔ آپ نے کہا میں ہر روز وعظ کر کے تمہاری طبیعت کو سیر کرنا نہیں چاہتا تاکہ پھر تم شوق سے وعظ نہ سنو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طبیعت کو سیر ہونے کا موقع نہ دیتے تھے۔ اگر کسی نیک کام کے واسطے دن یا تاریخ یا وقت کا مقرر کرنا ٹھیک نہ ہوتا تو حضرت ابن مسعود کس طرح جمعرات کا دن مقرر کرتے بہا لہا سال سے حجاز، شام، فلسطین، مصر، جزائر، مراکش، عراق، ہندوستان وغیرہ میں گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں تمام عربی مدارس میں پڑھائی کے گھنٹے مقرر کیے جاتے ہیں۔ پڑھائی کے مہینے مقرر کیے جاتے ہیں چھٹیوں کے مہینے مقرر کیے جاتے ہیں تقسیم اسناد کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے ان سب چیزوں میں اور ان کی طرح دیگر دسیوں چیزوں میں تعیین کی وجہ سے جب خرابی نہیں پیدا ہوتی تو پھر محفل مبارک میلاد شریف یا رجبیہ شریف میں کیوں خرابی پیدا ہو گئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ محفل میلاد شریف بالذات ایک مستحسن فعل ہے لیکن ہندوستان میں اس مبارک محفل میں نامشروع امور سرزد ہوتے ہیں اسلئے میلاد شریف نہ کرنا چاہیے۔

ان لوگوں کی بات نہ روایۃً ٹھیک ہے اور نہ درایۃً ٹھیک ہے اس فقیر مولف رسالہ نے جب سے آنکھ کھولی ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے برابر میلاد شریف کی محفلوں کو دیکھتا چلا آرہا ہے یہی دیکھا ہے کہ محفل کو حسب مقدور آراستہ کیا جاتا ہے۔ ایک شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بِنَفْسِیْ هُوَ وَبِاَبِیْ وَاُمِّیْ کے احوال شریفہ پڑھتا ہے لوگ شوق سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریفہ سنتے ہیں، بیان سے فارغ ہونے کے بعد بعض اشخاص نعتیہ قصائد پڑھتے ہیں جس کو سن کر سب کے شوق اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور آخر میں سب کو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور سب آپکی یاد لیکر مسرور القلب گھر کو لوٹتے ہیں۔ محفل میلاد شریف میں اگر کی بتی اور عود جلاتے ہیں۔ پھول رکھتے ہیں۔ عرق گلاب چھڑکتے ہیں۔ عطر ملتے ہیں اور ولادت شریف کا ذکر سنکر آپ کی محبت اور تعظیم میں سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ پر سلام پڑھتے ہیں۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جس کو علماء نے کرنے کو لکھا ہے۔ فعل حرام کا قطعاً ارتکاب نہیں ہوتا ہے جو یہ واعظ اس قسم کی غلط بیانی کرتے ہیں۔ بالفرض والتقدیر اگر مان لیا جائے کہ کسی جگہ محفل میلاد شریف میں نامشروع امور کیے جاتے ہیں تو ان علماء کو از روئے قواعد شرعیہ اُن محرّمات شرعیہ سے عوام کو روکنا چاہیے۔ ان کو مناسب ہے کہ عوام سے کہیں اے بندگانِ خدا تم کیوں یہ حرام کام کر کے اپنی نیکی کو ضائع کرتے ہو تم کیوں ارتکاب معاصی کر کے اپنے کو گنہگار بناتے ہو۔ خدا سے ڈرو اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل احترام کرو۔ آپ کے ذکر شریف کا پورا ادب کرو۔ ناجائز اور حرام امور کا ارتکاب کر کے آپ کے ذکر شریف کی محفل کی تحقیر نہ کرو۔ علماء نے لکھا ہے اگر نماز جمعہ یا عیدین یا تراویح کے موقع پر کسی ناجائز امر کا ارتکاب کوئی کرنے لگے مثلاً مرد اور عورت خلط ہو کر یعنی مل جل کر نماز پڑھیں تو اس ناجائز فعل کی وجہ سے نماز پڑھنے سے نہیں روکا جائے گا بلکہ علماء پر لازم ہے کہ وہ عوام کو اس ناجائز فعل کرنے سے منع کریں۔ اسی طرح پر اگر نکاح یا ولیمہ یا عقیقہ یا ختنہ

Marfat.com

یا حفظ قرآن یا حاجی کے آنے کی خوشی کے موقع پر ناجائز امور کا ارتکاب ہونے لگے تو ان خوشیوں کے کرنے سے نہیں روکا جائیگا بلکہ فعل حرام سے منع کیا جائے گا۔

بنابریں اگر کسی جگہ محفل مبارک میلاد شریف میں کوئی حرام فعل ہوتا ہو تو علماء کو چاہیئے کہ اس حرام فعل سے منع کریں محفل میلاد شریف منعقد کرنے سے روکنا سراسر غلطی اور قواعد شرعیہ کی خلاف ورزی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں محفل میلاد سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰاتِ وازکی التسلیمات ہندؤں کے مشرکانہ رسم جنم کنہیا کی تشبیہ اور تمثیل ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ الْعِیَاذُ بِاللّٰہِ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ افسوس صد افسوس یہ لوگ محفل پاک میلاد شریف کو کیسی قبیح تمثیل دیتے ہیں فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے مَنْ لَمْ یَعْرِفْ بِاَحْوَالِ النَّاسِ فَھُوَ جَاھِلٌ جو لوگوں کی حالت اور زمانے کی کیفیت سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے اس کو فتوی نہیں دینا چاہیئے یہ لوگ اسلام کی تاریخ سے اور مسلمانانِ عالم کے احوال سے بے خبر ہیں ان کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ محفل مبارک میلاد شریف اس مروجہ کیفیت اور معہودہ طریقہ پر کب سے منعقد ہو رہی ہے اور اس کار خیر کی ابتدا کس ملک میں ہوئی ہے اور کس نے کی ہے۔

شہر موصل میں جو عراق میں واقع ہے ایک مشہور نیک اور صالح شخص رہتے تھے ان کا نام عمر بن محمد تھا انھوں نے اس کار خیر کی ابتدا کی ہے جیسا کہ علامہ ابو شامہ نے لکھا ہے ان کو دیکھ کر اربل کے بادشاہ سلطان ابو سعید مظفر الدین کوکری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑے پیمانہ پر اس کار خیر کو کرنا شروع کیا۔ علامہ حافظ ابو الخطاب بن دحیہ نے مولود شریف کے بیان میں ایک کتاب لکھ کر بادشاہ کو پیش کی اس کتاب کا نام اَلتَّنْوِیْرُ فِیْ مَوْلِدِ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ ہے سنہ ۶۰۴ ہجری کو یہ کتاب حافظ ابن دحیہ نے محفل میلاد شریف میں پڑھی۔ بادشاہ بہت مسرور اور محظوظ ہوا اس نے ایک ہزار اشرفی بطور انعام کے علامہ ابن دحیہ کو دیئے۔ یہ بادشاہ بڑا ہی متقی۔ دین دار۔ پارسا۔ نیک۔ عادل شجاع اور مردِ مجاہد تھا۔ اس مبارک تقریب پر ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ کرتا تھا۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ روپیہ تقسیم کرتا تھا بڑے بڑے آئمہ نے اس کی تعریف لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو نور سے معمور کرے اور اس کو آخرت میں درجات بلند عنایت فرمائے۔ چونکہ اس بادشاہ نے اس کار خیر کو بہت بڑے پیمانہ کے ساتھ شروع کیا اس لئے اطراف واکناف عالم میں اس کے نام کا چرچا ہو گیا اور اکثر لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ اس کار خیر کی ابتدا اس نیک دل بادشاہ نے کی ہے حالانکہ ابتدا اس مرد صالح نے کی ہے البتہ اشتہار کا باعث یہ بادشاہِ صالح ہوا ہے۔ چونکہ یہ فعل خلوص پر مبنی تھا اور اس سے اسلام کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہوتی تھی اس لئے آئمہ اعلام نے اس فعل کو از حد پسند کیا اور تالیفات اور تصنیفات کر کے لوگوں کو تشویق دلائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ممالک عربیہ میں اس اَفْضَلِ بِدْعَتِ حَسَنَہ اور اَحْسَنِ سُنَّتِ مُسْتَحْسَنَہ کا رواج پورے طریقہ پر ہو گیا۔

تقریباً اب سے پونے آٹھ سو سال پہلے اللہ کے خاص نیک بندوں نے اس اَعَزُّ الْقُرُبَاتِ اور اَشْرَفُ الْمَثُوْبَاتِ کا سنگ بنیاد آیت نزول مائدہ اور حدیث صوم یوم عاشوراء کی روشنی میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے رکھا اور پھر جناب حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے آیت وَذَکِّرْھُمْ بِاَیَّامِ اللّٰہِ اور حدیث عقیقہ کی ہدایت

میں اس محکم بنیاد پر یہ قصر مفتخر تعمیر کیا، در بھر اعلاءِ ذکر شریف اور اظہار دین حنیف کے لئے آیت وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ اور حدیث نزول آیت اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ پر نظر رکھتے ہوئے اس قصر عالی کو خوب آراستہ اور پیراستہ کیا کہاں اِنَّ اللّٰہ کے بندوں کے مبارک عزائم اور کہاں ہندوستان کے مشرکانہ ناپاک مراسم۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

اے عزیزو۔ اس مبارک محفل میں شمعِ رسالت اور انوارِ وحدت کی ضیا پاشی ہو رہی ہے اس کو کفر کی ظلمت اور شرک کی نجاست سے کیا لگاؤ۔ برا ہو اس تعصب کا جس کی وجہ سے گل بہ رنگِ خار اور نور عینِ نار نظر آ رہا ہے۔

جو دل سے پردۂ غفلت ہو دور آپ سے آپ	نصیب دل ہو دوام حضور آپ سے آپ
کھلے گا راز محبت ضرور آپ سے آپ	اس آفتاب کا ہو گا ظہور آپ سے آپ
خدا جو چاہے تو روشن ہو گور آپ سے آپ	مری لحد پہ جلے شمعِ نور آپ سے آپ
ہمارا مزرعِ دل تو نہیں ہے لائقِ نذر	مگر قبول کرے برقِ طور آپ سے آپ
ترے خیال میں آنکھیں ہیں خود بخود روشن	ہے تیرے ذکر میں دل کو سرور آپ سے آپ
بہ سانِ سایۂ دیوار تیرے کوچہ میں	نہ ہوں گے ہم درِ دولت سے دور آپ سے آپ
حبیب حضرت موسیٰ - محبِ احمد ہے	اُحد کو ڈھونڈتی ہے برقِ طور آپ سے آپ

یہ گھر چراغِ فیوضِ عمر سے روشن ہے
نہیں ہے خیبر کے سینہ میں نور آپ سے آپ

ہندوستان میں ایسے لوگوں کی قوت اجتہادیہ کی اگر یہی رفتار رہی تو کچھ بعید نہیں کہ شعائر اللہ کے بارے میں تھوڑے دنوں بعد سُننے میں آئے کہ یہ ہندوستان کے مشرکانہ مراسم کا چربہ ہیں۔ آبِ زمزم سے نہانا گنگا اشنان کی تقلید ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف سجدہ کرنا اور اس کا طواف کرنا اور حجرِ اسود کو بوسہ دینا پوجا پاٹ کی پیروی ہے۔ میدان عرفات اور منیٰ کو جانا کاشی اور ہردوار جانے کی تمثیل ہے اور اسی طرح اسلام کے دیگر فرائض اور اعمال کے بارے میں بھی سُنا جائے۔ مثل مشہور ہے۔ کُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيۡهِ۔ یعنی ہر برتن میں سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ جو شخص اسلام کی تاریخ سے بے خبر ہو مسلمانانِ عالم کی حالت سے ناواقف ہو اور اس نے جب سے آنکھ کھولی ہے اور جب تک کہ آخرت کا سفر کیا ہے۔ ہندوستان میں رہ کر صرف ہندوانی مراسم کو دیکھا ہے تو وہ ان لغویات کے سوائے اور کیا کہے گا جس شخص نے حدیث شریف کل بدعة ضلالة کے دقائق کو پوری طرح نہ سمجھا ہو اور جو حدیث شریف مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ کے معانی سے کما حقہ واقف نہ ہو تو وہ سوائے ان باتوں کے اور کیا کہے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

تو نقشِ نقشبنداں را چہ دانی	تو طفلی کارِ مرداں را چہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باراں	تو خشکی قدرِ باراں را چہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست	حقائق ہائے ایماں را چہ دانی

علامہ ابن جزری اور دوسرے آئمہ اعلام نے لکھا ہے جو شخص میلاد شریف کی خوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل

Marfat.com

ذکرم سے تمام سال اس شخص کو امن و اماں سے رکھتا ہے اس کی مرادیں بر لاتا ہے اس کی مشکلیں آسان کرتا ہے۔ فقیر مؤلف رسالہ کہتا ہے جو کچھ بھی ان آئمہ دین نے کہا ہے اس سے کہیں زیادہ خیر و برکت محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرنے میں ہے یقیناً آپ کے ذکر خیر سے دلوں میں آپ کی محبت اور تعظیم پیدا ہوتی ہے اور آپ ہی کی محبت اصل اصول ایمان اور روح و راحتِ جسم و جاں ہے نظم۔

خواجۂ دنیا و دیں گنجِ وفا — صدر و بدرِ ہر دو عالم مصطفٰے
آفتابِ شرع و دریائے یقین — نورِ عالم رحمۃ للعالمین
جانِ پاکاں خاکِ جانِ پاکِ او — جاں رہا کن آفرینش خاکِ او
خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ — آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ
صاحبِ معراج و صدرِ کائنات — سایۂ حق خواجۂ خورشید ذات
ہر دو عالم بستہ بر فتراکِ او — عرش و کرسی قبلہ کردہ خاکِ او
پیشوائے ایں جہان و آں جہاں — مقتدائے آشکارا و نہاں
بہترین و بہترینِ انبیا — رہنمائے اصفیا و اولیا
مہدیِ اسلام و ہادیِ سُبل — مفتیِ غیب و امام جزو و کل
حق چو دید آں نورِ مطلق در حضور — آفرید از نورِ او صد بحرِ نور
اصل معلومات و موجودات بود — نورِ او مقصودِ مخلوقات بود
بہرِ خویش آں پاک جاں را آفرید — بہرِ او خلقِ جہاں را آفرید
آفرینش را جز او مقصود نیست — پاک دامن تر از و موجود نیست

اے بندگان خدا۔ ان آئمہ کرام سے بڑھ کر تم کو مسئلہ سمجھانے والا حق بات بتانے والا اور راہِ ہدیٰ دکھانے والا اور کون ملیگا۔ یہ تو وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کی کتابیں سینکڑوں برس سے تمام عالم اسلام کے لئے مشعلِ راہ ہدایت بنی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔ یہ اہل علم پورے اطمینان اور کامل وثوق کے ساتھ سینکڑوں برس سے کہتے چلے آئے ہیں کہ جنابِ حبیبِ خدا سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت شریف کو خوب خوشی کا اظہار کرو۔ خیرات و مبرّات کرو۔ اللہ کی عبادت کرو۔ مولود شریف کے جلسے کرو۔ آپ کے احوال شریفہ خود سنو اور دوسروں کو سناؤ تاکہ اسلام کا نام روشن ہو اور اللہ تم پر اپنا فضل فرمائے اور تم کو امن و امان و ایمان اور سلامتی در ہر دو جہاں نصیب ہو۔

انصاف سے دیکھو جب تک عام طور سے مسلمان ایسے امور خیر کرتے رہے وہ اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہے ان کے قلوب مطمئن رہے لیکن جب سے بدعت کی گرداں جا و بے جا دہرائی جانے لگی ہے خیر و برکت میں کمی آگئی ہے اطمینان قلب مفقود ہو چلا ہے۔ اِنّ اللہ لا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ ہر فتنہ و فساد سے محفوظ رکھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ و

Marfat.com

دار الرضوان جن کا مدرسہ صولتیہ مشہور و معروف ہے. کی کچھ عبارت دربارہ محفل میلاد شریف نقل کروں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں.

میرے اساتذہ کرام اور میرا عقیدہ مولود شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے بلکہ بحلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ ہے ع بریں زیستم ہم بریں بگزرم (ترجمہ ع اسی پر جیا ہوں اسی پر مروں میں) اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں ایسی محفل کے کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بے جا منکروں کی طرف سے جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں اور تعیین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے۔ الخ

مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ روایات صحیحہ کے موافق آپ کا ذکر شریف کیا جائے. معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں لفظ صحیح لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ موضوعی کا مقابل ہے یعنی ہر وہ روایت جو جھوٹی نہ ہو اس کا بیان کرنا جائز ہے چاہے وہ محدثین کی اصطلاح میں صحیح ہو چاہے حسن ہو چاہے ضعیف ہو۔ کیونکہ علماء کرام نے فضائل کے بیان کرنے میں احادیث ضعیفہ کے بیان کرنے کو اور اس سے استدلال کرنے کو باتفاق جائز قرار دیا ہے. علامہ ابن حجر لکھتے ہیں. اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال یعنی علماء نے اعمال کے فضائل کے بارے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کو باتفاق جائز قرار دیا ہے اور علامہ سید شریف لکھتے ہیں ویجوز عند العلماء التساہل فی اسانید الضعیف فی فضائل الاعمال۔ یعنی اعمال کے فضائل کے بارے میں جو ضعیف حدیثیں بیان کی جائیں ان کے اسناد کے بارے میں علماء نے تساہل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ یعنی ایسے مواقع پر زیادہ پرکھنے کی ضرورت نہیں ہے بس اتنا ہو کہ حدیث موضوعی یعنی جھوٹی نہ ہو. فضائل اعمال کے ہوں یا فضائل سورتوں کے ہوں یا اشخاص کے ہوں یا امکنہ کے ہوں یا ازمنہ کے ہوں سب کا حکم یہی ہے اور یہی علماء کا مسلک ہے۔ اسی لئے سیرت نبوی میں آئمہ گرامی نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں روایات ضعیفہ بکثرت موجود ہیں۔

مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں محفل میلاد شریف کا منعقد کرنا فرض کفایہ ہے. مولوی صاحب نے غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستان کی کیفیت دیکھی تھی اور اس پر یہ مشورہ دیا تھا۔ اگر وہ اب ہندوستان کی حالت دیکھتے اور بالخصوص غدر ۱۹۴۷ء کے بعد کی حالت مسلمانوں کی ملاحظہ کرتے تو واللہ اعلم کیا کچھ تحریر فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انھوں نے زمانہ پر نظر ڈالی اور لوگوں کی حالت کو دیکھا اور صحیح اور مفید مشورہ دیا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم احسانہٗ کا بڑا ہی کرم اور احسان ہے کہ بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کو ہندوستان میں محرمات شرعیہ کا ارتکاب نہیں کیا جاتا ہے یہاں تو صرف وہی باتیں کی جاتی ہیں جن کا بیان پہلے کیا جا چکا ہے اور جس کو علامہ ابن حجر اور دیگر علماء نے جائز قرار دیا ہے البتہ مصر وغیرہ میں اس تاریخ کو عام طور سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کیا امیر اور کیا غریب کیا علماء اور کیا جہلا سبھی اس دن کو سب سے بڑی

Marfat.com

عید کا دن سمجھتے ہیں۔ بعض جاہل اس خوشی کے دن ناچ اور رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ فسق وفجور اور محرمات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہیں وہ یہ خرافات محفل مبارک میلاد میں نہیں کرتے ہیں بلکہ بعد یوم میلاد میں کرتے ہیں۔ وہاں کے علماء ان کو نصیحت کرتے رہتے ہیں اور ان کو اس مبارک دن میں ناشائستہ اعمال اور افعال کرنے سے روکتے ہیں۔ علامہ سیوطی کا رسالہ حسن المقصد کے مطالعہ سے بھی اس کا پتہ چل سکتا ہے۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مولوی صاحب نے مصلحت کی بنا پر مشورہ دیا ہے اور مصلحت کا لحاظ کرنا کوئی شے نہیں ہے لہذا آپ کا مشورہ کوئی شے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ خیال درست نہیں ہے۔ شریعت مطہرہ نے مصلحت کو نظرانداز نہیں کیا ہے میں صرف دو مثالیں لکھتا ہوں ایک ایسی جس میں مصلحت کی بنا پر کام کو نہیں کیا ہے۔ دوسری ایسی جس میں مصلحت کی بنا پر کام کو کیا ہے۔ پہلی مثال۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اگر تمہاری قوم کا نیا نیا ایمان نہ ہوتا میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر اسکی اصلی حالت اور قدیمی بنیادوں پر از سر نو اس کو بناتا عرب نے بیت اللہ شریف کا ایک حصہ نکال دیا ہے جو کہ حطیم کہلاتا ہے اور بیت اللہ شریف کی کرسی بہت بلند کردی ہے اور اس کا ایک دروازہ مشرق کی طرف رکھا ہے میں حطیم کو بیت شریف میں داخل کرتا اور اس کی کرسی زمین کے برابر کرتا اور دو دروازے رکھتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف۔

۱۳۴۴ھ ہجری میں بخدیوں نے حرمین شریفین کے گنبدوں اور مزارات شریفہ کو توڑا۔ مجھ سے جناب استادی حضرۃ الشیخ الولی مولانا مولوی عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال بعد ۱۹۴۵ء کو جب میں آپ سے حدیث شریف پڑھتا تھا اور دورے میں شریک تھا بخاری شریف کی حدیث جس کا مطلب اوپر لکھ چکا ہوں۔ کے بیان میں فرمایا۔ بخدیوں کا یہ فعل اس حدیث شریف کی رو سے اچھا نہیں ہے۔ انھوں نے گنبد اور مزارات شریفہ کو توڑ کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو رنجیدہ کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسلمانوں کو رنج نہ پہونچنے کی وجہ سے بیت اللہ شریف کو اس کی اصلی حالت پر لانا پسند نہیں کیا۔

دوسری مثال۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں بیت المقدس تشریف لے گئے۔ امرائے افواج اسلام یزید بن ابی سفیان وغیرہ آپ کی خدمت میں زرق برق مکلف لباس پہن کر بڑی شان وشوکت سے حاضر ہوئے آپ کی نظر جب ان جانبازانِ اسلام پر پڑی اور ان کے مکلف لباس کو آپ نے دیکھا۔ تو اپنی اونٹنی پر سے اتر پڑے اور کنکریاں اٹھا کر ان پر پھینک ماریں اور فرمایا افسوس ہے تم پر کہ تم اتنے جلدی بدل گئے۔ انھوں نے عرض کیا اے امیرالمومنین ہم اسلام کے مورچہ پر ہر وقت کافروں کے سامنے رہتے ہیں۔ ہم نے صرف ان کی نظر میں اسلام کی عزت اور مسلمانوں کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے یہ کیفیت اختیار کی ہے یہ جواب سن کر آپ کا غصہ فرو ہوا اور آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو تم جانو اور تمہارا کام۔

مولوی صاحب نے قیام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے درست اور صحیح تحریر فرمایا ہے۔ یہ قیام صرف تعظیم۔ محبت۔ اور خوشی کا قیام ہے علماء نے لکھا ہے کہ احادیث شریفہ سے ایسا قیام ثابت ہوتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ قبیلۂ انصار کے سردار تھے۔ آپ کی نظر مبارک جب ان پر پڑی انصار سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی اپنے سردار کے واسطے کھڑے ہو۔ یہ کھڑا ہونا برائے تعظیم تھا جس کا آپ نے حکم دیا۔ اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوا کرتے تھے جب مجلس برخاست کرکے آپ تشریف لے جاتے تھے ہم سب کھڑے ہو جاتے تھے اور جب تک آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرۂ شریفہ میں داخل نہ ہو جاتے تھے ہم سب کھڑے رہتے تھے۔ یہ قیام محبت اور تعظیم کا تھا۔ فتح مکہ کے بعد ام حکیم زوجہ عکرمہ پسر ابو جہل نے آکر آپ کی خدمت

Marfat.com

اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ دریا قدس پر حاضر ہے آپ وفورِ مسرت سے کھڑے ہوگئے اور آپ نے عکرمہ کو اندر بلوا کر بہ کمال محبت فرمایا مرحبا بالمہاجر الراکب یعنی اے مہاجر سوار اچھے آئے۔ آپ کا یہ قیام محبت اور مسرت کا تھا۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کے پاس آتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور جب آپ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو وہ کھڑی ہو جاتی تھیں۔ زرقانی میں لکھا ہے کہ جب بی بی حلیمہ جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا آپ کے پاس آئیں آپ کھڑے ہوگئے اور سیرتِ حلبی میں ہے کہ آپ رضاعی باپ کے آنے پر بھی کھڑے ہوئے۔ ان احادیث شریفہ کو دیکھتے ہوئے علماء نے کہا ہے کہ محفل مبارک میلاد شریف میں جس وقت آپ کی ولادت شریف کا ذکر کیا جاوے تو آپ کی محبت اور تعظیم میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

علامہ امام حافظ علی ابو الحسن تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال سنہ ۷۵۶ ہجری کو ہوا ہے دمشق کی جامع اموی میں محراب کے پاس علماء اور فضلاء کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے یحیٰی صرصری کا قصیدہ بائیہ در مدح خیر البریہ پڑھا۔

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰی الْخَطُّ بِالذَّهَبْ ۔۔۔ عَلٰی فِضَّةٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنِ مَنْ کَتَبْ
وَاَنْ یَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ ۔۔۔ قِیَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِیًّا عَلَی الرُّکَبْ
اَمَا اللّٰهُ تَعْظِیْمًا لَهٗ کَتَبَ اسْمَهٗ ۔۔۔ عَلٰی عَرْشِهٖ یَا رُتْبَةً سَمَتِ الرُّتَبْ

ترجمہ۔ جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے یہ بہت ادنیٰ سی بات ہے کہ اس کو چاندی کی تختی پر آبِ زر سے بہت ہی اچھے خوش نویس سے لکھوائی جائے۔ اور یہ بھی کوئی بات نہیں کہ اس کو سنتے وقت تمام اشراف کھڑے ہوں یا گھٹنوں کے بل ہو جائیں۔ خیال تو کرو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے عرش پر ان کے اسم گرامی کو تحریر کیا ہے یہ کیا ہی اعلیٰ مرتبہ ہے جو سب مرتبوں سے اعلیٰ تر ہے۔

جس وقت پڑھنے والے نے دوسرا شعر پڑھا علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہوگئے اس وقت جتنے علماء اور فضلاء تھے وہ سب بھی کھڑے ہوگئے۔ آپ پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور کافی دیر تک وہ حالت رہی۔

اس واقعہ کو آپ کے فرزند علامہ امام تاج الدین عبد الوہاب سبکی رحمۃ اللہ نے طبقات شافعیۃ الکبری میں تحریر کیا ہے دیکھو اس کتاب کے چھٹے جزء کے صفحہ ۱۷۴ کو۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یا آپ کے ذکر شریف کی تعظیم کی وجہ سے کھڑے ہونے میں ذرہ برابر بھی قباحت ہوتی تو ایسے جلیل القدر عالی مرتبت علامۂ وقت کب کھڑے ہوتے اور باقی تمام علماء اور فضلاء ان کے ساتھ کیوں کھڑے ہوتے۔ جائے خیال اور محل فکر ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ جن کا انتقال سنہ ۵۴۴ ہجری کو ہوا ہے، شفا میں لکھتے ہیں۔

امام مالک مسجد شریف نبوی میں بیٹھے تھے خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی اپنے خدم وحشم کے ساتھ داخل ہوا۔ شور سن کر امام نے خلیفہ سے کہا اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنی آواز کو آپ کے سامنے پست رکھتے ہیں اور ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں۔ اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح پر ہے جس طرح پر کہ آپ کی حیات میں تھی۔ خلیفہ بہت خاموشی کے ساتھ امام کی بات سنتا رہا۔ پھر اس نے امام سے کہا۔ اے ابو عبد اللہ میں سلام پڑھنے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا

Marfat.com

آپ ہی کی طرف اپنا منھ رکھتے ہوئے دعا کروں۔ امام نے کہا۔ دعا کے واسطے آپ کی طرف سے اپنا منہ قبلہ کی طرف کیوں پھیرتے ہو وہ تو قیامت کے دن تمہارا اور تمہارے باپ آدم کا وسیلہ ہیں۔ تم اُنہی کی طرف اپنا منھ رکھو اور ان کو اللہ کی جناب میں شفیع بناؤ۔ ان کو شفیع بنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الآیہ یعنی وہ لوگ جنہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر اس وقت تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی چاہتے اور رسول ان کے واسطے بخشش طلب کرتے تو وہ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (سورۂ نسا) اس کے بعد قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ آپ کی تعظیم۔ توقیر اور حرمت آپ کی وفات شریف کے بعد جس وقت آپ کا ذکر شریف کیا جائے یا آپ کی حدیث شریف بیاں کی جائے یا آپ کی سنت کا بیان ہو یا آپ کا اسم شریف سُنا جائے یا آپ کی سیرت مبارکہ سُنی جائے۔ اسی طرح پر ہے جس طرح آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کی تھی اور اسی طرح آپ کی آل و عترت و اہل بیت و صحابہ کی تعظیم کی جائے۔ ابو ابراہیم نے کہا ہے ہر مؤمن پر واجب ہے جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکر شریف کیا جائے تو وہ باخضوع با خشوع باوقار اور پرسکون رہے۔ اس پر آپ کی ہیبت اور اجلال غالب ہو۔ وہ اسی طرح باادب رہے جس طرح آپ کے سامنے اس کو باادب رہنا چاہیے تھا اور جس طرح اللہ نے آپ کے ادب کرنے کو کہا ہے۔ اس کے بعد قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے لکھا ہے ہمارے سلف صالح اور ہمارے گزرے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وَاَفَاضَ علینا من برکاتہم وتعارفہم۔

یہ ہے علماء دین کے اقوال اور تحریرات کا خلاصہ جس پر آٹھ سو سال سے مسلمانانِ عالم کا عمل درآمد ہوتا چلا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ ہدیٰ پر چلنے کی توفیق عنایت کرے کج روی۔ قساوت قلب۔ اور تعصب بے جا سے سب کو محفوظ رکھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

میں اس رسالہ شریفہ اور عجالۂ لطیفہ کو مقبول بارگاہ کبریا حامی راہ شریعت واقف اسرار طریقت پیر و مرشد برحق جناب سیدی الوالد حضرت شاہ ابو الخیر عبد اللہ محی الدین فاروقی مجددی دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهٖ کہ جن کے شایانِ شان یہ شعر پایا جاتا ہے

در کفِ جامِ شریعت در کفِ سندانِ عشق ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن

اور جن کے اسم گرامی کی مناسبت سے اس رسالہ کا نام خَيْرُ الْمَوْرِدِ فِيْ اِحْتِفَالِ الْمَوْلِدِ رکھا گیا ہے ایک مکتوب ہدایت اسلوب اور چند ملفوظات قدسی سمات اور قدرے کلام گوہر نظام پر ختم کرتا ہوں۔ لیکون ختامہا مسک۔

حافظ محمد وزیر خاں دہلوی نے آپ کو ایک عریضہ کوئٹہ بلوچستان ارسال کیا میلاد شریف کے بارے میں آپ سے کچھ دریافت کیا تھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خاں کو بعد سلام علیک کے معلوم ہو تمہارا خط محررہ ۲۶ راگست پہنچا۔ تم نے لکھا ہے کہ دیوان اسعد میں اسعد نے مولود شریف کی تردید کی ہے۔ ان منکرین مولد کے جو بڑے تھے۔ مولوی رشید احمد خاص ان کے ہاتھ کی دستخطی اور مہری تحریر ہمارے پاس موجود ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ لوگ میرے اوپر بعض بہتان باندھتے ہیں میں مولود شریف کو مستحب سمجھتا ہوں اور یہ جھگڑے تو تمہارے شہر میں ہر ہر گلی کوچہ میں بکثرت ہو رہے ہیں اور ہمارا مولد شریف کا پڑھنا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ مشہور ہوگا

Marfat.com

ابھی اسی سال میں ربیع الاول کی بارہویں شب کو ہم نے دہلی میں مولد شریف پڑھا ہے۔
آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں غیر مقلدوں کے بڑے پیر حافظ ابن حجر عسقلانی اور محدثوں کے بڑے دستگیر حافظ جلال الدین سیوطی مولد شریف کو اچھا اور بہتر جانتے ہیں اور مولد شریف کے منکر کو بدقسمت اور بے تعصیب اور بے ادب کہتے ہیں حافظ جلال الدین کا ایک رسالہ ہے اس کا نام حُسْنُ الْمَقْصِدِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ ہے اس میں حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں مولد شریف کرنا بدعت حسنہ ہے جیسے مدرسہ بنانا کتاب تصنیف کرنی اور پوری عبارت عربی کی ہم نے مولوی مشتاق احمد کو لکھ کر بھیجدی ہے۔ اور علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رسالہ نظم البدیع فی مولد النبی الشفیع میں فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ بِاَنَّ مَنْ اَحَبَّ اَحْمَدَا	لَابُدَّ اَنْ یَّهْوٰی اسْمَهٗ مُرَدَّدَا
لِذَاكَ اَهْلُ الْعِلْمِ سَنُّوا الْمَوْلِدَا	مِنْ بَعْدِهٖ فَكَانَ اَمْرًا رَشَدَا

اَرْضَی الْوَرٰی اِلَّا غُوَاةُ نَجْدِ

اس کا ترجمہ کسی عالم سے دریافت کر لینا۔ غرض ہم لوگوں کے نزدیک یہ عمل مبارک مولد شریف کا پڑھنا مفتاح سعادت دو جہاں اور مصباح ہدایت انس و جان ہے باقی جھگڑے کی باتیں اپنے شہر کے مولویوں سے تحقیق کر و اس پرچہ کو احتیاط سے رکھو انشاء اللہ تعالیٰ گیارہ بارہ شوال تک دہلی کا ارادہ ہے والسلام

ہشتم رمضان المبارک سہ شنبہ ۱۳۲۸ھ ہجری

آپ نے مکتوب شریف میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی جس تحریر کا حوالہ دیا ہے۔ وہ ذیل میں نقل کرتا ہوں۔
ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب و مستحب ہے اگر روایات صحیحہ سے بیان ہوا اور کوئی امر مکروہ و غیر مشروع اس میں مضموم نہ ہو چنانچہ اس امر کو بارہا بتصریح یہ عاجز لکھ چکا ہے اور براہین قاطعہ میں بھی اس کے جواز و ندب کی تصریح کی گئی ہے کسی کو اس پر اعتراض نہیں جو کچھ بحث و کلام ہے وہ سب قیود زوائد میں ہے اور بس۔ مگر حساد کو یا نظر نہیں یا فہم نہیں۔ اور اسی طرح اپنے اساتذہ و مشائخ کا عملدر آمد دیکھا ہے۔ جو کچھ کہ اہل عناد نے انکار نفس مولد شریف کا اتہام بندہ اور احباب بندہ پر لگایا ہے وہ محض افترا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر]

آپ نے علامہ جلال الدین سیوطی کی عبارت کا جو کہ ان کے رسالہ حسن المقصد میں ہے حوالہ دیا ہے اس کا مکمل ترجمہ اس رسالہ کے شروع میں فقیر نے لکھ دیا ہے چونکہ رسالہ حسن المقصد چھپ چکا ہے اور اس عبارت کو علماء نے اپنی کتابوں میں مثلاً درالمنتظم اور احسن الکلام میں نقل کر دیا ہے اس لئے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

آپ نے مولوی مشتاق احمد صاحب کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی صاحب انبیٹھ کے رہنے والے تھے طریقہ چشتیہ صابریہ میں بیعت و مجاز تھے دہلی میں سالہا سال بسلسلہ ملازمت ان کا قیام رہا حضرت والد ماجد کی خدمت بابرکت میں روز حاضر ہوتے تھے۔ اگرچہ آپ سے بیعت نہ تھے لیکن بہ درجہ اتم آپ کے مخلص اور مداح تھے۔ ۱۳۵۶ھ ہجری کو شملہ سمر ہل میں فقیر سے آپ کی ملاقات ہوئی حضرت سیدی الوالد رحمہ اللہ کا ذکر خیر کرتے رہے اور اخیر میں کہا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سب دولت ان کے اخلاص کی بدولت ملی تھی۔ ان کا ہر کام اخلاص پر مبنی تھا۔ اس وقت مولوی صاحب کی عمر نوے سال کی تھی اور اپنی تالیفات کے بارے میں بتایا کہ قریب ایک سو کے ہیں کنجپورہ ضلع کرنال میں جا کر مقیم ہو گئے تھے۔ ۲۷ محرم ۱۳۶۲ھ ہجری کو اس سرائے فانی سے رحلت فرما ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

آپ نے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے خمسہ کا ایک بند تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے اس کا ترجمہ کسی عالم سے دریافت کرلو لہٰذا اس بند کا ترجمہ لکھا جاتا ہے وہ خوب سمجھ لو جو شخص جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے یقیناً وہ آپ کے اسم مبارک کو پڑھ کر خوش ہوگا یعنی آپ کے ذکر خیر کو بار بار سننا پسند کرے گا۔ اسی لئے اہل علم نے آپ کے بعد مولد شریف کی سنت کو رواج دیا ہے جو کہ ایک فعل رشید اور مستقیم ہے جس نے بجز نجد کے سرکشوں کے تمام دنیا کو خوش کیا ہے۔"

علامہ نبہانی نے صحیح کہا ہے کہ بجز محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کے متبعین اور ہم خیالوں کے تمام دنیا کے مسلمان اس سنت حسنہ سے از حد مسرور و شاداں ہیں۔

حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ربیع الاخر ۱۳۳۳ ہجری کو حلقہ شب میں میلاد شریف کے متعلق چند سوالات کئے گئے آپ نے ان کے جوابات دئے۔ ان سوالات اور جوابات کو ایک مخلص صاف کیش نے قلم بند کرلیا تھا ان کو تحریر کرتا ہوں۔

سوال۔ پہلے تین قرون میں میلاد شریف کی خوشی اس طرح برنہیں ہوئی ہے۔

جواب۔ اس وقت مسلمانوں کو گھر میں بیٹھنے کی فرصت کہاں تھی جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ اسلام اور دیگر بڑے بڑے کام کرنے میں مصروف تھے۔ اب وہ کام کہاں رہے۔ لوگ غفلت میں پڑ گئے ہیں اس لئے ہمارے نزدیک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معجزات اور ہر وقت کی دعاؤں کا معلوم کرنا صرف مستحب ہی نہیں بلکہ قریب قریب واجب اور فرض کے ہے۔

سوال۔ آپ میلاد شریف کی محفل کو بتیوں اور پھولوں سے آراستہ کرتے ہیں۔

جواب۔ لوگوں کو دین کی رغبت کم ہوگئی ہے ہم چاہتے ہیں وہ کسی طرح آکر آپ کا ذکر پاک سن لیں تاکہ ان کو دین کا شوق پیدا ہو۔ آپ کے اس ارشاد مبارک کو حدیث شریف اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى کی روشنی میں دیکھنا چاہئے تاکہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو۔

برطریق ادب نگہ می دار — دم مزن بر کلامِ شاں زنہار
ہرچہ فہم تو زاں بود قاصر — مکن آں را ز ابلہی انکار

سوال۔ کیا محفل میلاد شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح پر فتوح تشریف لاتی ہے۔

جواب۔ یہ کہنا درست نہیں آفتاب اپنی جگہ پر رہتا ہے اس کا نور تمام عالم میں پھیلتا ہے۔ صوفیوں کے نزدیک جو آپ کا تشریف لانا ثابت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں آپ کی محبت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے محبوب کا ذکر سنتے ہیں اور ان میں ذوق و شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے تو آپ کے انوار و برکات ان کے دلوں پر مثل آفتاب کی شعاعوں کے آکر گرتے ہیں۔ اور ان کو گھیر لیتے ہیں۔ لیکن یہ بات ہر ایک کو کہاں حاصل ہے۔

روشن از پرتوِ رویت نظرے نیست کہ نیست — منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست
ناظرِ روے تو صاحب نظران اند ولے — شوقِ دیدار تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست
نہ من دل شدہ از شوقِ تو خونیں جگرم — از غمِ عشق تو پر خون جگرے نیست کہ نیست

کسی نے خوب کہا ہے ؎ آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے ٭ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

Marfat.com

سوال۔ بعض لوگ سال بسال تاریخ معین پر مولود شریف پڑھنے کو ہندوستان کے جنم کنھیا سے مشابہت دیتے ہیں اور مولود شریف کے منکر ہیں اور نماز میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال شریف آنے سے العیاذ باللہ گدھے یا کسی اور چیز کے خیال آنے کو بہتر بتاتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اعتقادات کو اچھا کہتے ہیں۔

جواب۔ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ سخت گمراہ۔ بے ادب اور خراب ہیں۔

بایدت اول ادب اندوختن ٭ بس دگر آں را ادب آموختن — ہرچہ بر تو آید از ظلمات غم ٭ آں ز بے باکی و گستاخی است ہم

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد — از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم گشت از لطف رب

یہ فقیر مؤلف رسالہ صلح اللہ شانہ واالہمہ الصواب کہتا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر کہ یہ جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال شریف اور ذکر شریف کے بارے میں کیسے الفاظ مستہجنہ اور عبارات سئیہ کا استعمال کرتے ہیں۔ ذرا خیال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ادب کی کتنی تاکید فرماتا ہے اور آئمہ کرام نے اس بارے میں کیا کیا تحریر کیا ہے۔ دیکھو سورۂ بقر کی آیت ۱۰۴ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ الآیہ یعنی اے مسلمانو پیغمبر کو رَاعِنَا کا لفظ مت کہو بلکہ اُنْظُرْنَا کا لفظ کہا کرو۔ حافظ ابونعیم جن کا انتقال سو سال کی عمر میں ۴۳۰ ہجری کو ہوا ہے اپنی کتاب دلائل النبوہ میں لکھتے ہیں۔ دیکھو صفحہ سات کو۔ ان اللہ عزوجل فصل مخاطبتہ من مخاطبۃ المتقدمین قبلہ من الأنبیاء تشریفا لہ واجلالا وذلک ان غیر ھذہ الأمۃ من الأمم کانوا یقولون لأنبیائھم ورسلھم راعنا سمعک فنھی اللہ عزوجل ھذہ الأمۃ ان یخاطبوا رسولھم بھذہ المخاطبۃ التی فیھا مغمز وضعۃ وذمھم أن یسلکوا بنبیھم ذلک المسلک فقال یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشریف اور اجلال کی وجہ سے مخاطب کرنے اور متوجہ کرنے کے لفظ میں بھی انبیائے ماسبق سے آپکو ممتاز فرمایا ہے۔ کیونکہ پہلی امتیں اپنے انبیا اور رسولوں کو مخاطب کرتے وقت رَاعِنَا کا لفظ کہتی تھیں یعنی آپ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ اس لفظ میں کچھ مذمت کا پہلو بھی نکلتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایسے لفظ کے استعمال کرنے سے منع فرما دیا اللہ کو یہ گوارا نہیں تھا کہ آپ سے ایسا لفظ کہا جائے جس میں ذرا بھی مذمت کا پہلو نکلے اور حکم دیا کہ وہ بجائے راعنا کے انظرنا کہا کریں۔ یعنی آپ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ انتہی۔

اس آیت شریفہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپس کی بول چال میں اگرچہ کسی لفظ یا عبارت کا استعمال ہوتا ہو لیکن اس لفظ یا عبارت میں کوئی نقصان کا پہلو بھی نکل سکتا ہو تو جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔ حافظ سیوطی رسالۂ مسالک الحنفا کے خاتمہ میں لکھتے ہیں۔ وسئل القاضی ابوبکر ابن العربی أحد الأئمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النار۔ فأجاب۔ بأن من قال ذلک فھو ملعون لقولہ تعالیٰ ان الذین یُؤْذُوْنَ اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ قال ولا أذی اعظم من أن یقال عن ابیہ أنہ فی النار۔ یعنی کسی نے قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو آئمہ مالکیہ میں سے ایک امام ہیں ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا کے متعلق کہتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ قاضی صاحب نے جواب دیا جو شخص یہ بات کہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے۔ اس سے بڑھکر اور کونسی ایذا رسانی ہو سکتی ہے کہ آپ کے والد کے بارے میں کہا جائے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ انتہی۔

Marfat.com

قاضی ابوبکر ابن العربی قاضی عیاض مالکی مصنف کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ کے استاد ہیں اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اور دیگر آئمہ اعلام کے شاگرد ہیں بچھتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ۵۴۳ھ ہجری کو ہوا ہے۔ رحمہ اللہ۔

ذرا خیال کرو کہ جس شخص نے ایک صحیح حدیث کی بنا پر جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ان ابی واباک فی النار ایسی بات کہدی ہے۔ اس کے بارے میں آئمہ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا فرمان ہے لا تؤذوا الاحیاء بسبب الأموات۔ یعنی مردوں کو برا کہکر زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور اس سے بڑھ کر کیا ایذا رسانی ہوسکتی ہے کہ آپ کے والد ماجد کے بارے میں کہا جائے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ لہٰذا ایسے مسائل میں ہم کو قطعاً زبان روکنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ جانے اور اس کا کام۔ حافظ سیوطی رسالہ تنزیہ الأنبیا کے اواخر میں لکھتے ہیں۔ سئل شیخ الاسلام والحافظ قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن حجر بما نصہ۔ ما قول ائمۃ الدین فی ھذہ الموالد التی یصنعھا الناس محبۃً فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر أن بعض الوعاظ یذکرون فی مجالسھم الحافلۃ المشتملۃ علی الخاص والعام من الرجال والنساء ماجریات ھی مخلۃ بکمال التعظیم حتی یظھر من السامعین لھا حزن ورقۃ فیبقی فی حیز من یرحم لا من یعظم۔ من ذلک انھم یقولون المراضع حقران ولم یاخذ نہ لعدم المال الاحلیمۃ رغبت فی رضاعہ شفقۃ علیہ ویقولون أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرعی غنما اس کے بعد اس مضمون کا ایک شعر اور ایک مصرع لکھا ہے۔ اور پھر لکھا ہے۔ وکثیر من ھذا المعنی المخل بالتعظیم فما قولکم فی ذلک۔ فأجاب بما نصہ۔ ینبغی لھم کونہ فطنا أن یحذف من الخبر مایوھم فی المخبر عنہ نقصا فلا یضرہ بل یجب۔ ھذا جوابہ بحروفہ یعنی کسی نے شیخ الاسلام اور قاضی القضات حافظ شہاب الدین ابن حجر سے یہ ایس الفاظ دریافت کیا۔ کیا فرماتے ہیں آئمہ دین ان میلاد شریف کی محفلوں کے بارے میں جن کو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں منعقد کرتے ہیں ایسے عام جلسوں میں جہاں خاص و عام مرد و زن سبھی ہوتے ہیں بعض واعظ اس طرح کے واقعات بیان کرتے ہیں جن کا بیان کرنا آپ کے کمال تعظیم میں خلل انداز ہوتا ہے اور جن کو سن کر سامعین پر حزن اور رقت کی کیفیت طاری ہوتی ہے (یعنی ان کے دلوں میں شفقت اور رحم کی لہریں دوڑتی ہیں) ایسے واقعات کے بیان کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ ان لوگوں کے شمار میں آجاتے ہیں جن پر ترس اور رحم کیا جائے نہ ان لوگوں کے شمار میں جن کی تعظیم اور اجلال کی جائے منجملہ ان واقعات کے ایک یہ ہے کہ دودھ پلانے والیوں نے آپ کو حقیر جانا اور کسی نے بھی آپ کو دودھ پلانے پر آمادگی ظاہر نہ کی اور آپ کو نہ لیا کیوں کہ آپ کا مال نہ تھا دولت نہ تھی اور حلیمہ آپ پر شفقت کھا کے دودھ پلانے پر رضا مند ہو گئیں اور یہ واعظ بیان کرتے ہیں کہ آپ بکریاں چرایا کرتے تھے اس کے بعد اس مضمون کا ایک شعر اور ایک مصرع لکھا ہے اور پھر لکھا ہے۔ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ذکر کرتے ہیں جو آپ کی تعظیم میں خلل انداز ہوتی ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس سوال کا جو جواب دیا وہ بعینہ یہ ہے۔ ایسے واعظوں کو اگر ان میں سمجھ ہے مناسب ہے کہ ایسے واقعات اور خبروں کو جن سے ذرا سا بھی نقصان کا شائبہ ان کے بارے میں پیدا ہوتا ہو جن کا ذکر شریف کیا جا رہا ہے ذکر نہ کریں اور پھر جب کہ ایسے امور کے ذکر نہ کرنے سے کوئی مضرت بھی نہ پہنچتی ہو بلکہ واجب ہے کہ ایسے امور کو ذکر نہ کریں۔ یہ ہے بجنسہ و حرفہ آپ کا جواب۔ حافظ سیوطی نے اسی رسالہ میں یہ مضمون بھی بیان کیا ہے۔ کہ بکریوں کا چرانا پہلے معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن اب عرف اس کے خلاف ہے بسا اوقات بعض صنعتیں اور پیشے ایک زمانہ میں معیوب نہیں سمجھی جاتیں لیکن دوسرے زمانہ میں سمجھی جاتی ہیں اور ایک شہر میں

Marfat.com

نہیں سمجھی جاتیں اور دوسرے شہر میں کہی جاتی ہیں۔ فقہا نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ منہاج میں اس کا پورا بیان ہے۔ انتہی۔
ذرا خیال کرو اور غور سے دیکھو کہ ائمہ کرام نے ایسے صحیح واقعات کے بیان کرنے سے منع کیا ہے جن کے سننے سے عوام میں آپ کی عظمت اور جلیل القدری میں کچھ فرق آنے کا شائبہ پیدا ہوتا ہو چہ جائے کہ مسائل کے بیان کرنے میں اور تشبیہات کے دینے میں ایسے الفاظ اور عبارات ذکر کئے جائیں جو ایک ادنیٰ شخص کے بارے میں نہ کہے جائیں اور جن کو سن کر ہر مسلمان کا دل رنج والم سے پارہ پارہ ہو جائے۔
تفسیر روح البیان میں شیخ اسماعیل حقی سورۂ عبس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وروی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بلغہ ان بعض المنافقین یؤم قومہ فلا یقرأ فیھم الا سورۃ عبس فارسل الیہ فضرب عنقہ لما استدل بذلک علی کفرہ ووضع مرتبتہ عندہ وعند قومہ۔ انتہی۔ یعنی بیان کیا گیا ہے۔ کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ منافقوں میں سے کوئی منافق جو اپنی قوم کا پیش امام ہے وہ نماز میں سورۂ عبس کے سوائے کوئی دوسری سورت نہیں پڑھتا ہے یہ سن کر آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو اس کی گردن کو جا کر اڑا آیا۔ آپ نے اس شخص کے سورۂ عبس ہمیشہ پڑھنے سے استدلال کیا کہ وہ اپنی قوم کی نظر میں آپ کے قدر اور مرتبہ کو گھٹانا چاہتا ہے اور وہ لائق گردن زدنی کے ہے۔ انتہی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم۔ آپ کے افعال مبارکہ کی تعظیم۔ آپ کے اقوال طیبہ کی تعظیم۔ آپ کے اوصاف شریفہ کی تعظیم۔ آپ کے ذکر شریف کی تعظیم اور آپ کی ہر ہر بات کی تعظیم مسلمان کے واسطے لازمی اور ایمان کا جزو ہے محفل میلاد مبارک کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے محفل میلاد نبوی اس کا نام ہے۔ بارہ ماہ مبارک ربیع الانور کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے اس کا نام تمام عالم اسلام میں یوم عید میلاد النبی ہے۔ صرف اس نسبت کی وجہ سے ہم پر اس محفل مبارک اور اس یوم مبارک کی تعظیم واجب ہے۔
حضرت سیدی الوالد رحمۃ اللہ کو ایک شخص نے بہت القاب و آداب خط میں تحریر کئے آپ نے خط کے پشت پر یہ تین شعر تحریر فرما دئے۔

نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا بندۂ آستانۂ عمرم
گر کنی نسبتم بہ آل دیر فیض ہرچہ گفتی ازاں بلند ترم
ور کنی زیں اضافہ فی الجملہ زشت کردار خیر محتقرم

عمر سے مراد آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ ہے بزرگان دین کا طریقہ جو بیان ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وافاض علینا من علومہم وبرکاتہم۔
علماء میں اختلاف ہوا ہی کرتا ہے ہر ایک اپنے مسلک کی اشاعت کرتا ہے۔ جو لوگ کسی وجہ سے محفل مبارک میلاد شریف کو ہیئت کذائی منعقد کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے وہ دلائل سے اپنے مسلک کو ثابت کریں۔ سوقیانہ الفاظ اور عامیانہ انداز سے اجتناب کریں تعصب کی وجہ سے دولت ایمان کو برباد نہ کریں ھدانی اللہ وایاھم لما فیہ فلاح دیننا ودنیانا۔
اب میں موضوع سابق کی طرف آتا ہوں کسی نے آپ سے قیام کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا قیام اگر اس طرح پر کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے۔ ہر وقت ہر لمحہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف رب العالمین ہی کی شان ہے۔ ہاں آپ کی محبت اور تعظیم کی وجہ سے قیام کرنا بہتر ہے۔ ہم آپ کا ذکر شریف کرتے ہیں ہم کو ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے ہم قیام کرتے ہیں اگر کسی شخص کو ذوق اور شوق

Marfat.com

پیدا نہ ہوا اور وہ آپ کی محبت میں قیام نہ کرے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے۔

کلامِ گوہر نظام و علیہ الختام

جس گھر میں ذکرِ مولدِ خیر البشر ہوا
عالی زیادہ قصرِ فلک سے وہ گھر ہوا

کیونکر نہ ہو کہ اس شہِ والا کا ذکر ہے
جس کا وزیر روحِ قُدُس چرخ پر ہوا

وہ مہرِ اوجِ قُدُس وہ شمعِ جمالِ حق
دو ٹکڑے ایک اشارے سے جس کے قمر ہوا

وہ سرورِ زمین و زماں جانِ دو جہاں
دم بھر میں عرش و فرش سے جس کا گزر ہوا

وہ شاہ جس کے سایۂ احساں کے روبرو
شرمندگی سے غرقِ عرق ابر تر ہوا

وہ جس کے آستانۂ عُلیا کے سامنے
افسانۂ بہشتِ بریں مختصر ہوا

ہم لوگ کیوں نہ فدا اس پہ اپنی جاں کریں
جب سجدہ گاہ حور و ملائک وہ در ہوا

دیوار و در وہاں کے ہوئے خالِ روئے عرش
اور سایہ نورِ دیدۂ اہلِ نظر ہوا

سلسبیل چشمۂ زرقا سے منفعل
طوبیٰ کو غم ہے کیوں نہ وہاں کا شجر ہوا

واں کے ضعیف پر نہیں پاتے قوی فروغ
عُصفور کو وہاں کے شرف باز پر ہوا

ق

ملتی ہے صورت ان کی بہت لامکان سے
نورِ خدا ہر ایک مکاں سر بہ سر ہوا

عشقِ نبی جسے ہوا اُسے عشقِ حق سے ہے
احمد میں صاف نورِ احد جلوہ گر ہوا

کچھ خوف مجھ کو تیرگیِ گور کا نہیں
نورِ محبتِ نبوی ساتھ اگر ہوا

ہاں اک نگاہ بندہ نواز ادھر بھی ہو
وہ کون ہے جو تم سے نہیں بہرہ ور ہوا

پہنچے نہ باغِ طیبہ تک افسوس خیر ہم
آئی خزاں ربیع کا موسم بسر ہوا

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحابہ اجمعین۔

چہار شنبہ ۱۰ر ذی القعدہ الحرام ۱۳۷۲ھ ہجری ۲۲ر جولائی ۱۹۵۳ء میلادی

خانقاہ حضرت غلام علی شاہ معروف بہ درگاہ شاہ ابو الخیر۔ بازار چتلی قبر دہلی

رسالہ

خیر البیان من محسنات سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

علیہ السلام والرحمۃ والرضوان

مضمون	صفحہ
پہلا محسنہ آپ کے بعض ان فضائل کے بیان میں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ نے کیا ہے	۳۴
دوسرا محسنہ آپ کے ادب آپ کے ذکر شریف کے احترام میں۔	۴۱
تیسرا محسنہ آپ کے نسب اطہر کے بیان میں۔	۴۳
چوتھا محسنہ خلقت نور نبوی کے بیان میں۔	۴۵
پانچواں محسنہ از ابتدائے حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں۔	۴۹
چھٹا محسنہ در عرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام	۵۳
ساتواں محسنہ ولادت شریف کے بیان میں۔	۵۳
آٹھواں محسنہ رضاعت اور شق صدر کے بیان میں	۵۸
نواں محسنہ ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر کرنے کے بیان میں۔	۶۱
دسواں محسنہ حضرت خدیجہ سے نکاح اور اولاد امجاد اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کے بیان میں۔	۶۳
گیارہواں محسنہ نبوت کے بیان میں	۶۴
بارہواں محسنہ معراج شریف کے بیان میں	۷۰
تیرھواں محسنہ ہجرت کے بیان میں۔	۷۵
چودھواں محسنہ فتح مکہ کے بیان میں۔	۸۲
پندرھواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں	۸۶
سولھواں محسنہ حلیہ شریفہ کے بیان میں	۸۷
سترھواں محسنہ اخلاق مبارکہ اور اوصاف حسنہ کے بیان میں۔	۹۰
اٹھارھواں محسنہ معجزات مبارکہ کے بیان میں۔	۹۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں ازل سے ابد تک ثابت ہیں اس ذات پاک کو جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور صلوٰۃِ کاملہ نازل ہو ہمارے رسول مقبول پر جن کا اسم گرامی محمد ہے اور آپ کی آل ازواج۔ اصحاب اور اتباع پر۔
الٰہی تیری تعریف کون کرسکتا ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام اپنی عاجزی کا اعتراف کر چکے ہیں اور تیرے حبیب سید الانبیاء والمرسلین فرما گئے ہیں لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

	مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا	حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
	اُس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ گزیں ہے	کیا تاب گزر ہوئے تعقّل کے قدم کا
قطعہ	اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم	وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
	دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر	ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

اور تیرے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کس سے بیان ہو سکتی ہے جب کہ تو خود ان کی تعریف اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے ؎ محمدؐ ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا — کرے بندہ گر اس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

شعر۔ چہ گویم من ثنائے او خدا گفت — کہ نورِ اوست با نورِ خدا جُفت

پہلا محسنہ آپ کے بعض ان فضائل کے بیان میں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ نے کیا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی تمہارے پاس تمہی میں سے رسول آیا۔ تمہاری تکلیفیں اس پر بہت شاق ہیں تمہاری بھلائی کا اس کو بہت خیال ہے اور وہ مسلمانوں پر نہایت ہی مشفق اور مہربان ہے۔

حضرت ابن عباس اور امام زُہری نے اَنْفُسِکُمْ کے فا کو زبر سے پڑھا ہے یعنی مِنْ اَنْفَسِکُمْ جو اسم تفضیل کا صیغہ ہے ترجمہ اس طرح پر ہو گا کہ تمہارے پاس تم سب سے بہتر رسول آیا۔

حضرت علی سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آدم علیہ السلام سے ہمارے آباء اور اجداد میں برابر نکاح کا طریقہ جاری رہا اور کبھی حرام نہیں ہوا۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو مبارک نام آپ کو عنایت کئے جو اور کسی کو نہیں کئے ایک رؤف جس کے معنی بہت زیادہ شفقت کرنے والا اور دوسرا رحیم جس کے معنی بہت مہربانی کرنے والا۔

	رؤفی رحیمی کا پہنا کے خلعت	زمانے میں بھیجا ہے رحمت بنا کے

Marfat.com

وہ رحمت خدا کی یہ رحمت نبی کی	مٹے سارے افکار روز جزا کے

حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی فرماں برداری سے مخلوق کو عاجز جان کر انہی میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنایا۔ اُن کو اپنے اوصاف میں سے رافت اور رحمت کا خلعت پہنایا اور ان کی فرماں برداری کو اپنی فرماں برداری قرار دی اور فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی اے محمد ہم نے تم کو سارے جہان کے واسطے صرف رحمت بنا کے بھیجا ہے۔

ابوبکر بن طاہر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رافت اور رحمت کا لباس پہنا دیا۔ ان کا وجود با جود اور ان کی صفاتِ بابرکات تمام عالم کے واسطے سراسر رحمت ہے مسلمان کو آپ کی بدولت ہدایت حاصل ہوئی۔ منافق کو قتل سے امن ملا اور کافر کو عذاب کی تاخیر ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے دریافت فرمایا۔ تم کو میری رحمت سے کچھ ملا عرض کیا۔ ہاں یا رحمۃ للعالمین۔ مجھ کو اپنی عاقبت کا کھٹکا تھا۔ آپ کی بدولت اطمینان نصیب ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ مبارکہ سے میری تعریف فرمائی ہے۔ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ۔ یعنی قوت والا ہے۔ مالک عرش کی بارگاہ میں باوقار ہے۔ آسمانوں میں فرشتوں کا افسر امانت دار ہے۔

ہے شکر خدا کا وہ ملے ہم کو پیمبر	جن سا نہ ہوا اور نہ ہو گا کوئی سرور
خلقت کی نظر ان کے کرم پر ہی رہی ہے	محبوب خدا وہ ہیں وہی شافع محشر
کیا جن و بشر۔ حور و ملک پر بھی ہے منت	ہے رحمتِ حق ذات نکو ان کی سراسر

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ یعنی اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب انہی میں کا رسول ان پر بھیجا جو اللہ کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور کفر اور شرک کی نجاست سے ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب الٰہی اور کام کی باتیں ان کو سکھاتا ہے اور یقیناً اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

اور فرماتا ہے كَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیْكُمْ وَیُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی ہم نے تم کو تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تم کو قرآن مجید اور عقل کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو ایسے بھید بتاتا ہے جس کو تم نہیں جان سکتے تھے۔

اور فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا سبحان اللہ کیا ہی آپ کا بلند مرتبہ ہے کہ جو آپ سے محبت رکھے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

عجب آں نیست کہ محبوب خدائی تو بہ لطف	عجب آں است کہ محبانِ تو محبوبان اند

اور فرماتا ہے وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یعنی اللہ نے بعض انبیا کے درجے بلند کئے۔ اس سے مراد ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیوں کہ آپ کی دعوت عام ہے۔ مال غنیمت آپ کے واسطے حلال ہوا۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار معجزے ظاہر ہوئے

Marfat.com

اور جو بھی کوئی بزرگی یا مرتبہ کسی پیغمبر کو عطا ہوا تھا وہ سب آپ کو عطا ہوئے ہیں ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری:

اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ یعنی یقیناً اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔

جاننا چاہئے کہ مراد اللہ کی صلاۃ سے زیادہ بزرگی اور مرتبہ اور رحمت ہے۔ وہ آسمانوں پر فرشتوں سے آپ کی تعریف فرماتا ہے۔ اور دُنیا میں آپ کے ذکر شریف کو بلند اور آپ کے دینِ متین کو ظاہر کرتا ہے اور آپ کی شریعت مُطہّرہ کو قیامت تک قائم رکھے گا۔ اور آخرت میں آپ کی شفاعت اُمت کے حق میں قبول کرے گا آپ کو اجر جزیل اور ثواب جلیل عنایت کریگا آپ کو مقام محمود عطا کر کے اولین اور آخرین پر آپ کی فضیلت کا اظہار کرے گا اور آپ کو تمام مقربانِ حضوری پر مقدم کر کے اعزاز بخشے گا۔ اور مراد ملائکہ کی صلاۃ سے دعا ہے۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی صلاۃ کا ذکر فرمایا پھر فرشتوں کی صلاۃ کا ذکر فرمایا اور اس طرح آپ کی بزرگی کا اظہار کیا اور پھر آپ کی امت کو حکم دیا کہ وہ آپ پر درود اور سلام بھیجے۔

جمہور علماء نے کہا ہے یہاں پر یہ حکم وجوب کے لئے آیا ہے۔ آئمہ کا اتفاق ہے کہ ایک مرتبہ تمام عمر میں درود شریف کا پڑھنا فرض ہے جس طرح پر کہ ایک مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دینی فرض ہے اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا اکثر علماء اور بالخصوص شوافع کے نزدیک واجب ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک سُنت ہے۔ اور ایک مجلس میں کئی مرتبہ آپ کا اسم شریف لیا جائے یا سُنا جائے تو ایک مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ اور ہر مرتبہ بہتر ہے اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا کہدینا ادائے وجوب کیلئے کفایت کرتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہو اور پہلے اس سے کہ اس کے گناہ بخشے جائیں وہ مہینہ گزر جائے اور ذلیل و خوار ہو وہ شخص جو اپنے والدین کو بڑھاپے میں پالے اور ان کی دعائیں اس کو جنت میں داخل نہ کریں یعنی وہ ان کی خدمت نہ کرے اور ان کی دعائیں نہ لے۔ اس حدیث کو قاضی عیاض نے روایت کیا ہے۔

مشکات میں اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اپنی دعا کے وقت کا کتنا حصہ درود شریف پڑھنے کے واسطے مقرر کروں۔ آپ نے فرمایا جتنا چاہے۔ عرض کیا چوتھائی۔ فرمایا جتنا چاہے اگر زیادہ کرے گا تیرے واسطے بہتر ہے۔ عرض کیا آدھا۔ فرمایا جتنا چاہے اگر زیادہ کرے گا تیرے واسطے بہتر ہے۔ عرض کیا میں اپنی دعا کا سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھنے میں صرف کروں گا۔ فرمایا اب تیرے مقصد کے لئے کفایت کرے گا اور تیرے گناہوں کو دور کر دے گا۔

یا الٰہی صد درود و صد سلام ‌ ‌ ‌ بر روانش پے بہ پے از ما مدام

درود شریف پڑھنے میں دو باتیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کے

Marfat.com

حق شریف کا ادا کرنا۔ اس حدیث شریف سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ اپنے واسطے دعا کرنے سے درود شریف کا پڑھنا بہتر ہے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود بندہ کی حاجتوں کو پورا کر دیتا ہے۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت کرے گا۔ اس کے دس گناہ دور کردے گا اور اس کے دس درجے بلند کردے گا۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ اس پر ستر مرتبہ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے اس کے واسطے ستر مرتبہ دعا کرتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا اور حضرت عمر کہتے ہیں جب تک دعا کرنے والا درود شریف نہیں پڑھتا اسکی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

درودِ بے عدد برجاں آں کس	کہ نامد مثل او اندر جہاں کس

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ یعنی جب ہم نے تمام انبیاء سے عہد لیا، تم سے، نوح سے، ابراہیم سے، موسیٰ سے، اور عیسیٰ فرزند مریم سے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمر سے منقول ہے کہ جب آپ نے یہ آیت شریفہ سنی تو بارگاہ رسالت میں اس طرح عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یقیناً اللہ کے ہاں آپ کی بزرگی اس مرتبہ کو پہونچی ہے کہ آپ کو اگرچہ سب انبیاء کے بعد بھیجا ہے لیکن آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔

بیش از ہمہ شاہانِ غیور آمدۂ	ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدۂ
اے ختم رُسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام انبیاء سے اس طرح پر عہد لیا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ یعنی جب اللہ نے انبیاء سے اقرار لیا کہ ہم جو کتاب اور حکمت تم کو دیں اور پھر ہمارا کوئی پیغام پہنچانے والا اس کی تصدیق کرتا ہوا تمہارے پاس پہونچے تو تم ضرور اُس پیغام پہنچانے والے پر ایمان لانا اور تم ضرور اُس کی مدد کرنا۔

اس سے مراد ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ سب کے بعد آئے آپ پر قرآن مجید نازل ہوا جسمیں پہلی کتابوں کی تصدیق ہے حضرت علی سے منقول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد نہیں بھیجا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان سے اقرار لیا کہ اگر نبی آخر الزماں مبعوث ہوں اور تم میں سے کوئی زندہ ہو تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور اپنی قوم سے بھی یہ عہد وپیمان لینا۔

توراۃ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس طرح لکھا ہے۔ اے نبی ہم نے تم کو سب پر گواہ بھیجا۔ مؤمنوں کو جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا اور ناخواندوں کے لئے پشت وپناہ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا تم طبیعت کے سخت نہیں ہو اور نہ سختی سے بولنے والے ہو اور نہ تم بازاروں میں شور وغل کرنے والے ہو اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے لینے والے ہو بلکہ تم لوگوں کے قصور مُعاف کرنے والے ہو۔ اور اس کے بعد لکھا ہے۔ وہ دنیا سے ہرگز انتقال نہ فرمائیں گے جب تک کہ ان تمام خرابیوں سے دین پاک اور صاف نہ ہو جائے جو اس میں پیدا ہو گئی ہیں

Marfat.com

سب کہیں گے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ان کے سبب سے اللہ اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غافل دل کھول دے گا۔ ان کا دین اسلام ہوگا اور اسم شریف احمد ہوگا۔ اور توراۃ کی دوسری روایت میں اس طرح پر آیا ہے۔ میرا بندہ احمد چھاہے ان کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ان کے ہجرت کا مکان مدینہ ان کی امت ہر حال میں خدا کی تعریف کرنے والی۔ انتہٰی۔

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کو ان کا نام لیکر خطاب کیا ہے مثلاً یَا آدَمُ۔ یَا نُوْحُ۔ یَا اِبْرَاهِیْمُ۔ یَا دَاوٗدُ۔ یَا مُوْسٰی۔ یَا عِیْسٰی۔ یَا زَکَرِیَّا۔ یَا یَحْیٰی۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اوصاف سے خطاب فرمایا ہے جیسے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ پہلی امتیں اپنے انبیا علیہ السلام کو ان کا نام لے کر آواز دیا کرتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس طرح کرنے سے منع کیا وہ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی پیغمبر کے بلانے کو آپس میں معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک کو ایک بلاتا ہے۔ دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے، کہ عرب آپ کو یا محمد اور یا ابا القاسم کہہ کر آواز دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا اور ان سے کہا کہ آپ کو ادب سے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر خطاب کیا کریں۔

اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ انبیائے ماسبق کو اگر ان کی امت کسی بری بات کی طرف منسوب کرتی تھی تو وہ خود اپنی مدافعت کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت نوح سے ان کی قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی ہمارے نزدیک تو تم کھلی گمراہی میں ہو۔ آپ نے ان کو جواب دیا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ یعنی اے قوم مجھ میں تو گمراہی نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرت ہود نے اپنی قوم کو جواب دیا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ یعنی اے قوم مجھ میں تو حماقت نہیں ہے اور حضرت موسیٰ نے فرعون کو جواب دیا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا یعنی اے فرعون تو نے میرے متعلق جادو کا خیال کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ تیری شامت آئی ہے۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کافروں نے کسی بری بات کی طرف منسوب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے مدافعت کی اور کافروں کو جواب دیا۔ چنانچہ کافروں نے جب آپ سے کہا کہ تم تو شاعری کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ یعنی ہم نے ان کو شاعری نہیں سکھائی ہے اور شاعری ان کے لائق بھی نہیں ہے۔ اور کافروں نے جب آپ سے کہا کہ تم راہ راست سے بھٹک گئے ہو اور بہک گئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى یعنی قسم ہے ستارے کی جب وہ ٹوٹتا ہے کہ تمہارے ساتھی تو راہ راست سے بھٹکے ہیں اور نہ بہکے ہیں۔ اور کافروں نے جب آپ سے کہا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ یعنی قسم ہے قلم کی اور ملائکہ کے لکھنے کی کہ تم اپنے پروردگار کے فضل سے ہرگز دیوانے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی جگہ آپ کا نام نور اور سراج منیر یعنی روشن چراغ رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔ اور فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰہِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ یعنی اے نبی ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی

Marfat.com

طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اور اللہ تعالٰے نے آپ کی جانِ عالی شان کی قسم کھائی ہے وہ فرماتا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ یعنی قسم ہے تمہاری جان کی یقیناً یہ لوگ اپنی بدمستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے نزدیک تمام مخلوق سے عزیز ترا ور گرامی تر ہیں۔ اللہ تعالٰی نے آپ کے سوائے کسی کی مدت حیات کی قسم نہیں کھائی ہے لیکن اس آیت میں اللہ نے آپ کی مدت حیات یعنی جاں کی قسم کھائی ہے۔ لعمرک سے عیاں ہے یہ حقیقت ❊ بہت محبوب ہے جانِ محمد

اور اللہ تعالٰی نے آپ کے قیام فرمانے کی وجہ سے مکہ معظمہ کی قسم کھائی ہے وہ فرماتا ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں درآں حالیکہ تم اس شہر میں ٹھیرے ہوئے ہو۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوگیا کہ مکاں کو مکیں کی وجہ سے شرف حاصل ہوتا ہے۔ جانِ جہاں سے کام ہے جہاں سے کیا ہے کام ❊ مطلب مکیں سے ہے مکاں سے کیا ہے کام

اور آپ کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ کے سبب سے اللہ تعالٰی کا عذاب دور ہوتا ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ یعنی خدا ایسا نہیں کرتا کہ تم ان میں موجود رہو اور وہ ان کو عذاب دے۔ جب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت باقی ہے امن اور امان حاصل ہے اور جب آپ کی سنت اور آپ کا طریقہ چھوڑ دیا جائے تو فتن اور بلاؤں کا انتظار کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَحْیِنَا عَلَی الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

اہلِ نار دوزخ میں آرزو کریں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کی ہوتی۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا یعنی یاد کرو اس دن کو جب کہ ان کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

یارسول اللہ بس در ماندہ ام — یاد درکف خاک برسر ماندہ ام
بے کساں را کس توئی در ہر نفس — من ندارم در دو عالم جز تو کس
یک نظر سوئے من غمخوارہ کن — چارۂ کارِ منِ بے چارہ کن
گرچہ ضائع کردہ ام عمر از گناہ — توبہ کردم عذر شش از حضرت بخواہ
از در تو گر شفاعت در رسد — معصیت را مہرِ طاعت در رسد

سورۂ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فضائل مذکور ہیں پہلی آیت میں دشمنوں پر غالب آنے اور شریعت مصطفویہ کا پورے طریقے پر ظاہر ہونے کا اور دوسری آیت میں آپ سے گزشتہ اور آئندہ کی کسی بات پر مواخذہ نہ ہونے کا اور اتمام نعمت اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کا اور تیسری آیت میں نصرِ عظیم کا اور چوتھی آیت میں مومنوں کے قلوب پر نزول سکینہ کا ذکر ہے اور بعد میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یعنی جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

بیعتِ حق بیعتِ آں سرور است — دستِ او دستِ خدائے برتر است

اور سورۂ والنجم اسرار معراج شریفہ پر مشتمل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل، زبان، آنکھوں اور اعضا کی پاکی اس میں مذکور ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى یعنی آپ کے دل نے اپنے مشاہدات میں جھوٹ کی ملاوٹ نہیں کی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى یعنی آپ خواہش نفسانی سے کلام نہیں فرماتے۔ زبانش ترجمانِ بادشاہی + دلِ او کاتبِ وحیِ الٰہی
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یعنی آپ کی چشم مبارک نے کج روی نہیں کی اور نہ مقصد سے تجاوز کیا۔

منظورِ نظر کب ہو اسے طور کا سرما
مازاغ ہو جس دیدۂ پرنور کا سرما

اور فرماتا ہے لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى یعنی یقیناً اپنے پروردگار کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں اس میں حق تعالیٰ جل شانہٗ کے دیدار کی طرف اجمالاً اشارہ ہے چونکہ وہاں کے مشاہدات اور بشارات بے انتہا تھے اس واسطے اشارۃً فرمایا فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى یعنی اللہ نے جو چاہا اپنے بندے کو وحی کی۔

نیابد چشمِ دنیا چوں تو سرور
رہِ وصلِ تو دیگر ہر کہ بیند
نہ بیند ہیچ کس ہمچوں تو رہ بر
دگر مانند تو رہ بر کہ بیند
وصالِ دوست دیدستی حقیقت
یقیں حق را بہ چشمِ سر بدیدی
از و آمد یقیں عینِ طریقت
تو با او گفتی و با او شنیدی

اور سورۂ ن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ اعلیٰ کی اس طرح کمال تعریف فرمائی وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی یقیناً تمہارے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں۔ حدیث شریف میں خُلُقِ عظیم کی تفسیر اس طرح پر آئی ہے کہ قطع کرنے والے سے مل اور برائی کرنے والے سے بھلائی کر۔ اور تمام سورۂ وَالضُّحٰى آپ کی تعریف سے بھری ہوئی ہے خاص کر وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی تمہارا رب تم پر ایسی مہربانی فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا میری امت میں سے اگر ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا میں خوش نہ ہوں گا سبحان اللہ امت کا کس قدر خیال ہے۔

کسے کو چوں تو دارد پیشوائے
نہ اندیشم اگر کردم گناہے
چہ باک او را ز جرمے و خطائے
کہ دارم چوں تو سید عذر خواہے

اور سورۂ الم نشرح میں حق تعالیٰ نے آپ کی تعریف اس طرح فرمائی کہ کھول دیا ان کا دل ایمان اور ہدایت کے واسطے اور فراخ کر دیا ان کا سینہ علم اور حکمت کے واسطے اور دور کر دیا ان سے جاہلیت کے کاموں کا بوجھ اور بلند کر دیا ان کا ذکر خیر۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر خیر اس طرح بلند فرمایا ہے کہ کلمہ شہادت میں اذان میں تکبیر میں خطبہ میں اور نماز میں آپ کا نام اپنے نام کے پاس کر دیا۔ کیا مسلمان۔ کیا مؤذن۔ کیا تکبیر۔ کیا خطیب اور کیا نمازی ہر ایک کہتا ہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد

ابو سعید خدری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا ذکر کس طرح بلند کیا میں نے کہا اللہ اور اس کا پیغام لانے والا ہی بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا ذکر کیا جائے تو تمہارا ذکر بھی کیا جائے جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا میں نے ایمان کو اپنے اور تمہارے ذکر کرنے پر کامل کیا۔

حبیبِ الٰہی و حق را توئی دوست
توئی مغز و ہمہ آفاق چوں پوست

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کو واو عطف سے جمع کیا ہے۔ فرماتا ہے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور فرماتا ہے آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ عربی میں واو عطف کا اشتراک کے واسطے آتا ہے جہاں اشتراک مقصود نہ ہو وہاں واو نہیں لاتے ہیں بلکہ عطف کا کوئی دوسرا

Marfat.com

حرف لاتے ہیں اسی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی نہ کہے مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ فُلَانٌ یعنی جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے بلکہ وہ اس طرح کہے مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ یعنی جو اللہ چاہے اور پھر فلاں شخص چاہے۔

علامہ قسطلانی اور ملا علی قاری اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ احادیث شریفہ سے یہ مضمون ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اپنی خدائی کو ظاہر نہ کرتا یعنی تمام کائنات کا مبداءِ خلقت جناب سرورِ کائنات کا وجود باجود ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان آیات شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے بلند مراتب ہیں اور آپ کے کیا ہی اعلیٰ درجات ہیں کہ آپ سے بیعت کرنی اللہ سے بیعت کرنی ہے اور آپ کا کہنا اللہ کا کہنا ہے اور آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور آپ کا ذکر شریف اللہ کا ذکر شریف ہے پس جو شخص آپ کے ذکر شریف سے منع کرے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذکر سے مانع ہے۔ خدا پناہ میں رکھے ایسے لوگوں سے۔

درود از حضرتش بر جانِ آں کس — کہ نامد مثلِ او اندر جہاں کس
خرد بینا بہ نورِ روے او شد — معطّر از نسیمِ کوے او شد
زبہرِ اوست تشنوا ز دلِ پاک — بدیں روشن دلیلے ہست لولاک
بہ جودش انبیا گشتند محتاج — ز لطفش اولیا بر سر نہند تاج
بمعنی بُد مقدم بر ہمہ کس — اگرچہ صورتِ او آمد از پس
عملہا را بہ حضرت رابطہ اوست — اگر مقبول گردد واسطہ اوست
بیفگن میمِ احمد از طریقت — کہ تا تانیش بدانی در حقیقت
بہ جز حق اندر خدائی فرد و دانا ست — نبی در بندگی بے مثل و ہمتا ست
تو او را چوں بدانستی تمام است — ترا کارِ دو عالم با نظام است

بہین و برترین آفرینش — سرو چشمِ خرد را تاجِ بینش
زمین و آسمان و عرش و کرسی — بہشت و دوزخ و جنّی و انسی
مرقّع انبیا در زیرِ جاہش — مشرّف اولیا از خاکِ راہش
دریں عالم ہر آں کو برتری یافت — ز خاکِ درگہِ او سروری یافت
بہ صورت آدم او را اگر پدر بود — بہ معنی او پدر۔ آدم پسر بود
محمد در شریعت نامِ او داں — ولیکن در حقیقت احمدش خواں
خدا را در الٰہیت احد خواں — نبی را در عبودیت یکے داں
یقیں داں تا کہ نشناسی خدا را — نہ دانی قدر و جاہِ مصطفیٰ را
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

دوسرا محسنہ آپ کے اور آپ کے ذکر شریف کے احترام میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (سورہ حجرات) یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنایا کرو اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ اے ایمان والو پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو کہیں تمہاری کری کرائی محنت اکارت نہ ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازوں کو نیچا کر لیا کرتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جنکے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے واسطے جانچ لیا ہے ان کے واسطے گناہوں کی بخشش اور بڑا اجر ہے۔ اے پیغمبر جو لوگ تمکو تمہارے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جن کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

امام مالک مسجد شریف نبوی میں بیٹھے تھے۔ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی اپنے حشم و خدم کے ساتھ داخل ہوا۔ امام نے خلیفہ سے کہا۔ اے امیر المومنین اس مسجد شریف میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو پھر انھوں نے ان آیات شریفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہم کو اس طرح پر آپ کا ادب کرنا سکھایا ہے اور اچھی طرح سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح پر ہے جس طرح پر کہ آپ کی حیات مبارکہ میں تھی۔

قاضی عیاض کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم اور احترام آپ کی وفات شریف کے بعد جب آپ کا ذکر شریف کیا جائے یا آپ کی حدیث شریف بیان کی جائے یا آپ کی سنت مبارکہ کا بیان ہو یا آپ کا اسم مبارک سنا جائے یا آپ کی سیرت مبارکہ سنی جائے اسی طرح پر ہے جس طرح پر کہ خود آپ کی آپ کی حیات طیبہ میں تھی اور اسی طرح آپ کی آل وعترت و اہل بیت اور صحابہ کی تعظیم کی جائے۔ ابو ابراہیم نے کہا ہے۔ ہر مؤمن پر واجب ہے جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے۔ یا اس کے سامنے آپ کا ذکر شریف کیا جائے تو وہ با خضوع با خشوع با وقار اور پر سکون رہے اس پر آپ کی ہیبت اور جلال غالب ہو وہ اسی طرح با ادب رہے جس طرح آپ کے سامنے اس کو با ادب رہنا چاہیئے تھا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کرنے کو کہا ہے۔ اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف صالح اور پہلے گذرے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورہ نور) یعنی پیغمبر کے بلانے کو آپس میں معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک کو ایک بلاتا ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ عرب آپکو یا محمد اور یا ابا القاسم کہکر آواز دیتے تھے اللہ نے ان کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا اور ان سے کہا کہ ادب سے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر آپ کو خطاب کیا کریں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے صحابہ آپ کی انتہائی تعظیم اور احترام کرتے تھے کہ وہ آپ سے کوئی بات پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے۔ ان کو عمرو بن قصی نخبہ کے متعلق آپ سے کچھ دریافت کرنا تھا لیکن وہ آپ کی تعظیم اور ہیبت کی وجہ سے خود نہیں دریافت کر سکے انھوں نے ایک دیہاتی سے کہا تا کہ وہ آپ سے دریافت کرے اور براء بن عازب کہتے ہیں میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن برسوں گزر جاتے تھے اور آپ کی ہیبت کی وجہ سے ہمت نہیں پڑتی تھی کہ میں آپ سے دریافت کر سکوں۔ اور مغیرہ سے روایت ہے کہ صحابہ آپ کے دروازہ کو ناخن سے کھٹکھٹاتے تھے۔ ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو تو اچھے الفاظ سے اچھی طرح پڑھا کرو تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارا یہ تحفہ درود شریف کا آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ ہم کو تعلیم دیں آپ نے فرمایا اس طرح پر درود شریف پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

Marfat.com

محفل مبارک میلاد شریف میں آپ ہی کے احوال شریفہ بیان کئے جاتے ہیں۔ جو شخص ایسی مبارک محفل میں شریک ہو اسکو چاہیئے کہ آداب محفل کا خیال رکھے۔ اس کو چاہیئے بہت شوق اور محبت کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریفہ سُنے وہ وقتاً فوقتاً آپ پر درود شریف پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ادا کرے کہ آپ جیسے نبی رحمت عالی مرتبت سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہم کو پیدا کیا۔ اس نعمت عظمیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جس کے دل کو اس مبارک محفل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاؤ پیدا نہ ہو۔ اور تھوڑی دیر اللہ اور اللہ کے حبیب کی یاد میں پر سکون ہو کر نہ بیٹھ سکے۔ اس کو نہ آداب محفل مبارک کا خیال ہو اور نہ آپ کے ذکر شریف کا کوئی لحاظ ہو۔ اس کی زبان پر بجائے درود شریف کے دنیوی باتیں ہوں۔ ایسے لوگ سرمایہ سعادت اخروی کو برباد کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے تاکہ وسائل سعادت کو اپنے لیئے اسباب شقاوت نہ بنائیں۔

ہر شخص کی مراد دل اے مصطفےٰ ملے	زاہد کو کعبہ ہم کو ترا نقش پا ملے
ظلِ ہمائے اوجِ سعادت میں جا ملے	گر ہم کو سایۂ درِ دولت سرا ملے
کچھ تاجِ سلطنت کی نہیں آرزو مجھے	مجھ کو شراک آپ کی نعلین کا ملے
ہیں آپ ماہ تاب ستارے ہیں انبیا	تاروں میں شکل ماہ کی کیونکر بھلا ملے
خورشیدِ حشر سے نہیں جھپکے گی اس کی آنکھ	محشر میں جس کو دامنِ اہلِ عبا ملے
لوحِ دل اس کا نقشِ دو عالم سے پاک ہو	جس کو طریقِ خواجۂ مشکل کشا ملے
جامِ جہاں نما ہوں میرے دیدۂ پُر آب	گر کچھ غبارِ راہ گزرِ مصطفےٰ ملے
اے بادشاہِ لطف و کرم عین عدل ہے	اس بندۂ گریختہ کو جو سزا ملے
وہ ہیں گناہ میرے کہ دوزخ کو عار آئے	مجھ سے سیاہ کار کو گر اس میں جا ملے
ہاں آپ کی شفاعتِ عظمیٰ سے یا نبی	امید ہے کہ حکم مجھے خلد کا ملے

مل جائے خیر دولت دنیا و دین مجھے
مدفن کو گر بقیع میں تھوڑی سی جا ملے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تیسرا محسنہ آپ کے نسب اطہر کے بیان میں

الٰہی بے نہایت درود اور سلام نازل فرما حضرت سید المرسلین امام المتقین خاتم النبیین پر جن کا اسم شریف محمد ہے اور آپ فرزند عبد اللہ کے ہیں وہ فرزند عبد المطلب کے ان کا نام شیبہ تھا چونکہ وہ کثرت سے اچھے کام کرتے تھے اس واسطے ان کو شیبۃ الحمد کہتے تھے۔ عبد المطلب ان کا نام اس لئے پڑا کہ وہ چھوٹے تھے جب انکے والد کا انتقال ہوا۔ وہ مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس رہتے تھے پھر ان کے چچا مطلب ان کو جا کر مکہ لائے یہاں کسی کو خبر نہ تھی کہ وہ اپنے بھتیجے کو لا رہے ہیں ان کو جب مطلب کے ساتھ دیکھا سمجھے کہ مطلب کا کوئی نوکر یا غلام ہے اور عبد المطلب کہنے لگے رفتہ رفتہ اسی نام کی شہرت ہو گئی۔ وہ فرزند ہاشم

Marfat.com

کے ان کا نام عَمرو تھا چونکہ وہ تمام حجاج کو روٹی توڑ کر ثرید بنا کر کھانا کھلاتے تھے اس لیے ان کو ہاشم کہنے لگے یعنی توڑنے اور چورنے والا۔ اَبُو البطحاء اور سَیّدُ البطحاء ان کے اعزازی القاب تھے وہ فرزند عبد مَناف کے ان کا نام مُغیرہ تھا قمر البطحاء ان کا لقب تھا کیونکہ وہ بہت جمیل تھے وہ فرزندِ قُصَی کے ان کا نام زید تھا امام شافعی نے کہا ہے کہ ان کا نام یزید تھا چونکہ والد کے انتقال کے بعد اپنے وطن سے دور بنی قُضَاعہ میں اپنی والدہ کے پاس مدت تک قیام رہا اس لیے ان کو قُصَیّ کہنے لگے یعنی دُور افتادہ۔ وطن آنے کے بعد انھوں نے اپنی قوم کو جو پراگندہ ہو چکی تھی جمع کر کے مکہ میں آباد کیا اس لیے ان کو مُجَمِّع بھی کہتے تھے یعنی جمع کرنے والا وہ فرزندِ کِلاب کے ان کا نام حکیم تھا چونکہ وہ شکار بہت کھیلتے تھے اور ہر وقت شکاری کتے ان کے پاس رہا کرتے تھے اس لیے ان کا نام کِلاب پڑ گیا۔ وہ فرزند مُرّہ کے وہ فرزند کَعب کے وہ فرزند غَالِب کے وہ فرزند فِہر کے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فِہر کی اولاد کو قُرَیش کہا جاتا ہے۔ وہ فرزند مَالِک کے وہ فرزند نَضر کے ان کا نام قَیس تھا چونکہ وہ بہت جمیل تھے اور ان کے چہرہ پر ہمیشہ نَضَارت رہتی تھی اس لیے ان کو نَضر کہنے لگے۔ علامہ شعبی اور بعض دوسرے علما کا قول ہے کہ نَضر کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے وہ فرزند کِنَانَہ کے وہ فرزند خُزَیمہ کے وہ فرزند مُدرکہ کے وہ فرزند اِلیاس کے وہ فرزند مُضَر کے وہ فرزند نِزار کے وہ فرزند مَعَد کے وہ فرزند عَدنان کے یہاں تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسبِ شریف بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم میرے آباء و اجداد میں سے ہیں۔ علمائے کرام نے عدنان کے بعد سلسلۂ نسب بیان کرنے کو منع کیا ہے۔ حضرت عائشہ حضرت عَمرو بن العَاص اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اَبُو البَشَر حضرت آدم علیہ السلام تک سلسلۂ نسب ملانے والوں کو جھوٹا کہتے تھے عبداللہ بن مسعود جب یہ آیت شریفہ کو تلاوت کرتے تھے۔ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَا یَعۡلَمُهُمۡ اِلَّا اللّٰهُ۔ یعنی کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں ہے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور وہ دوسرے لوگ جو ان کے بعد گزرے ہیں جن کی خبر بجز خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ الخ۔ تو اس طرح پر کہتے تھے کَذَبَ النَّسَّابُوۡنَ وَقَدۡ نَفَی اللّٰهُ عِلۡمَهَا عَنِ الۡعِبَادِ۔ یعنی عدنان سے اوپر سلسلۂ نسب کو بیان کرنے والے جھوٹے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں سے اس کے علم کو منتفی کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ ان قوموں کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تسبیح کرنے میں مشغول تھا فرشتے اس نور کے ساتھ تسبیح کرتے تھے جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پیٹھ میں ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے مجھ کو زمین کی طرف آدم کی پیٹھ میں نازل کیا۔ پھر مجھ کو نوح کی پیٹھ میں منتقل کیا پھر ابراہیم کی پیٹھ میں پھر ہمیشہ میں منتقل ہوتا رہا پاک پیٹھوں سے پاک رحموں میں یہاں تک کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا جو کبھی حرام پر جمع نہیں ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ الَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ۔ یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو جو تمہارے کھڑے ہونے کو جب تم کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ کرنے والی جماعت میں تمہارے اُلٹ پلٹ کو دیکھتا ہے۔ ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد سے ان آیات شریفہ کی تفسیر اس طرح پر منقول ہے۔ اَلَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ بِالنُّبُوَّۃِ وَیَرٰی تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ فِیۡ اَصۡلَابِ الۡمُوَحِّدِیۡنَ مِنۡ نَّبِیٍّ اِلٰی نَبِیٍّ حَتّٰی اَخۡرَجَکَ نَبِیًّا فِیۡ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ۔ یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو جو تمہارے نبوت کا بوجھ لیکر کھڑے ہونے کو اور عبادت گزار موحد بندوں کی پیٹھ میں ایک نبی سے

Marfat.com

دوسرے نبی تک تمہارے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی اسی مضمون شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِیْمًا + تَلَأْلَأَ فِیْ جِبَاہِ السَّاجِدِیْنَا
تَنَقَّلَ فِیْھِمُوْ قَرْنًا فَقَرْنًا + اِلٰی اَنْ جَاءَ خَیْرُ الْمُرْسَلِیْنَا

یعنی۔ نور مبین کی شکل میں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے۔ وہ نور عظیم سجدہ کرنے والوں یعنی عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا۔ ان عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں وہ نور قرناً بعد قرنٍ منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ابراہیم کی اولاد میں سے اسمٰعیل کو اور اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے اور آپ نے فرمایا ہے میں پیدا ہوا ہوں بہترین قرنوں میں قرناً بعد قرنٍ یعنی زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میں آپ کی ولادت شریف ہوئی ہے

چوں زبانِ حق زبانِ اوست وبس	بہتریں عہدے زمانِ اوست وبس

اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے میرے نسب میں جاہلیت کا سفاح کبھی نہیں ہوا ہے یعنی جاہلیت کی بدعنوانیاں کبھی نہیں ہوئیں بلکہ میرے آباؤ اجداد میں ہمیشہ نکاح کا طریقہ جاری رہا ہے۔

علامہ ابن الکلبی کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو والدات شمار کیں یعنی نانیاں دادیاں میں نے ان میں جاہلیت کی خرابیاں ہرگز نہیں پائیں۔

اس شرافت نسب اور علو حسب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ بوصیری قصیدہ ہمزیہ میں کہتے ہیں۔

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْكَ كَرِیْمٌ + مِنْ كَرِیْمٍ آبَاؤُهٗ كُرَمَاءُ
نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلٰى بِحُلَاهُ + قَلَّدَتْهَا نُجُوْمَهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عِقْدُ سُؤْدُدٍ وَفَخَارٍ + أَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيْمَةُ الْعَصْمَاءُ

یعنی ایسے کریم سے جس کے تمام آباؤ اجداد کریم تھے عالم وجود میں آپ جیسا ایک کریم ظاہر ہوا۔ اس سلسلۂ نسب کی پاکیزگی اور برتری کی وجہ سے گمان ہوتا ہے کہ جوزا نے ان تاروں کو پرو کر رکھدیا ہے۔ عزت اور شرافت کی کیا ہی اعلیٰ لڑی ہے جس میں آپ جیسا ایک در یتیم ہے یعنی انمول موتی ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چوتھا محسنہ خلقت نور نبوی کے بیان میں

اللہ تعالیٰ جل شانہ کنز مخفی تھا اس نے ارادہ فرمایا کہ اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو پردۂ غیب سے عالم شہود میں ظاہر کرے پہلا تعین جو اس ذات جل جلالہ میں ہوا وہ حقیقت نورِ احمدی ہے۔ ازل سے ابد تک اس پر درود اور سلام نازل ہو جس وقت اس نور منظور کا ظہور ہوا عالم وجود نے آواز دی کہ اے عدم کے سونے والو بیدار ہو جاؤ ساقی میخانہ نے جلوہ دکھایا۔

روحی فداک ساقیِ میخانۂ الست	مجھ کو بھی جام بادۂ منصور کا ملے

Marfat.com

وہ جام جس کے مست شہِ نقشبند ہیں
وہ جام جس سے راہِ فنا و بقا ملے
وہ جام جس کی بُو سے اُڑیں قدسیوں کے ہوش
وہ جام سلسبیل میں جس کا مزا ملے
وہ جام جس سے لالہ و گُل میں ہے رنگ و بو
وہ جام نیّرین کو جس سے ضیا ملے
وہ جام جس سے خاتمہ بالخیر ہو نصیب
وہ جام جس کی بادہ کشی سے خدا ملے

ایک مدت تک وہ نور عالم غیب میں پھرتا رہا۔ پھر اسی نور سے دس چیزیں بنائی گئیں ایک عرش۔ دوسرے کرسی۔ تیسرے لوح۔ چوتھے قلم۔ پانچویں آفتاب۔ چھٹے ماہ تاب۔ ساتویں دن۔ آٹھویں جنت۔ نویں فرشتے دسویں روح پاک محمدی کو خلعت خلقت کا پہنا کر چار ہزار سال اپنی تسبیح میں عرش پر مشغول رکھا۔

ایک رُوایت میں ہے کہ اس نور سے چار حصے لیکر چار چیزیں بنائیں ایک عرش دوسرے کرسی۔ تیسرے لوح۔ چوتھے قلم۔ پھر قلم کو حکم ہوا اُکتُبْ یَا قَلَمْ یعنی اے قلم لکھ۔ قلم نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا لکھوں۔ حکم ہوا میری توحید لکھ قلم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا۔ پھر حکم ہوا سب چیزیں لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیونکر۔ ارشاد ہوا۔ ساری امتوں کا روزنامچہ۔ اس طرح پر کہ اُمَّۃُ آدَمَ مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ اَدْخَلَہُ النَّارَ۔ اُمَّۃُ نُوحٍ۔ اُمَّۃُ اِبْرَاھِیْمَ اُمَّۃُ مُوسٰی۔ اُمَّۃُ عِیْسٰی۔ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ۔ یعنی آدم کی امت میں سے جو اللہ کی فرماں برداری کرے گا اس کو اللہ جنت میں داخل کریگا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اس کو دوزخ میں ڈالیگا اسی طرح نوح کی امت۔ ابراہیم کی اُمت۔ موسیٰ کی امت۔ عیسیٰ کی امت اور محمد کی امت کے بارے میں لکھ۔ قلم نے موافق ارشاد کے لکھنا شروع کیا آدم کی امت سے لے کر عیسیٰ کی امت تک سب کے متعلق یہی حکم لکھ دیا۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بارے میں بھی یہی حکم لکھ دے۔ قلم کے ارادہ کرنے پر اس کو خطاب ہوا۔ اے قلم ادب کر۔ ادب کر۔ یہ خطاب سن کر قلم شق ہو گیا اور ایک ہزار سال تک ندامت اور شرمندگی کے باعث کانپتا رہا۔ پھر دست قدرت سے اس کو قط لگا اور ارشاد ہوا۔ لکھ اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی امت گنہگار ہے اور پروردگار آمرزگار ہے۔

ہے خیر الامم قوم خیر البشر کی
شرف جس نے پائے سدا کیسے کیسے
حبیب خدا ہی کا صدقہ ہے سارا
کرم کر رہا ہے خدا کیسے کیسے
ازل ہی سے چشم عنایت رہی ہے
مراتب ملے دیکھنا کیسے کیسے
مٹے اس کی رحمت سے ایک ایک کر کے
بڑے چھوٹے جرم و خطا کیسے کیسے
ہر امت کے بارے میں لوحِ بریں پر
قلم حکم لکھتا رہا کیسے کیسے
جنابِ محمد کی امت پہ آکر
حوادث ہوئے رونما کیسے کیسے
برابر سمجھنے پہ اوروں کے اس کو
وہ رنج و محن میں پھنسا کیسے کیسے
خطاب آیا فوراً ادب کر ادب کر
یہ سنتے ہی رو رو دیا کیسے کیسے

ضروری ہے اے زید حفظ مراتب
بنے جس سے اہل صفا کیسے کیسے

پھر ارادہ ہوا کہ اس نورِ مخزون کا جس سے آپ کی ذاتِ گرامی صفات کا ظہور ہونے والا ہے کوئی محافظ ہو۔ عالمِ ملکوت میں کسی کو اس کا بارِ امانت اٹھانے کے قابل نہ پایا۔ ارادہ ہوا آدم کو ترکیب دے کر یہ امانت اس کے سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ جبریل کو حکم ہوا کہ قدرے خاکِ پاک لاؤ۔ جبریل فرشتوں کی جماعت کو لے کر اترے اور اس مبارک مقام سے جہاں اب آپ کا مدفنِ فیض مخزن ہے خاکِ پاک لے کر بعد اعزاز و تکریم مارِ تسنیم سے گوندھ کر اس کو تمام عالمِ علوی اور سفلی میں پھرایا تاکہ تمام مخلوق حقیقتِ محمدی سے واقف ہو جائے۔ پھر اس خمیر سے آدم کا پتلا بنایا گیا اور وہ امانت اس کے سپرد کی گئی۔

دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند ‖ گِلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ‖ قرعۂ فال بہ نامِ منِ دیوانہ زدند

پھر روح کو ارشاد ہوا کہ آدم کے رگ و ریشے میں داخل ہو جائے۔ روح کو اپنی لطافت اور بدن کی کثافت دیکھ کر تامل ہوا۔ لیکن جب اس کی نظر نورِ محمدی کے جمالِ باکمال پر پڑی تو لاکھ تمنا سے زیب دہِ قالب ہوئی۔

قفسِ تن میں پھنس گئی جو روح ‖ جلوہ فرما تمہیں کو دیکھا تھا

سیرۃ نبویہ میں ابن عساکر سے نقل ہے اور وہ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا پیام لا کر پہنچایا کہ اگر میں نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا ہے تو میں نے تم کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ مخلوقات میں تم سے گرامی تر میں نے کسی کو نہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ تمہاری بزرگی اور منزلت کا علم سب کو ہو جائے اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ اھ۔ عارف باللہ سیدی وفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور کیا ہی خوب کہا ہے۔

سَکَنَ الْفُؤَادُ فَعِشْ هَنِيْئًا يَا جَسَدُ ‖ ذَاكَ النَّعِيْمُ هُوَ الْمُقِيْمُ اِلَى الْاَبَدْ
اَصْبَحْتَ فِيْ كَنَفِ الْحَبِيْبِ وَمَنْ يَكُنْ ‖ جَارَ الْكَرِيْمِ فَعَيْشُهُ عَيْشُ الرَّغَدْ
عِشْ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ تَحْتَ لِوَائِهِ ‖ لَا خَوْفَ فِيْ هٰذَا الْجَنَابِ وَلَا نَكَدْ

یعنی مبارک ہو اے جسدِ خاکی کہ نورِ محمدی کا تجھ میں ظہور ہوا۔ تیرا دل اس نور کا مسکن بنا۔ اب تو خوشی کی زندگی بہ آرام بسر کر کیونکہ یہ نعمت تو ایسی نعمت ہے جو ہمیشہ ہی رہے گی۔ اب تو تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ اور ان کی حمایت میں آ گیا ہے اور جو کریم کے زیرِ سایہ اور اس کے پڑوس میں آ جاتا ہے اس کی زندگی بڑی راحت کی زندگی ہوتی ہے۔ اے جسدِ خاکی اللہ کی امان میں اس کے حبیب کے جھنڈے تلے آرام کی زندگی بسر کر۔ ان کے جناب میں یعنی ان کی حضوری اور قرب میں نہ کسی قسم کا کوئی خوف ہے اور نہ کسی قسم کے خیر کی کوئی کمی ہے۔

حاکم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی عرشِ مجید پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا دیکھا۔

چو آدم دیدہ بکشاد اول از فرش ‖ نوشتہ دید اورا نام بر عرش
بہ پیشِ نام او بر خاک افتاد ‖ و لے چوں خاکپ او شد پاک افتاد

ایک روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرشِ بریں پر اللہ کے نام کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھا یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

رفاقت یہ محبت کی بھی کیا ہے تا غیر ‖ محبوب و محب کی اک جا ہے تصویر
نام اپنے کے پاس بے نشاں خاک دراہ ‖ محبوب کے نام کو کیا ہے تحریر

Marfat.com

آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے میرے فرزند میرے بعد تم میرے خلیفہ ہوگے۔ قصرِ خلافت کو تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ کرو۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف بھی لیا کرو۔ میں نے ان کا اسم شریف جب کہ میں مٹی اور روح کے مابین تھا عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا ہے۔ پھر میں عالم ملکوت میں پھرا میں نے وہاں کوئی جگہ نہیں پائی جہاں آپ کا اسم شریف لکھا نہ ہو۔ اور میرے پروردگار نے مجھ کو جنت میں ٹھہرایا۔ میں نے جنت کا کوئی قصر اور کوئی کمرہ ایسا نہ پایا جس پر آپ کا اسم شریف تحریر نہ ہو۔ میں نے آپ کا اسم شریف حوروں کے سینوں پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر لکھا دیکھا ہے۔ لہٰذا تم ان کا ذکر شریف بہ کثرت کیا کرو۔ فرشتے بھی ان کا ذکر شریف ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا نے اپنا مہر طلب کیا۔ آپ نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا۔ میرے حبیب محمد بن عبداللہ پر بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر حق مہر ادا کرو۔

کیوں نہ چھٹے وہ رنج سے تجھ کو سلام جو کرے	کیا اسے خوف حشر کا تجھ کو امام جو کرے

بیہقی دلائل النبوہ میں حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی۔ انھوں نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ یارب بحق محمد میری خطا معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا۔ اے آدم تم نے محمد کو کس طرح پہچان لیا وہ تو اب تک عالم وجود میں نہیں آئے ہیں۔ عرض کیا۔ اے میرے پروردگار۔ تو نے جب اپنی قدرت کاملہ سے بغیر ماں باپ کے مجھ کو پیدا کیا اور میرے جسد خاکی میں تو نے روح ڈالی اور میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو میں نے عرش مجید کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔ میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے پاس اسی ذات والا صفات کا نام لکھا ہے جو تمام خلقت میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے۔ ارشاد ہوا۔ اے آدم تو سچ کہتا ہے یقیناً وہ مخلوق میں سب سے زیادہ میرے محبوب ہیں۔ تم نے ان کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کیا ہے۔ میں تمہاری خطا معاف کرتا ہوں اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ آدم نے اس طرح دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار اس فرزند عالی قدر کے طفیل اس عاجز والد پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا۔ اے آدم تو نے صرف اپنے ایک گناہ کے واسطے میرے حبیب کو شفیع کیا۔ اگر اہلِ آسمان اور زمین کے تمام گناہوں کے واسطے میرے حبیب کو شفیع لاتا میں تیری دعا قبول کرتا اور سب کے گناہ معاف کرتا۔

محمد کی تم شان دیکھو ذرا	خدا سے جب آدم نے کی التجا	کہ یارب بحقِ محمد نبی	خطا بخش میری جو سرزد ہوئی
ہوا ان کو ارشادِ ربّ العُلا	دیا ہے یہ تو نے بڑا واسطا	فقط اپنے اک جرم کے واسطے	تو کیوں اتنا مضطر ہے بندہ میرے
اگر عرض کرتا جہاں کے لئے	گنہ بخشتا سب کے چھوٹے بڑے	لے سُن مجھ سے تو مژدہ جاں فزا	کر جا بخش دی میں نے تو تری خطا

دعا

عجب لطف مولیٰ کا ہے سربسر	گناہوں کی بخشش کا سامان کر
دعا مانگ تو بھی بہ صد التجا	کہ یارب بحقِ شہِ دوسرا
گنہ بخش دے میرے چھوٹے بڑے	مجھے بھی بہ چشمِ کرم دیکھ لے

Marfat.com

اگرچہ میں از حد سیہ کار ہوں — گنہ گار ہوں اور خطاوار ہوں
ہوئیں مجھ سے سرزد خطائیں بہت — وفاؤں پہ کی ہیں جفائیں بہت
مرے جرم و عصیاں ہیں گو انتہا — ترا لطف و احساں ہے حد سے سوا
مجھے نفس و شیطاں سے محفوظ رکھ — مجھے لطف سے اپنے محفوظ رکھ
عبادت کروں تیری لیل و نہار — اطاعت کروں تیری لیل و نہار
رہوں ماسوی اللہ سے میں بے خبر — نہ ہو نفس و شیطاں کا مجھ تک گزر
ہمیشہ رہے دل میں تیرا خیال — رہے میری آنکھوں میں تیرا جمال
محبت میں سرشار دائم رہوں — میں جب تک جیوں اس پہ قائم رہوں
میں تجھ سے رہوں مجھ سے تو شادماں — ہمیشہ رہے مجھ پہ تو مہرباں
ہو فردوس اعلیٰ الٰہی نصیب — ہو دیدار تیرا الٰہی نصیب
مرے پیر بھی اور استاد بھی — مرے بھائی بند اور اولاد بھی
میرے والدین اور سب اقربا — بہشت بریں میں رہیں دائما
زن و مرد یارب مسلمان سب — ہوں جنت میں داخل بہ فرح و طرب
بلاکر وہاں سب کو مسرور کر — شرابًا طہورًا سے مخمور کر
ملیں مجھ سے احباب سارے وہاں — کہ ملتے ہیں روزانہ جیسے یہاں

یہ ساری دعائیں ہوں میری قبول
الٰہی بہ جاہِ جنابِ رسول

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

پانچواں محسنہ از ابتدائے حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں

سیرت کی کتابوں میں ابتدائے حمل شریف کو گیارہ بارہ ماہ ذی الحجۃ الحرام یا یوم عاشورا اور دس ماہ محرم الحرام لکھا ہے یہی دو قول زیادہ مستند اور مشہور مانے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں لیکن ان کو زیادہ قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا ہے۔ اور مدت حمل شریف جمہور علماء کے نزدیک پورے نو مہینے ہے۔ بلکہ بعض علماء نے اس پر محققین کا اتفاق لکھا ہے۔ اور ولادت باسعادت کا مہینہ جمہور علماء کے نزدیک ماہ مبارک ربیع الاول ہے۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب تولد شریف کا مہینہ جمہور کے نزدیک ماہ ربیع الاول ہے اور مدت حمل شریف نو مہینے ہے تو پھر ابتدائے حمل شریف ذی الحجہ یا محرم کا مہینہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ذی الحجہ کی صورت میں حمل شریف کی مدت تین مہینے رہے گی اور محرم کی صورت میں یہ مدت صرف دو مہینے ہوگی۔ چنانچہ بعض علماء نے اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ مدت حمل شریف صرف تین مہینے ہے

Marfat.com

یا دو مہینے ہے۔ اور بعض علماء نے اس اشکال کی وجہ سے ولادت شریف کا مہینہ رمضان شریف یا شوال المکرم کا مہینہ قرار دے دیا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے ان اقوال کو ہرگز قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔

اگر کوئی شخص عرب کے احوال پر نظر ڈالے تو یہ اشکال بہت آسانی سے رفع ہو جاتا ہے۔ عرب ذی القعدہ۔ ذی الحجہ محرم اور رجب الفرد کو اشہر حُرُم کہتے تھے یعنی احترام کے مہینے۔ وہ ان چار مہینوں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ان مہینوں میں کسی قسم کی لڑائی یا جھگڑا نہیں کرتے تھے۔ اگر ان کو کسی خاص وجہ سے ان مہینوں میں سے کسی مہینہ میں لڑائی کی ضرورت پیش آجاتی تھی تو وہ اس احترام والے مہینہ کو کسی دوسرے غیر احترام والے مہینہ سے بدل دیا کرتے تھے۔ اس صورت میں یہ دوسرا مہینہ ہر طرح سے محترم مہینہ ہو جاتا تھا کیا باعتبار نام کے اور کیا باعتبار احترام کے۔ عرب میں ایک تو یہ طریقہ رائج تھا اور ایک دوسرا طریقہ ان میں ہر تیسرے سال ایک لوند کا مہینہ بڑھانے کا تھا جیسا کہ ہندوستان کے ہندو کرتے ہیں۔ یہ طریقہ عرب اس لئے کرتے تھے کہ حج ایک ہی موسم میں رہا کرے۔ چونکہ قریش کی گزر اوقات تجارت پر تھی۔ سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے قافلے جاتے تھے اور حج کا انتظام اور حاجیوں کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی۔ اس لئے وہ ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھا کر حج کو ایک ہی موسم میں رکھتے تھے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جس سال آپ کا حمل شریف رہا ہے اس سال عرب کی بعض مصلحتوں کی بنا پر جُمادَی الآخرہ کا مہینہ ذی الحجہ الحرام یا محرم الحرام کا مہینہ بن گیا تھا۔ ذی الحجہ کی صورت میں گیارہ یا بارہ تاریخ تھی اور محرم کی صورت میں دسویں تاریخ تھی۔ هٰذَا مَا قَالَہُ الْعُلَمَاءُ وَمَا ظَهَرَ لِي وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

حمل شریف سے پہلے آپ کے جد امجد عبد المطلب نے خواب دیکھا۔ سعید البیان میں لکھا ہے کہ شب جمعہ پنجم جمادی الآخرہ کو عبد المطلب نے خواب دیکھا تھا۔ ابو نعیم دلائل النبوہ میں ابو طالب سے اور وہ اپنے والد عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجر میں سو رہا تھا۔ حجر بیت اللہ شریف کا وہ شمالی حصہ ہے جس پر چھوٹی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس کو حطیم بھی کہتے ہیں یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ عبد المطلب کہتے ہیں یہ عجیب و غریب خواب دیکھ کر میں گھبرا گیا اور فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ میں اسی وقت قریش کی کاہنہ کے پاس گیا اس نے مجھ کو دیکھتے ہی کہا کیا بات ہے جو تم گھبرائے ہوئے ہو۔ کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ میں نے اپنا خواب اس سے بیان کیا کہ میں حجر میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک درخت اگا۔ دوسری روایات میں آیا ہے کہ ایک درخت میری پیٹھ سے اگا۔ وہ بہت جلد بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کی چوٹی آسمان کو پہونچ گئی اور اس کی شاخیں تمام عالم پر پھیل گئیں۔

روض الانف کی روایت میں ہے کہ عبد المطلب نے خواب میں دیکھا میری پیٹھ میں سے ایک چاندی کی زنجیر نکلی اور وہ بڑھتی گئی اس کا ایک سرا آسمان پر پہونچ گیا اس زنجیر میں سے اور بہت سی زنجیریں نکل کر چاروں طرف دنیا پر چھا گئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ زنجیر درخت کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ اس درخت میں اتنا نور تھا کہ آفتاب کا نور اس کے سامنے کوئی شے نہیں۔ میں نے عرب و عجم یعنی سارے عالم کو اس کی طرف سجدہ کرتے دیکھا۔ لحظہ بہ لحظہ اس درخت کی عظمت اور ارتفاع اور نور میں زیادتی ہوتی جاتی تھی۔ کبھی وہ مخفی ہوتا تھا اور کبھی ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے قریش کی ایک جماعت دیکھی

Marfat.com

جو اس کی شاخوں کو پکڑ کر لٹکی ہوئی تھی اور ایک دوسری جماعت دیکھی جو اس کے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی جب وہ اس ارادہ سے درخت کے پاس پہنچتی تھی تو ایک بڑا ہی وجیہ خوبصورت معمر جوان کہ اس جیسا وجیہ اور شکیل اور معطر شخص میں نے ہرگز کوئی نہیں دیکھا ہے اس جماعت کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر رکھ دیتا تھا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا تھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس درخت میں سے اپنا نصیبہ لے لوں لیکن میں کچھ نہ لے سکا میں نے اس جوان سے دریافت کیا کہ اس درخت سے کون بہرہ مند ہوگا اس نے کہا وہی لوگ جو اس سے لٹکے ہوئے ہیں اور تم سے پہلے اس تک پہنچ چکے ہیں وہی اس سے متمتع ہونگے۔

عبدالمطلب اس خواب کو بیان کرکے کاہنہ سے بولے۔ اس خواب کی وجہ سے میں گھبرا کر تمہارے پاس آیا ہوں تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ اس خواب کو سن کر کاہنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر وہ سنبھل کر بولی اگر تمہارا خواب سچ ہے تو تمہاری نسل میں سے ایک ایسے آدمی کا ظہور ہوگا جو تمام عالم کا مالک ہوگا۔ لوگ اس کے زیر پر ہونگے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس نے کہا۔ اس کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہوگا اور اس کا نور آفتاب کے نور سے بھی روشن تر ہوگا۔ وہ نور بڑھتا جائے گا اور تمام عالم کو گھیر لے گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

کیوں نہ ہو دن بدن زیادہ وہ نور	جس کے ناخن کا ماہِ نو ہے ظہور

ابوطالب کہتے ہیں۔ اس خواب کو بیان کرکے عبدالمطلب نے مجھ سے کہا۔ شاید وہ شخص تمہاری ذات ہو۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب ابوطالب اس خواب کو بیان کرکے اپنے والد کے مقولہ کو نقل کرتے تھے تو اس طرح پر کہا کرتے تھے قسم ہے خدا کی وہ درخت اَبُوالقاسم الامین ہی کی ذات گرامی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوطالب سے پوچھا گیا جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم ایمان کیوں نہیں لے آتے وہ بولے کہ صرف ننگ و ناموس کی وجہ سے رکا ہوا ہوں۔ لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑھاپے میں آکر اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ دیا اور اپنے بھتیجے کا پیرو بن گیا۔

جب آپ کے ظہور کا وقت قریب ہوا اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آپ گلستانِ اَرواح سے خیابانِ اَشباح پر گزر فرمائیں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد کہنا شروع کردیا۔ معالمِ جبروت اور مجامعِ قدسِ ملکوت کو معطر کیا گیا محافظوں کو حکم ملا کہ جنتوں کے دروازے کھول دو اور ان کو از سرِ نو آراستہ و پیراستہ کردو کیونکہ اب وہ دُرِ یتیم مکنون اور وہ نورِ مبین مخزون جس سے پیغمبر آخر زماں وجود میں آنے والے ہیں صدفِ بطنِ بی بی آمنہ میں قرار پانے والا ہے۔

بہارِ روضۂ رضواں تمہارا جلوۂ رو ہے	کہ فخرِ گل ہے عارض رشکِ سنبل جعدِ گیسو ہے

پیر کی رات تھی اور ماہ جمادی الآخرہ کی بارہ تاریخ تھی کہ وہ نور جو مادہ صورتِ محمدیہ تھا جناب عبداللہ سے بی بی آمنہ کو منتقل ہوا۔

برجِ حمل میں مہر جبیں جلوہ گر ہے آج	مت شبہ لاؤ اس میں کہ ظاہر اثر ہے آج

اس رات زمین پر جتنے بت تھے اور بادشاہوں کے جتنے تخت تھے سب سرنگوں ہوئے مشرکوں اور کاہنوں کا جادو دور ہوا شیاطین گمراہ کرنے سے باز رہے ابلیس کے تخت کو فرشتوں نے دریا میں ڈبو دیا۔ اس نے اپنی بدنصیبی پر رونا شروع کیا۔

باطل نہ کیوں مٹے کہ یہاں حق نمود ہے	وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و درود ہے

Marfat.com

حضرت جبریل نے رب جلیل کے فرمان سے سبز رنگ کا علم لاکر بیت اللہ شریف پر نصب کر دیا اور کہا یہ نشان پیغمبر آخر زماں کا ہے جو قیامت میں سب کا شفیع ہوگا۔ اس رات ساری زمین منور ہو گئی۔ ہر جانور نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ آج کی رات حبیب رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین کا حمل رہا جو سارے عالم کا امام ہوگا۔ اس رات بی بی آمنہ کو خواب میں فرشتہ نے کہا اے آمنہ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے بطن میں نبی آخر زماں صاحب کتاب و معراج ہے اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بصریٰ کے محل جو ملک شام کی سرحد پر واقع ہے روشن ہو گئے۔

	یہ شب یاں جلوہ فرما کون سا شعلہ شرارا ہے		کہ جس کے نور سے از مکہ تا شام آشکارا ہے

احمد طبرانی۔ بیہقی۔ ابن سعد۔ ابو نعیم اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنے متعلق ہم کو کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا میں ابراہیم کی دعا اور بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے جب وہ مجھ سے حاملہ ہوئیں خواب میں دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بصریٰ کا شہر روشن ہو گیا۔

خاک پا ہوں میں ایسے حضرت کا	تاج ہے جو سر رسالت کا	تخت پیغمبری کی زینت ہے	زیب ہے افسر نبوت کا
اس کے باعث ظہور عالم ہے	ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا	ماہ ہے برج اصطفا کا وہ	مہر ہے آسمان رفعت کا
حق ہے صانع جہاں ہے مصنوع	پر سبب وہ ہوا ہے صنعت کا	در بخشش جو ہے انہی سے ہے	بحر مواج ہے وہ رحمت کا
واہ رے صاحبی کہ ہے گا وہ	ہر جگہ خیر خواہ امت کا	اس کا میدان نعت کیا ہو طے	کہ قدم یاں قلم ہے طاقت کا
رافتا۔ ہو خموش۔ ادب سے بیٹھ	یہ نہیں ہے مقام جرأت کا	ہاں مگر عرض مطلب اس سے کر	کہ وہ دریا ہے اک سخاوت کا
یا امام محمد رسول نبی اللہ	جام دے مجھ کو اپنی الفت کا	ہے تو ہی ساقی شراب طہور	مست کر بادۂ محبت کا
ساتھ اپنے بلا حساب و کتاب	کیجو سائر ریاض جنت کا	دو جہاں میں عزیز رکھ مجھ کو	دینے والا تو ہی ہے عزت کا
	تیرا فدوی ہوں رکھ نگاہ کرم	میرے والی تو ہی ہے رافت کا	

اس سال بہ سبب کرامت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام روئے زمین کی مستورات بیٹوں سے حاملہ ہوئیں۔ جب حمل شریف دو مہینے کا ہوا آپ کے والد ماجد جن کا اسم گرامی عبد اللہ تھا انتقال فرما گئے۔ ابن عباس سے روایت ہے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا فرشتوں نے بارگاہ بے نیاز میں عرض کیا اے پروردگار برتر و دانا تیرے نبی کے والد انتقال کر گئے۔ اب وہ یتیم ہو گئے۔ ارشاد ہوا میں خود ان کا محافظ اور مددگار ہوں۔ جب حمل شریف کو چھ مہینے گزرے آپ کی والدۂ شریفہ کو خواب میں فرشتہ نے کہا اے آمنہ تم کو بشارت ہو کہ خیر العالمین سے تم حاملہ ہو جب وہ پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔

جب حمل شریف کو پورے نو مہینے ہوئے فجر یعنی صبح صادق کے وقت پیر کے دن بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کو۔ سال فیل میں نوشیرواں عادل کے زمانۂ حکومت میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو ستر برس بعد۔ اس مہر سپہر نبوت۔ ماہ سماء رسالت نے برج حمل سے قدوم میمنت لزوم باہر لاکر مطالع فلک سعادت سے نور شہود دکھا کر زمین اور زماں کو منور اور مشرف فرمایا۔

قطعہ	ہے غلط کہیے اگر پیدا وہ مہ پارہ ہوا وقت آیا ہے خوشی کا دوستو		چاند شرمندہ ہوا جب جلوہ گر پیارا ہوا نور حق کی ضو فشانی دیکھ لو

Marfat.com

اُٹھ کھڑے ہو دست بستہ سب کے سب
پھر محبت سے پڑھو اُن پر سلام

سر جھکاؤ دل میں ہو پورا ادب
تم پہ ہو رحمت خدا کی صبح و شام

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چھٹا مخمسہ در عرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے حضرتِ خیر الانام
السلام اے ہادیٔ جن و بشر
السلام اے صدرِ بزمِ انبیا
السلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم
السلام اے گلبنِ باغِ قدم
السلام اے آفتابِ سروری
السلام اے معدنِ رنگ و رحمت
السلام اے جانِ عاشق بادو را
ہر دو عالم از وجودت بار یافت

السلام اے سرورِ عالی مقام
السلام اے سیدِ اعلیٰ گہر
السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے مخزنِ لطفِ عمیم
السلام اے ابرِ فیضانِ کرم
السلام اے ماہتابِ برتری
السلام اے منبعِ بحرِ رحمت
السلام اے بدرِ عالم مصطفا
دیدہ ہا از نورِ تو افروز یافت
بر روانت صد درود و صد سلام

السلام اے رونقِ شرعِ متیں
السلام اے چشمۂ آبِ حیات
السلام اے کارسازِ ہند نہیں
السلام اے مصدرِ سرِ نہاں
السلام اے رہنمائے اصفیا
السلام اے شہر یارِ دیں پناہ
السلام اے چارہ سازِ بیکساں
مصطفا و مجتبیٰ سرور توئی
لطف فرما حال مجبوراں نگر
اے رسولِ پاک و اے خیر الانام

السلام اے گوہرِ بحرِ یقیں
السلام اے داد خواہِ کائنات
السلام اے رحمۃ للعالمیں
السلام اے جانِ جانِ کل جہاں
السلام اے نورِ پاکِ کبریا
السلام اے بادشاہ عز و جاہ
السلام اے شاہ بازِ لامکاں
پیشوا و مقتدا رہبر توئی
سوئے مشتاقاں خدارا یک نظر

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ساتواں مخمسہ ولادت شریف کے بیان میں

مرحبا کیا ایسا ماہِ خوش نما مطلعِ غیب سے طلوع ہوا اور حبذا کہ ایسا آفتاب جہاں تاب افقِ بے عیب سے شیوع ہوا۔ کفر کی ظلمت اسلام کے نور سے اور دل کی کدورت شعلہ عرفاں سے تبدیل ہوئی۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ ہر جانب اُجالا تھا

ایام کی شقاوت اور زمانہ کی نحوست سعادت اور برکت سے مبدّل ہوئی۔

آپ نے جب یاں قدم رنجہ کیا
اپنے چہرے سے طلوع اک مہ کیا
دفع کی ظلمت کدورت یہ کہ واہ
سب کا سب دفتر ہی پھیلا نہ کیا

فلک الافلاک کی بلندی سے نقطۂ خاک کی پستی تک تاریکی کا نشان باقی نہ رہا۔

کیونکر کہوں وہ ماہ ہے ماہ میں کب یہ نور ہے
اور ہی کچھ یہ شان ہے اور ہی کچھ ظہور ہے

روض الانف میں فاطمہ والدہ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ ولادت شریف کے وقت میں موجود تھی جس وقت آپ تولد ہوئے سارا گھر پر نور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھ کو خیال ہوا کہیں مجھ پر نہ آ پڑیں۔

Marfat.com

بصورت تو نگارے نیا فرید خدائے	ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدائے

ابن سعد آپ کی والدہ شریفہ سے روایت کرتے ہیں جس وقت آپ تولد ہوئے اس وقت میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بصرہ تک کا شہر روشن ہو گیا۔

شب میلاد پیمبر چہ شبے روشن بود	ز درِ مکہ الی شام منور گردید
مکہ و شام چہ۔ از مشرق و مغرب نورش	ہمہ را گشت محیط و ہمہ جا در گردید
ہمہ آفاق ازاں نور منور گشتہ	ہمہ اکناف ازاں عطر معطر گردید

واضح رہے حمل شریف کی رات کو آپ کی والدہ شریفہ نے خواب میں بطن مبارک سے نور کو نکلتے دیکھا تھا اور تولد شریف کی رات کو بیداری میں بہ چشم سر نور کو نکلتے دیکھا ہے

حضرت عباس اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غزوۂ تبوک سے واپسی پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کرتے ہیں۔ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْـ۔۔۔۔۔ أَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي الـ۔۔۔۔۔ نُّورِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَسْتَبِقُ

یعنی جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ تو آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور تمام آفاق منور ہو گئے۔ ہم اس روشنی اور نور کی بدولت رشد اور ہدایت کے راستوں پر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ کی والدہ شریفہ فرماتی ہیں ولادت شریف کے بعد آپ پر جب میری نظر پڑی میں نے آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا دیکھا۔ آپ کے ایک ہاتھ کی مٹھی بند تھی صرف ایک انگلی اٹھی ہوئی تھی گویا آپ اشارہ فرما رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا گویا آپ سجدہ فرما رہے تھے۔

روایت کردہ اند اہل فضائل	ز ایام پاک آں والا شمائل	چو آمد در وجود آں گوہر جود	اشارت کرد اول سوئے معبود
نظر فرمود آں گہ سوئے افلاک	وزاں پس در سجود افتاد بر خاک	بہ جو سر بہر خدا بر خاک بنہاد	زعزت پائے بر افلاک بنہاد
بطفلی سجدہ بر روئے زمیں کرد	بہ پیری سر بعرش بریں کرد	ہمایوں سجدۂ رمز سعادت	مبارک تاج صد عز و کرامت
	الہٰی صد رحمت بر حضرت وے	الہٰی صد سلام از ما پیاپے	

شفاء والدہ عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کی ولادت شریفہ میرے ہاتھ پر ہوئی جس وقت آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اس وقت میں نے کسی کو یَرْحَمُکَ اللہ کہتے سنا۔ یعنی آپ کو کسی نے غیب سے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اور تمام عالم میرے سامنے منور ہو گیا یہاں تک کہ میں نے روم کے یعنی ملک شام کے جو اس وقت روم کی سلطنت میں شامل تھا بعض قصور دیکھ لیے۔ اس رات تمام دنیا کے اصنام منہ کے بل جا پڑے۔ یہود کے علماء نے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ آج کی رات پیغمبر آخر زماں کی ولادت ہوئی ہے۔

انسان العیون میں لکھا ہے کہ تین دن تک کعبہ معظمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی سے ہلتا رہا۔ اور تاریخ الخمیس میں عبد المطلب سے نقل ہے کہ شب تولد شریف کو میں طواف کر رہا تھا نصف شب گزرنے کے بعد میں نے کعبہ معظمہ کو مقام

Marfat.com

ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے دیکھا اور میں نے تکبیر کی آواز اللہ اکبر اللہ اکبر سُنی۔ اور پھر میں نے یہ کہتے سُنا کہ اب میں مشرکوں کی نجاست اور جاہلیت کی ناپاکی سے پاک ہوا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سب اصنام جو بیت اللہ شریف کے چاروں طرف نصب تھے گر پڑے۔ میں نے ہُبل پر نظر ڈالی جو سب سے بڑا بت تھا اس کو میں نے حجر میں گرتے دیکھا۔ اور کسی کو کہتے سُنا کہ اچھی طرح سُن لو کہ آمنہ سے محمد پیدا ہوئے ہیں۔ صاحب ہمزیہ کہتے ہیں۔

أَسْفَرَتْ عَنْهُ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ ... وَمُحَيًّا كَالشَّمْسِ مِنْكَ مُضِيءٌ

لَيْلَةَ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّيـ ... ـنِ سُرُورٌ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ

وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ ... وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ

یعنی آپ کا چہرۂ مبارک جو مثل آفتاب کے چمکدار اور روشن ہے مبارک رات میں ظاہر ہوا۔ وہ مبارک رات شب میلاد ہے۔ اس دن سے دینِ حنیف کو مسرت حاصل ہوئی اور وہ سرسبز اور شاداب ہوا۔ اور ہاتفوں کی مسلسل بشارتیں پہنچیں آئیں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے اور شایانِ شان بھی یہی ہے کہ آپس میں بشارت دی جائے۔

ابن عباس کہتے ہیں عرب میں رواج تھا۔ جب کوئی بچہ رات کے کسی حصہ میں پیدا ہوتا تھا اس پر برتن ڈھانک دیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد برتن ہٹا کر بچے کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ کی جب ولادت شریف ہوئی تو آپ پر بھی ایک بڑا کونڈا ڈھانک دیا گیا تھا۔ سورج نکلنے کے بعد جب آپ کو دیکھنے آئے تو دیکھا گیا کہ وہ کونڈا بیچ میں سے شق ہو گیا تھا اور آپ آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

خصائص کبریٰ میں عکرمہ سے روایت ہے کہ ولادت شریف کے بعد آپ کی والدہ شریفہ نے آپ پر بڑا کونڈا ڈھانک دیا تھا۔ وہ کونڈا بیچ میں سے پھٹ گیا تھا۔ آپ فرماتی ہیں۔ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے

آمد آمد تھی یہ کس ذی جاہ کی ... دھوم تھی افلاک پر کس ماہ کی

منتظر تھی جس کی ساری کائنات ... ذات اقدس تھی رسول اللہ کی

چونکہ زینت کی تھی اہل چرخ نے ... آسماں پر یوں نظر تھی شاہ کی

بی بی آمنہ نے جب اپنے جگر پارے اور آنکھ کے تارے کو نور کا لباس پہنے اور ارسلناک شاہداً و مبشراً کا تاج سر پر رکھے دیکھا تو زبان ساتھ حمد باری تعالیٰ کے کھولی اور شکر حق بجا لائیں۔

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ... ہم جود و کرم لِغایت داری

ہم حسن ترا تکلم و ہم احساں ... محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت آپ کے سر مبارک پر ابر چھا گیا۔ اس ابر میں عجیب نور تھا اور اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پروں کے پھڑپھڑانے اور بات کرنے کی آواز سُنی گئی۔ وہ ابر آپ کو اٹھا کر لے گیا۔ اس وقت ایک آواز سُنی گئی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے چاروں طرف پھراؤ تاکہ ساری خلقت آپ کو پہچان لے اور آپ کو انبیائے کرام کے اخلاق اعلیٰ اور تمام پیغمبروں کے اوصاف حسنیٰ سے متصف کر دو۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ... آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

آپ کی والدہ شریف فرماتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد آپ کو میرے پاس لائے۔ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا وہ بدرِ کامل کی طرح چمک رہا تھا اور آپ سے بہترین خوشبو آرہی تھی جس سے تمام مکان مہکا ہوا تھا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام	ہرچند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کسریٰ کا محل جو بہت مضبوط بنا ہوا تھا آپ کے جلال با کمال کی ہیبت سے پھٹ گیا اور اس کے بائیس کنگروں میں سے چودہ کنگرے گر پڑے جس کی آواز سترہ کوس تک سنی گئی۔

ہوئے مکہ میں پیدا اور کیا شق قلعۂ کسریٰ	سمجھ رافت ظہور ہیبتِ حق اس کو کہتے ہیں

کسریٰ کے محل کا پھٹنا اور اس کے چودہ کنگروں کا گرنا بہ لسانِ حال۔ یہ بتا رہا تھا کہ اب اس سلطنت کے خاتمہ کا وقت قریب آگیا علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت شریف سے لے کر حضرت عثمان کے دورِ خلافت تک ایران کے تخت پر چودہ بادشاہ بیٹھے یزدجرد پسر شہریار جو اس سلطنت کا آخری بادشاہ تھا حضرت عثمان کی خلافت میں مارا گیا اور اس طرح کسریٰ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

اس رات فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار برس سے جل رہی تھی اور وہاں کے لوگ اس میں مشک اور عنبر ڈال کر پوجتے تھے بجھ گئی اور بحیرۂ ساوہ جو رے اور ہمدان کے مابین واقع تھا خشک ہو گیا۔ آتش پرستوں کے بڑے پیشوا نے جس کو موبذان کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے دریائے دجلہ کو پار کر کے ملک فارس میں پھیل گئے ان واقعات سے ایران میں ہلچل مچ گئی۔ شاہ سے لیکر گدا تک سب سمجھ گئے کہ آج کی رات کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہے اور اب اس سلطنت کی تباہی کا وقت آن پہنچا ہے۔

آپ کی ولادت شریف سے پہلے سرزمین عرب میں بلا کا قحط تھا کیا انسان اور کیا حیوان سبھی فاقوں کے ہاتھ جان بلب تھے آپ کے قدوم میمنت لزوم کے رکھتے ہی دریائے رحمت نے جوش مارا۔ ابر رحمت کی گھٹائیں سارے ملک پر چھا کر اس کثرت سے برسیں کہ پہاڑ اور جنگل سیراب ہو گئے مردہ زمین میں جان آئی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا۔

ابر رحمت کا اگر قطرہ فشاں ہو تو زمین	کیوں نہ سرسبز ہو ہر نخل کو فرحت آئے

نیم جانوں کی عید بر آئی قحط کے عذاب سے ان کو نجات ملی خوش ہو کر انھوں نے اس سال کا نام سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاج رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ سَنَةُ الْفَرَاحِ وَالْاِبْتِهَاج۔ یعنی کشائش اور مسرت کا سال سبحان اللہ تولد شریف کا سال ایسا میمون اور مسعود اور مہینہ ربیع از بہر ربیع کہتے ہیں بہار کو اور آپ خود از سرتا پا رحمت باری۔ نورٌ علیٰ نور۔

ز رویش ماہ و سالش سبزہ زار است	بہار اندر بہار اندر بہار است

عبدالمطلب تولد شریف کے مژدۂ جاں نثار کو سن کر بہت خوش ہوئے فوراً آپ کے دیکھنے کو آئے۔ آپ کی والدہ شریفہ نے ان سے وہ تمام واقعات بیان کئے جو ولادت شریف کے بعد ظاہر ہوئے۔ عبدالمطلب نے کہا میرے فرزند کو مجھے دکھاؤ پھر بڑی محبت سے آپ کی جبینِ مبین کا بوسہ لیا اور آپ کو گود میں لیکر بیت اللہ شریف لے گئے پھر عبدالمطلب نے بہت اونٹ ذبح کئے

Marfat.com

اور اہلِ مکہ کو کھانا کھلایا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا عقیقہ کا تھا جو ساتویں دن ہوا تھا۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ناف بُریدہ ختنہ کردہ اور مُصفّا پیدا ہوئے تھے۔ بریدہ ناف بیروں خذ زبردہ ❖ زمادر نیز آمد ختنہ کردہ

آپ کی والدۂ شریفہ کو خواب میں بشارت ہو چکی تھی اور آپ کے جدِ امجد نے بھی عظیم الشان خواب دیکھا تھا اسلئے انھوں نے آپ کا اسم شریف محمد رکھا قریش کے سربرآوردہ اور بڑے بوڑھوں نے عبد المطلب سے کہا تم نے اپنے پوتے کا نام محمد کس واسطے رکھا۔ تمہارے باپ دادا میں کسی کا بھی یہ نام نہ تھا اور نہ تمہاری قوم میں کسی نے آج تک یہ نام رکھا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نام اس وجہ سے اپنے بچے کا رکھا ہے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر اس کی مخلوق ان کی تعریف کرے۔

بات عبد المطلب نے کیا کہی	خلق سچ کہتی ہے وہ الہام ہے	رب کرے تعریف اور حمد کریں	اس لئے رکھا محمد نام ہے

معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ مبارک محمد باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ روض الانف میں لکھا ہے کہ یہ اسم شریف صفت سے منقول ہے لہٰذا اس کے معنی ہیں مُدِحَ کَرَّۃً بَعْدَ کَرَّۃٍ یعنی جس کی مدح بار بار کی گئی ہو یہ مبارک نام ابتدائً آپ ہی کا رکھا گیا ہے اور جس معنوی مناسبت سے رکھا گیا ہے وہ کتنا ہی درست آیا ہے صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّ اٰنٍ حسان بن ثابت جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدّاح اور شاعر تھے اور جن کے واسطے مسجد شریف نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر رکھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر مدحیہ قصائد آپ کو سُناتے تھے آپکی تعریف میں کہتے ہیں۔

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسْمِہٖ	اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْہَدُ
وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ	فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اپنے نبی کے نام کو ملا دیا ہے جب کہ مؤذن پانچوں وقت اشہد کہتا ہے اور اللہ نے آپ کی تعظیم اور تکریم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے نام میں سے آپ کا نام نکالا ہے۔ خداوند عرش محمود ہے اور یہ ذات والاصفات محمد ہے یعنی حق تعالیٰ کی حمد و ثنا سب کرتے ہیں اور وہ محمود ہے کیونکہ جس کی تعریف کی جائے وہ محمود ہے اور لفظ محمود میں سے واؤ ہٹا دو تو لفظ مبارک محمد نکل آتا ہے۔

ثُوَیْبَہ اَسْلَمِیَّہ نے آپ کے تولد شریف کی مبارک خبر جا کر ابو لہب کو سُنائی اس نے خوش ہو کر ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ اس خوشی منانے کا یہ اثر ہوا کہ ہر پیر کو دوزخ میں ابو لہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

امام القراء حافظ ابن جزری کہتے ہیں جب کہ ایک کافر کو آپ کے تولد شریف کی خوشی منانے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو پھر اگر ایک مُوَحِّد مسلمان آپ کے شب تولد کو خوشی کا اظہار کرے اور آپ کی محبت میں خیرات اور مبرّات کرے تو یقین ہے کہ مولائے کریم اس کو اپنے فضل عمیم اور جنات نعیم میں داخل کرے گا۔

جو دل سے پردۂ غفلت ہو دور آپ سے آپ	نصیب دل ہو دوام حضور آپ سے آپ
کھلے گا داغ محبت ضرور آپ سے آپ	اس آفتاب کا ہو گا ظہور آپ سے آپ
ہمارا مزرع دل تو نہیں ہے لائق نذر	مگر قبول کرے برق طور آپ سے آپ
ترے خیال میں آنکھیں ہیں خود بخود روشن	ہے تیرے ذکر میں دل کو سرور آپ سے آپ

Marfat.com

بہ ساں سایۂ دیوار تیرے کوچہ میں حبیب حضرت موسیٰ محبّ احمد ہے	نہ ہوں گے ہم درِ دولت سے دور آپ سے آپ اُحد کو ڈھونڈتی ہے برق طور آپ سے آپ

مفسرین نے وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی تفسیر میں لکھا ہے ضحٰی سے وہ چاشت کا وقت مراد ہے جس میں طورِ سینا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا اور لیل سے وہ رات مراد ہے جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ہوئی ہے حضرت جعفر صادق سے منقول ہے کہ لیل سے مراد شب معراج شریف ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ ضحٰی سے مراد آپ کا روئے انور ہے اور لیل سے مراد آپ کے گیسو معنبر۔

وَالضُّحٰی رمزے ز روئے ہمچو ماہ مصطفیٰ	معنیِ وَاللیل گیسوئے سیاہِ مصطفیٰ

بعض علماء نے کہا ہے کہ شب قدر ایک بہت مبارک رات ہے اس رات اللہ کی رحمتیں اور اس کے فرشتے آسمان پر سے نازل ہوتے ہیں اُمت محمدیہ میں سے جو شخص اس مبارک رات کو پالیتا ہے وہ صاحب قدر و منزلت ہو جاتا ہے لیکن آپ کی امت کے لئے شب ولادت شریف اس سے بھی اعلیٰ اور اشرف ہے کیونکہ آپ ہی کے طفیل یہ قدر کی رات امتِ محمدیہ کو ملی ہے اور اس کے سوی کیا کیا مراتب ملے ہیں۔ اور آپ کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے کیا اولین اور کیا آخرین۔

تو ہستی ذات پاک و عینِ رحمت چو دار دچوں تو شاہے چوں نگردد	توئی پیوستہ اندر عینِ قربت کہ بر یاد تو بر گردوں بگردد
بصورت برتر از کون و مکانی ز شوقت آفتاب از ذوق گرداں است	تمامت واصلاں را جانِ جانی کو اکب نیز سرگرداں و حیراں است
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

آٹھواں محسنہ رضاعت اور شق صدر کے بیان میں

آپ کی والدہ شریفہ نے آپ کو سات دن یا نو دن دودھ پلایا۔ پھر ثویبہ اسلمیہ نے حلیمہ سعدیہ کے آنے تک تقریباً چار مہینے دودھ پلایا اور پھر حلیمہ سعدیہ نے آخیر تک آپکو دودھ پلایا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب آپ حلیمہ کے پاس تھے آپ کو اُم فروہ اور ایک دوسری عورت نے بھی دودھ پلا دیا تھا اور تین عورتوں نے بھی جن میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا آپ کو تھوڑا تھوڑا دودھ پلا دیا تھا اور انہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِکِ یعنی میں تین عواتک کا پسر ہوں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ کی موروثی کنیز ام ایمن نے بھی آپکو کچھ دودھ پلایا ہے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے ام ایمن نے آپ کی خدمت اور حفاظت میں حصہ لیا ہے۔

حافظ ابو نعیم دلائل النبوہ میں حلیمہ سعدیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں کچھ اور عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ گئی تاکہ دودھ پلانے کے واسطے بچوں کو حاصل کریں۔ میں جس سواری پر گئی تھی وہ از حد لاغر اور کمزور تھی اور میرا دودھ اتنا تھوڑا تھا کہ میرے اپنے بچے عبداللہ کو کافی نہ ہوتا تھا جس وقت میں نے آپ کی والدہ شریفہ سے آپ کو دودھ پلانے کے واسطے لیا اور میں نے آپ کو اپنی چھاتی سے لگایا میں یہ دیکھکر حیران رہ گئی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئی تھیں۔ اور ان میں اتنا دودھ تھا کہ میں نے آپ کو اور اپنے بیٹے کو شکم سیر کرکے دودھ پلایا اور دودھ تمام نہ ہوا۔

پھر حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ بنی سعد دودھ پلانے لے گئیں۔ وہی سواری جو کمزوری کے باعث چل نہ سکتی تھی۔ اب جاتے وقت سب

Marfat.com

آ گئے تھی۔ آپ کے قدوم برکت لزوم سے اس قبیلہ کو بہت زیادہ برکات حاصل ہوئیں۔

تو جہاں جائے وہاں کیونکر نحوست آئے	ماہ کے سامنے کیا دخل کہ ظلمت آئے
ابر رحمت کا اگر قطرہ فشاں ہو توز میں	کیوں نہ سرسبز ہو ہر نخل کو فرحت آئے

جو بیمار ہوتا حلیمہ آپ کا دست مبارک لگا دیتیں شفا پا جاتا۔ لڑکپن سے عدالت اور انصاف کی رعایت ایسی تھی کہ کبھی بائیں چھاتی سے جو دودھ شریک بھائی کا حصہ تھا دودھ نہ پیا۔ آپ نے کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا۔ دن رات میں مقررہ اوقات پر آپ بول و براز کرتے تھے۔ ہمیشہ اپنی شرمگاہ چھپائے رکھتے تھے اگر کبھی ظاہر ہو جاتی تو غیب سے چھپ جاتی۔ نہ آپ نے کسی کا ستر دیکھا اور نہ کسی نے آپ کا یہاں تک کہ ولادت شریف کے وقت ایک ہاتھ چشم مبارک پر تھا اور دوسرا ستر پر۔ فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔ ماہتاب آپ سے باتیں کرتا تھا۔

شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب آپ دو مہینے کے ہوئے گھٹنوں چلنے لگے تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے اور چار مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ جب آپ آٹھ مہینے کے ہوئے بولنے لگے۔ بات کی ابتدا آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ سے کی۔ اور جب نو مہینے کے ہوئے تو بڑی فصاحت سے کلام فرمانے لگے۔

شق صدر شریف

ابھی آپ بی بی حلیمہ کے پاس تھے کہ شق صدر واقع ہوا علماء نے کہا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف قریب ڈھائی سال کے تھی اور محمد بن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت آپ کی عمر شریف چار سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ ابن سعد کی روایت کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس واقعہ کے بعد حلیمہ نے آپ کو لے جا کر آپ کی والدہ شریفہ کے سپرد کر دیا ابن عباس سے واقدی روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آپ کو حلیمہ واپس لائی ہیں آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی۔ غالباً ابن سعد ہی کی روایت پر نظر کرتے ہوئے بچوں کی بسم اللہ اس عمر میں کرائی جاتی ہے۔

ایک دن آپ اپنے دودھ شریک بھائی ضُمَیرہ کے ساتھ پہاڑ پر گئے۔ علامہ حلبی نے لکھا ہے کہ ان کا نام عبداللہ تھا چونکہ وہ بدن کے دبلے تھے اس لئے ان کا نام ضمیرہ پڑ گیا تھا۔ وہاں جبرئیل میکائیل اور اسرافیل برف سے بھرا ہوا زریں طشت لیکر آپ کے پاس پہنچے آپ کو پہاڑ پر لٹایا اور آپ کے سینہ اقدس کو ناف تک شق کیا پھر آپ کا دل نکالا اور اس میں سے سیاہ نقطہ دور کر کے برف سے دھو کر اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کہا شیطان کا حصہ تم سے دور کیا پھر زخم پر ہاتھ پھیر کر اچھا کر کے چلے گئے ضمیرہ نے جب یہ حال دیکھا فوراً اپنی والدہ کو جا کر خبر دی وہ اپنے شوہر کو جن کا نام حارث تھا ساتھ لے کر اسی وقت آپکے پاس پہنچیں آپ کو خوش و خرم بیٹھا پایا جسم شریف پر زخم اور درد کا کوئی نشان نہ تھا حیران ہو کر ماجرا پوچھا آپ نے تبسم فرمایا اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا اور پھر ارشاد کیا اب تک میرے بدن میں سردی کے آثار موجود ہیں۔ اس وقت آپ کے بدن اطہر سے ایسی خوشبو پھیل رہی تھی کہ جس کو دنیا کی کوئی خوشبو نہیں پہنچ سکتی۔

علماء نے کہا ہے دوسری مرتبہ شق صدر غار حرا میں ہوا تاکہ آپ بار وحی کو قوت قلب سے اٹھا سکیں اور تیسری مرتبہ شق صدر آسمان

Marfat.com

پر جانے سے پہلے معراج شریف کی شب کو ہوا تاکہ آپ مناجات باری تعالیٰ کے واسطے تیار ہو جائیں۔

بی بی حلیمہ کا آپ کو واپس مکہ لانا

اس واقعہ کے بعد بی بی حلیمہ نے مناسب جانا کہ آپ کو لے جا کر آپ کے دادا کے سپرد کر دیں۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی۔ بی بی حلیمہ آپ کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئیں جب مکہ کے قریب پہنچیں تو لباس تبدیل کرنے میں مشغول ہوئیں۔ فارغ ہونے کے بعد آپ کو سواری میں نہ پایا غمگین ہو کر آہیں بھریں اور تلاش میں مصروف ہوئیں جب کہیں نشان نہ پایا تو رونا شروع کیا

او جھل آنکھوں سے جو مہ پارا مرا پیارا ہوا
شعلۂ سرخ کون دکھلا کر گیا یارب مجھے

دل ہوا ٹکڑے جگر ماتم سے صد پارا ہوا
سوزشِ ہجراں سے جو جل جل کے انگارا ہوا

جس وقت عبد المطلب کو یہ خبر پہونچی چند سوار لے کر تلاش کو نکلے۔ اسی اثنا میں فرشتے آپ کو ایک درخت کے نیچے لا کر بٹھلا گئے اتفاق سے عبد المطلب کا گزر ادھر سے ہوا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک طفل مہ پارا مسرت نظارا درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے۔ حیران ہو کر دریافت کیا۔ تم کون ہو۔ آپ نے بڑی فصاحت اور طلاقت سے جواب دیا۔ میں افصح عرب و عجم ہوں میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ یہ بشارت سن کر عبد المطلب فوراً سواری پر سے اترے اور آپ کی جبین مبین کا بوسہ لیا اور آپ کو گود میں لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر چند گھڑی میں اپنے گھر پہونچے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد المطلب نے آپ کے مل جانے کی خوشی میں اونٹ ذبح کر کے اہل مکہ کو کھانا کھلایا اور بی بی حلیمہ کو بہت کچھ تحفہ اور تحائف دیکر رخصت کیا۔

اس کے بعد آپ کی والدۂ شریفہ آپ کی تربیت میں مشغول ہوئیں۔ وہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ وہاں آپ کے دادا عبد المطلب کی ننھیال تھی اُمّ ایمن جو آپ کی موروثی کنیز تھیں ساتھ تھیں۔ ایک ماہ آپ کی والدۂ شریفہ نے وہاں قیام کیا۔ وہاں یہود نے آپ کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ نبی آخر زمان ہیں۔ اس واقعہ کا علم جب آپ کی والدۂ شریفہ کو ہوا انھوں نے وہاں مزید قیام کرنا مناسب نہ جانا اور آپ کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئیں راستہ میں وہ علیل ہوئیں اور مقام ابواء میں انھوں نے انتقال فرمایا۔ یہ مقام مدینہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے کچھ مدینہ سے قریب تر ہے اس وقت آپ کی عمر شریف چھ سال یا سات سال کی تھی۔ وہاں سے اُمّ ایمن آپ کو لے کر مکہ مکرمہ عبد المطلب کے پاس پہنچیں اور آپ اپنے جد امجد کے زیر سایہ تربیت پانے لگے۔ ام ایمن کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ ام ایمن نے آپ کی خدمت شریف خوب ہی کی۔ سیرت حلبی میں لکھا ہے کہ آپ ام ایمن سے فرمایا کرتے تھے کہ میری ماں کے بعد تم میری ماں ہو۔ بعد میں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان کا نکاح زید بن حارثہ سے جن کو آپ نے فرزندیت کا شرف بخشا تھا۔ کر دیا۔ اُسامہ انہی سے پیدا ہوئے۔ اُسامہ کو حِبُّ ابنُ حِبِّ النبی کہا کرتے تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اور محبوب کا فرزند۔

جب عمر شریف آٹھ برس کو پہونچی عبد المطلب نے انتقال کیا اور ابو طالب نے بموجب اپنے والد کی وصیت کے آپ کی پرورش شروع کی۔ ابو طالب آپکے حقیقی چچا تھے اور آپ کے والد سے عمر میں بڑے تھے۔ ابو طالب نے اپنے والد کی وصیت پر جیسا چاہئے تعامل کیا اور آپ کے حق پرورش کو آخیر دم تک خوب اچھی طرح ادا کیا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑا۔ بارش کی قلت ہوئی۔ ابو طالب آپ کو لیکر بیت اللہ شریف گئے۔ آپ نے بیت اللہ شریف سے اپنی پشت مبارک لگائی۔ اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے فوراً آسمان پر بادل چھاگئے۔ اور خوب پانی پڑا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو طالب آپ کی تعریف میں کہتے ہیں۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ	ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّفَوَاضِلِ

یعنی آپ کا ایسا مبارک سفید چہرہ ہے۔ جس کے طفیل بادلوں سے برسنے کی استدعا کی جاتی ہے۔ آپ کی ذات گرامی یتیموں کے لئے غیاث اور ملاذ ہے اور بیواؤں کے لئے جائے امن اور پناہ گاہ ہے۔ بنی ہاشم میں سے جو نادار اور پریشان حال ہوتے ہیں وہ آپ ہی کے سایہ عاطفت میں راحت پاتے ہیں۔ ان عاجزوں کے لئے آپ کے پاس طرح طرح کی نعمتوں اور احسانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

آپ کی وجہ سے ابو طالب کے گھر میں ہمیشہ خیر و برکت رہنے لگی۔ آپ اگر کہیں باہر ہوتے تھے اور کھانے کا وقت آجاتا تھا۔ ابو طالب اپنے گھر والوں سے کہتے تھے۔ ابھی ٹھہر جاؤ میرے بیٹے کو آنے دو چنانچہ آپ کے تشریف لانے پر دستر خوان بچھایا جاتا تھا اور تھوڑی غذا میں سب کا پیٹ بھر جاتا تھا اگر پیالہ میں دودھ ہوتا تھا ابو طالب پہلے آپ کو نوش فرمانے کو کہتے تھے اور پھر سب شکم سیر ہوکر پیتے تھے اور اگر آپ دستر خوان پر نہ ہوتے تھے تو وہ مقدار دودھ کی یا غذا کی ایک دو نفر کو کافی نہ ہوتی تھی۔

لکھوں کیا رتبہ سرور کہ خوان نعمتِ حق پر	وہی ہیں بالاصالت اور جو ہے سو طفیلی ہے
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

نواں محسنہ ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کرنیکے بیان میں

جب آپ کا سن مبارک بارہ برس کا ہوا ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا ارادہ کیا۔ آپ کو بھی ساتھ لیا۔ راستہ میں ایک دَیر پڑتا تھا۔ وہاں کے راہب نے ابو طالب سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ میرا فرزند ہے۔ راہب بولا۔ یہ بات صحیح نہیں ہوسکتی۔ یہ لڑکا یتیم معلوم ہوتا ہے۔ ابو طالب نے اقرار کیا۔ راہب نے ان کو وصیت کی کہ ان کو یہود سے بچاؤ۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہوکر بُصریٰ پہنچا۔ یہ ملک شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔

ابن عساکر اور بعض علمانے کہا ہے کہ شہر بُصریٰ سے چھ میل کے فاصلہ پر اس کے مضافات میں ایک گاؤں تھا جو کفر کے نام سے مشہور تھا۔ کفر چھوٹی بستی اور گڑھی کو کہتے ہیں۔

اس بستی میں نصاریٰ کا ایک بڑا عبادت خانہ تھا اور اس میں جرجیس راہب رہا کرتا تھا اس راہب کی شہرت بحیرا[٥] کے نام سے تھی۔ یہ عیسائیوں کا بڑا عالم تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ یہودی تھا۔ علامہ حلبی نے انسان العیون میں لکھا ہے ہوسکتا ہے

٥ بحیرا کے با کا فتحہ اور حا کا کسرہ آخر میں را مقصورہ بروزن کبیرہ ہے جیسا کہ برہان قاطع اور انسان العیون اور ترمذی کے حاشیہ میں لمعات سے نقل کرکے لکھا ہے۔

Marfat.com

کہ اس کا نسب یہودی ہو اور مذہب عیسائی ہو۔ یہ راہب بہت کم کسی سے ملتا تھا عرب کے قافلہ شام کو آتے جاتے اس راہب کے عبادت خانہ کے پاس پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔ چنانچہ ابو طالب کا قافلہ بھی وہاں آکر ٹھیرا۔

جس وقت یہ قافلہ آرہا تھا بحیرؔا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے پتھر اور درخت کو قافلہ کی طرف سجدہ کرتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ اس قافلہ میں نبی آخر زماں کی ذات گرامی ہے۔ اس کو آپ کی زیارت کا اشتیاق ہوا [دیدار محمد کی طلب کس کو نہیں ہے ٭ مولیٰ نے بلایا ہے انہیں عرش بریں پر] اس نے صرف آپ کی وجہ سے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اس نے اہل قافلہ کو کہلا بھیجا کہ آج تم سب خورد و کلاں میرے مہمان ہو۔ چنانچہ امیر و غریب چھوٹے بڑے سبھی اس کے گھر دعوت پر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف قافلہ والوں میں سب سے کم تھی۔ آپ ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرمارہے تھے۔ بچہ سمجھ کر کسی نے آپ کو بیدار نہ کیا اس لئے آپ نہ جا سکے۔ بحیرؔا نے ہر ایک مہمان کو بڑے غور سے دیکھا۔ کسی میں بھی نبوت کے انوار نہ پائے۔ وہ متحیر ہوا اور دریافت کیا کہ تم میں سے کیا کوئی شخص رہ گیا ہے اس سے کہا گیا کہ عبد المطلب کی اولاد میں سے ایک لڑکا جو چھوٹی عمر کا ہے رہ گیا ہے۔ بحیرؔا نے کہا کتنی بری بات ہے کہ تم سب تو آجاؤ اور ایک بچہ کو چھوڑ آؤ۔ جاؤ اس کو لاؤ۔ یہ سن کر آپ کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبد المطلب اٹھ کر گئے اور آپ کو لا کر دسترخوان پر اپنے پاس بٹھایا۔ بحیرؔا کی نظر آپ ہی پر لگی رہی۔ وہ آپ کی ہر بات کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہا جب سب کھانا کھا چکے اور اٹھ کر جانے لگے بحیرؔا آپ کے پاس آیا۔ اور آپ سے کہا میں تم کو لاتؔ اور عزیٰؔ کا واسطہ دیتا ہوں تاکہ جو کچھ میں تم سے دریافت کروں تم اس کا جواب مجھ کو دو۔ لات اور عزیٰ اہل مکہ کے سب سے بڑے دو بت تھے چونکہ اہل مکہ ان دو بتوں کے نام کی قسم کھاتے تھے اس لئے بحیرؔا نے ان کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا لات اور عزیٰ کا واسطہ دیکر مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو۔ قسم ہے اللہ کی مجھ کو جتنی نفرت ان بتوں سے ہے۔ اتنی نفرت دوسری کسی شے سے نہیں ہے۔ بحیرؔا نے یہ سن کر کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں آپ نے فرمایا اب جو چاہو دریافت کرو میں بخوشی تم کو جواب دوں گا۔ بحیرا نے آپ سے سارے احوال دریافت کئے کیا بیداری کے اور کیا خواب کے۔ آپ نے سب کا جواب دیا۔ پھر بحیرا نے آپ کی پشت مبارک کو کھول کر مہر نبوت کا بوسہ لیا۔ مہمانی کا مقصد یہی تھا۔

بحیرا کی قسمت کا کہنا ہی کیا ہے
محبت سے مہر نبوت بھی چومی

محمد ہوئے اس کے مہماں کیسے
خدا نے کئے اس پہ احسان کیسے

عقیدت کی دی اس نے پہلے سلامی
ضیافت ہے کیا شے اگر جان دیتا

کیا پھر رسالت کا اعلان کیسے
نکلتے یہ سب دل کے ارمان کیسے

بحیرا نے ابو طالب سے دریافت کیا یہ لڑکا تمہارا کون ہے۔ انھوں نے کہا میرا فرزند دلبند ہے۔ بحیرا نے کہا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ تمہارے پسر ہوں۔ ان کے والد کو زندہ نہ ہونا چاہئے یہ سن کر ابو طالب نے کہا درست کہتے ہو۔ یہ میرے چھوٹے بھائی کے نور بصر ہیں اور میرے گھر کا چراغ ہیں۔ ابھی یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے اور کئی سال ہوتے ہیں کہ ان کی والدہ بھی رحلت کر گئیں بحیرا نے کہا تم درست کہتے ہو مجھ کو الہی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکا بڑے شان کا ہوگا خدا کے واسطے تم ان کو یہود سے بچاؤ ان کو شام کی طرف ہرگز نہ لے جاؤ۔ اگر یہود کو ان کا پتہ چل گیا تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ یہود ان کے دشمن ہیں۔ یہ کہکر بحیرا نے آپ کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لیکر کہا۔ یہ سید العالمین ہیں۔ یہ رسول رب العالمین ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے بحیرا سے دریافت کیا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی بحیرا نے کہا جس وقت تمہارا قافلہ

Marfat.com

اس ٹیلہ پر سے آرہا تھا میں نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت سجدہ میں پڑ گئے۔ پتھر اور درخت سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ ابر آپ پر سایہ کر رہا تھا اور میں نے یہ بات بھی دیکھی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے۔ تم سب آکر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ بعد میں پہونچے سایہ میں جگہ نہ پاکر دھوپ میں کھڑے ہوگئے۔ درخت نے فوراً اپنی ٹہنیاں ان کی طرف جھکا دیں اور ان پر سایہ کر دیا۔ ان سب باتوں کے علاوہ یہ مہر نبوت جو آپ کی پشت مبارک پر ہے آپ کی نبوت پر روشن دلیل ہے۔

پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں — معلوم ان کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں
پر اتنا جانتے ہیں نبی کی یہ بات ہے — شاخِ شجر جھکے وہ جدھر بھی گزر کریں

بحیرا کے اصرار پر ابو طالب نے شام کا ارادہ ملتوی کیا اسی جگہ تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ کو مُعاوِدت کی۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادنیٰ مرتبہ تھا کہ ابر آپ کے سر مبارک پر سایہ کرتا تھا اور ہر قسم کی گھاس اور درخت اور تمام پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے اور کوئی پرندہ آپ کے سر مبارک پر سے نہیں اڑ سکتا تھا اور آپ کے پسینہ میں عطر سے بڑھکر خوشبو ہوتی تھی

غضب ہے خوشبو اس کے کوئی جو سونگھے دل سے وہ پھر بھلا دے — گُلِ نبوت وہ جس کا رائحہ ہر ایک پتا پتا بتا دے
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دسواں محُسنہ حضرت خدیجہ سے نکاح اور اولاد امجاد اور حجر اسود کو اسکے مقام پر رکھنے کا بیان

جب آپ کی عمر شریف پچیس برس کو پہنچی ایک دن آپکے چچا ابو طالب نے آپ سے کہا۔ اے میرے فرزند گھر میں تنگی اور عسرت ہے خدیجہ دختر خویلد مالدار ہے وہ مضاربت پر اپنا مال دیتی ہیں اور لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں تمہاری دیانت اور امانت داری مشہور ہے سب تم کو امین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اگر تم مضاربت پر خدیجہ سے مال لوگے وہ بہت خوشی سے تم کو مال دینگی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر خدیجہ اپنا مال دینگی میں لے جاؤنگا۔ آپ کے اس ارشاد کا علم خدیجہ کو ہوگیا۔ انھوں نے آپ سے مضاربت پر مال لے جانیکی استدعا کی آپ راضی ہوگئے اور تجارت کا مال لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ خدیجہ کا غلام مَیْسَرَہ آپ کے ہمرکاب تھا جس وقت قافلہ بُصری پہنچا آپ ایک درخت کے سایہ میں قدرے استراحت فرمانے لیٹ گئے نَسْطُورَا راہب کی نظر آپ پر لگی رہی۔ وہ آپ کو پہچان گیا۔ کیونکہ آتے وقت اس نے ابر کو آپ پر سایہ کرتے دیکھا تھا۔ نسطورا میسرہ سے ملا اور آپ کے متعلق دریافت کیا۔ پھر وہ بڑے ادب سے آپ کے قریب آیا اور آپ کے دست و پا کو بوسہ دیا۔

خنک شد چشم و جاں مسرور گردید — چو دست و پائے آں سرور ببوسید

پھر اس نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ان تمام علامتوں کو جن سے آپ کی نبوت کا پتہ چلتا ہے اور کتب قدیمہ سے مجھ کو ان کا علم ہوا ہے۔ آپ میں پالی ہیں۔ صرف ایک علامت کا دیکھنا باقی ہے اگر آپ اپنی پشت مبارک کھول کر مجھکو دکھا دیں تو دلی تمنا بر آئے۔ آپ نے اس کی التجا منظور کی اور پشت مبارک کھول کر اس کو دکھائی۔ اس نے مہر نبوت کا بوسہ لیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ تم اس کے نبیِ اُمّی رسول ہو جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں۔

جس کی نگہ رخ پہ تیرے پڑ گئی — برقِ تجلی پہ نظر گڑ گئی
کہنے لگا وہ کہ بلا شک و ریب — اَنْتَ نبی کاشفِ اسرارِ غیب

آپ نے وہاں تجارت کا مال فروخت کیا۔ بہت زیادہ نفع ہوا۔ اور وہاں سے آپ نے مکہ مکرمہ کو مراجعت فرمائی۔ بصرہ اثنائے سفر میں آپ کے

Marfat.com

خوارق دیکھتا رہا۔ وہ دل وجان سے آپ کا غلام ہوگیا مکہ پہونچ کر اس نے تمام واقعات اور خوارق کا ذکر خدیجہ سے کیا۔ آپ کی امانت داری اور راست گفتاری کا علم تو پہلے ہی سے ان کو تھا اب جو احوال شریفہ میسرہ نے سُنائے آپ کی محبت ان کے دل میں بڑھی اور انھوں نے آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا آپ نے اپنے مہربان چچا ابو طالب سے ذکر کیا وہ بہت خوش ہوئے چنانچہ انھوں نے آپ کا نکاح حضرت خدیجہ سے کردیا پچیس سال حضرت خدیجہ حیات رہیں جب آپ کا سن مبارک پچاس سال کا ہوا اور نبوت کا دسواں سال تھا آپ داخل بہشت ہوئیں اور بعض روایات سے معلومات ہوتا ہے کہ نبوت کے بارہویں سال معراج شریف کے واقعہ کے بعد آپ رحلت فرمائے خلد بریں ہوئیں۔ اُن کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ان سے متولد ہوئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ صاحبزادے بھی چار تھے۔ قاسم[1]۔ زینب[2]۔ رقیہ[3]۔ ام کلثوم[4] فاطمہ[5] اور عبداللہ[6]۔ طیب اور طاہر عبداللہ کے القاب شریفہ تھے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ طیب اور طاہر عبداللہ کے سوا دو فرزند اور تھے۔ ان کے سوائے ماریہ قبطیہ سے ذی الحجہ ۸ھ ہجری کو ابراھیم متولد ہوئے۔ پندرہ ماہ کے ہو کر ۱۰ھ ہجری کو انتقال فرما گئے۔ باقی ازواج مطہرات میں کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔

جب آپ کی عمر بقول مختار پینتیس برس کو پہنچی قریش نے کعبہ معظمہ کو توڑ کر از سر نو بنایا آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے اور حجر اسود کو آپ نے اس کی جگہ رکھا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

گیارہواں محسنہ نبوّت کے بیان میں

جس وقت نبوت کا آفتاب جہاں تاب طلوع کے قریب ہوا آپ سچی خوابیں دیکھنے لگے جو رات کو دیکھتے صبح کو معائنہ فرماتے۔ دُنیا سے مُنہ پھیر کر خلوت میں اللہ کی یاد فرمانے لگے۔ ہر درخت اور پتھر یہ آواز آپ کو السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنے لگا۔

محمد بن اسحاق۔ علامہ بیہقی اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواب میں آپ کو وحی ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد ماہ رمضان میں حضرت جبریل آپ کے پاس وحی لیکر پہنچے اس قول کے بموجب نبوت کا زمانہ بائیس سال چھ ماہ ہے اور چھ ماہ نبوت خواب کا زمانہ ہے۔ حافظ ابن عبد البر اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف انتالیس سال چھ ماہ کی ہوئی ماہ رمضان میں آپ کو خواب میں وحی ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی ماہ مبارک ربیع الاول میں جبریل آپ کے پاس وحی لے کر پہنچے۔ اس قول کی رو سے نبوت کا زمانہ پورے تیئیس ۲۳ سال ہے اور چھ ماہ خواب کی نبوت کا زمانہ اس کے علاوہ ہے۔

آپ غار حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے حضرت جبریل وحی لیکر آپ کے پاس پہنچے۔ سورۂ اقراء۔ مالم یعلم تک آپ کو تعلیم دی۔ اس کے بعد تین برس تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ آپ کو اس کا بڑا رنج تھا۔ کبھی آپ خیال فرماتے تھے کہ پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے کو گرا کر ہلاک کردیں اس خیال کے آتے ہی حضرت جبریل حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے تم اللہ تعالیٰ

---

۱ قاسم آپ ہی کے نام مبارک تمام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی۔ خورد سالی میں انتقال فرمایا۔ ۲ زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا۔ دو بچے ہوئے علی انھوں نے جوانی کے قریب انتقال کیا۔ امامہ ان کا نکاح حضرت فاطمہ کے بعد پہلے حضرت علی سے ہوا پھر اوروں سے ہوا اولاد بھی ہوئی لیکن نسل نہیں چلی۔ زینب کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا۔ ۳ رقیہ کا نکاح پہلے آپ نے اپنے فرزند عم عتبہ پسر ابو لہب سے کیا پھر حضرت عثمان سے کیا ان سے ایک لڑکا عبداللہ متولد ہوئے خورد سالی میں انتقال کیا۔ اور رقیہ نے بھی رحلت فرمائی ۴ ام کلثوم کا نکاح پہلے عتیبہ پسر ابو لہب سے آپ نے کیا پھر رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان سے کیا۔ یہ بھی آپ کی حیات میں فوت ہوئیں ۵ فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا ان کی اولاد معروف ہے اور نسل باقی ہے۔ آپ کی رحلت فرمانے کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا ۶ عبداللہ کی ولادت شریف نبوت کے بعد ہوئی۔ خورد سالی میں انتقال کیا طیب اور طاہر ان کے مبارک القاب تھے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یہ دوسرے دو فرزند تھے جو حضرت خدیجہ سے ہوئے تھے۔

Marfat.com

کے برق رسول ہو۔ تین سال کے بعد سورۃ مُدَّثِّر نازل ہوئی اور پھر پے بہ پے وحی نازل ہونے لگی۔

عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ مردوں میں حضرت ابوبکر لڑکوں میں حضرت علی غلاموں میں حضرت بلال اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ۔

آپ نے اللہ کا پیام اس کے بندوں کو پہنچایا۔ کافروں پر یہ بات بہت شاق گزری۔ ان بدبختوں نے طرح طرح سے آپ کو ستانا شروع کیا۔ ایک دن آپ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ بدبخت عُقبَہ بن ابی مُعَیط نے آکر آپ کو ہر دو شانوں سے پکڑا۔ اور اپنا پٹکا آپ کے نازنین گلے میں ڈال کر بہت شدت سے گھونٹا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر تشریف لے آئے اور چلا کر بولے اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ یعنی کیا تم اس شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا اللہ ہے اور پھر جب کہ وہ کھلی نشانیاں بھی تمہارے پاس لایا اور یہ کہکر حضرت ابوبکر نے آپکو اس بدبخت سے چھڑایا۔

ایک دن آپ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے قریش کی ایک جماعت بیٹھی آپ کو دیکھ رہی تھی وہ بولی اگر کوئی شخص اوجھڑی لاکر آپ پر ڈال دے تو لطف آئے۔ بدبخت عقبہ نے کہا یہ کام بڑے شوق سے میں کروں گا چنانچہ وہ جاکر اوجھڑی لایا اور جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے اس نے پشت مبارک پر اوجھڑی رکھدی۔ اس خیال سے کہ نجاست نہ پھیل جائے آپ نے سجدہ سے سر مبارک نہ اٹھایا اور سجدہ ہی میں رہے یہاں تک کہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو خبر ہوئی اور انہوں نے آکر اوجھڑی اٹھائی۔

سید الشہداء عم جناب مصطفیٰ حضرت حمزہ کا اسلام لانا

ایک دن آپ صفا کے پاس تشریف فرما تھے رئیس اشقیا ابوجہل کا گزر ادھر سے ہوا۔ آپ کو دیکھ کر اس بدبخت نے آپ کو بہت کچھ سخت وسست کہا۔ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور اپنے گھر تشریف لے آئے عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ اتفاق سے اس نے آپ کے چچا حمزہ کو شکار سے آتے دیکھا۔ اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ اس لونڈی نے آپ سے کہا اے ابوعُمارہ۔ تم اس وقت اگر اپنے برادر زادے محمد بن عبداللہ کی حالت دیکھتے تو تم کو کتنا رنج ہوتا۔ وہ یہاں بیٹھے تھے ابوالحکم عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کا گزر ہوا اور اس نے محمد کو بہت کچھ برا کہا۔ وہ خاموش رہے اور اپنے گھر کو چلے گئے۔ یہ سن کر حمزہ کے دل میں آپ کی محبت نے جوش مارا وہ غصہ میں بھر کر مسجد حرام گئے وہاں ابوجہل اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھا تھا۔ آپ نے پہنچ کر اس کے سر پر بڑے زور سے اپنی کمان اٹھا کر ماری۔ وہ زخمی ہوا۔ اور پھر اس سے کہا تم میرے بھتیجے محمد کو گالیاں دیتے ہو۔ لو میں ان کے دین پر ہوتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو ذرا میری تردید کرو۔ ابوجہل کے رفقا نے ارادہ کیا کہ حضرت حمزہ پر حملہ کریں لیکن ابوجہل نے ان کو روک دیا اور کہا فی الواقع میں نے آج ان کے بھتیجے کو بہت کچھ برا کہا ہے۔ حضرت حمزہ وہاں سے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عمر فاروق کا اسلام لانا

جب کفار کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی آپ صفا کے نیچے دار ارقم میں اپنے اصحاب کو لیکر جن کی تعداد انتالیس تھی پناہ گزین ہوگئے

Marfat.com

تقریباً ایک ماہ وہاں آپ نے قیام فرمایا پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تو اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابو جہل ابن ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش آپ کی دعا عمر کے حق میں مستجاب ہوئی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے عمر سے ان کے اسلام لانے کا واقعہ دریافت کیا انھوں نے کہا۔ ایک دن سخت گرمی پڑ رہی تھی میں دوپہر کو کسی کام سے گھر سے نکلا مجھ کو راستہ میں ایک قریشی ملا۔ اس نے کہا۔ تم اپنے کو مذہب کا بڑا پابند سمجھتے تھے۔ اب تمہارے اپنے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری بہن آمنہ اور اس کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اسلام لا چکے ہیں۔ یہ سن کر میں غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کافروں کے بھڑکانے پر عمر اپنے گھر سے ہتھیار بند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی نیت سے نکلے تھے۔ ان کو راستہ میں سعد بن أبي وقاص زہری ملے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے ان کو نعیم بن عبداللہ ملے جو بنی عدی میں سے تھے۔ ملنے والے نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت کہاں جا رہے ہو۔ انھوں نے اپنے برے ارادے سے مطلع کیا۔ وہ بولے۔ اے عمر۔ تم جیسا حقیر یہ کام کیا کرے گا۔ اور خدانخواستہ اگر تم نے یہ کام کر بھی لیا تو کیا تم کو بنی ہاشم اور بنی زہرہ یا بنی عبد مناف زندہ چھوڑ دیں گے یہ سن کر عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم اسلام لا چکے ہو لہذا میں پہلے تمہارا ہی کام تمام کرتا ہوں۔ انھوں نے جواب دیا۔ اے عمر۔ تم میرا کیا کر سکتے ہو۔ بے شک میں ایمان لا چکا ہوں۔ جاؤ پہلے اپنی بہن آمنہ اور اس کے شوہر سعید کی تو خبر لو۔ یہ سن کر عمر غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوئے۔ آمنہ اور ان کے شوہر خباب بن الأرت سے سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ عمر کی آہٹ پا کر خباب اندر کوٹھری میں چھپ گئے اور یہ دونوں خاموش ہو بیٹھے۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ آمنہ نے کہا اگر تمہارے دین کے سوائے کسی دوسرے دین میں حق ہو تو اس کے قبول کرنے میں کون سی قباحت ہے یہ سن کر عمر نے سعید کو زمین پر گرا دیا۔ آمنہ ان کو چھڑانے آئیں۔ عمر نے ان کے منہ پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ جوش ایمانی میں بھر کر بولیں۔ اے عمر۔ کان کھول کر سن لو۔ ہم دونوں ایمان لا چکے ہیں۔ پھر انھوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر کہا اب جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔ عمر نے جب آمنہ سے یہ الفاظ سنے اور ان کے چہرہ پر خون بہتا ہوا دیکھا سعید کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے۔ پھر انھوں نے کہا۔ مجھ کو ذرا وہ تحریر دکھاؤ جس کو تم دونوں پڑھ رہے تھے۔ آمنہ نے کہا تم ناپاک ہو۔ پہلے نہاؤ وضو کرو اور پھر اللہ کے کلام کو ہاتھ لگاؤ۔ عمر فوراً اٹھے اور نہا دھو کر آئے اور اپنی بہن سے وہ مبارک تحریر لی۔ انھوں نے سورۃ طٰہٰ کو ابتدائے سورت سے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي تک پڑھا۔ ان پر فوری اثر ہوا۔ وہ بولے جو ذات پاک اس طرح ارشاد فرمائے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو عبادت میں شریک کرنا یقیناً ظلم ہے۔ مجھ کو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیام گاہ تک پہنچاؤ۔ خباب کوٹھری میں بیٹھے اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ جب انھوں نے عمر سے یہ آخری الفاظ سنے فوراً باہر نکل آئے اور عمر سے کہنے لگے۔ اے عمر تم کو بشارت ہو میں نے کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنی ہے۔ اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ یعنی۔ بار الٰہی تو اسلام کو عمر بیٹے خطاب یا ابو جہل بیٹے ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش۔ اے عمر۔ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ یہ دعا تمہارے حق میں مقبول ہو یہ سن کر عمر کا اشتیاق مزید بڑھا اور وہ خباب اور سعید کے ساتھ دار ارقم کو روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صحابہ نے دروازہ کی جھری میں سے عمر کو دیکھا وہ کچھ پریشان ہوئے اسد اللہ حضرت حمزہ نے فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو۔ دروازہ کھول دو اگر عمر کسی بری نیت سے

Marfat.com

آیا ہے اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور اگر بھلائی کے ارادہ سے آیا ہے تو اس کو قبول کر لیا جائیگا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ میں تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی صحابہ نے دروازہ کھولا اور عمر مکان میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف لائے۔ صحن میں عمر سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے عمر کو دیکھ کر فرمایا۔ اے عمر کیا اب تک گمراہی اور بدبختی نے تیرا ساتھ نہیں چھوڑا ہے کیا تو بھی ولید بن المغیرہ کی طرح ذلت اور عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ عمر بن الخطاب حاضر ہے۔ اے اللہ تو دین کو عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے عزت بخش۔ پھر آپ نے عمر کو پوری طرح ان کے کپڑوں سے پکڑ کر حرکت دی۔ عمر پر آپ کی ہیبت اتنی غالب ہوئی کہ ان کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑے اور انھوں نے بڑی عاجزی اور اخلاص مندی سے بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھا۔ عمر کے اسلام لانے سے سب صحابہ کو جو کہ اس جگہ دار ارقم میں موجود تھے بڑی مسرت حاصل ہوئی انھوں نے خوش ہو کر اس زور سے اللہ اکبر کا مبارک نعرہ لگایا کہ وادی حرم میں ان کی آواز گونج گئی۔ سب کفار حیران تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے جس کی مسلمان خوشی منا رہے ہیں۔

چلے تھے عمر گھر سے کسی کام سے ۔۔۔ نہ تھے کچھ بھی واقف وہ انجام سے
صدا دی یہ ہاتف نے بس اے عمر ۔۔۔ نصیب اپنا لے جا کے اسلام سے

ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت عمر اسلام لائے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا۔ اے محمد اہل آسمان عمر کے اسلام لانے پر ایک دوسرے کو بشارت دے رہے ہیں اور اظہار مسرت کر رہے ہیں۔

اسلام سے مشرف ہوتے ہی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یقیناً تم حق پر ہو۔ عرض کیا پھر ہم کیوں اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں۔ آپ نے فرمایا اے عمر ہماری جماعت تھوڑی ہے اور تم دیکھ چکے ہو جو تکالیف ہم کافروں کے ہاتھ سے برداشت کر چکے ہیں۔ عرض کیا۔ قسم ہے خدا کی میں دین برحق کا اظہار کر کے رہوں گا۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ تاکہ ہم علانیہ بیت اللہ شریف کا طواف کریں اور نماز پڑھیں۔ چنانچہ آپ صحابہ کی جماعت کو لیکر مسجد حرام کو روانہ ہوئے۔ حضرت عمر کے ہاتھ میں بے نیام تلوار تھی ان کے پہلو میں اسد اللہ حضرت حمزہ تھے ان ہر دو شیران اسلام کے پیچھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک جماعت کو ساتھ لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ مسجد حرام میں جب یہ مبارک جماعت اس کیفیت سے داخل ہوئی۔ کافروں پر مایوسی چھا گئی۔ انھوں نے عمر سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو آپ نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی خبر لایا ہوں۔ اور خوب کان کھول کر سن لو۔ اگر تم میں سے ایک شخص نے بھی حرکت کی تو قسم ہے رب کعبہ کی میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

یہ پہلا دن تھا جو اسلام کی قوت کا مظاہرہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور نماز ادا فرمائی۔ اسی دن حضرت عمر کو مبارک خطاب فاروق کا ملا۔

اسلام میں پہلا مبارک خون جو اللہ کی راہ میں بہا

اسلام کی عزت دیکھکر کافروں کے تن میں عداوت اور عناد کی آگ بھڑک اٹھی۔ انھوں نے ضعیف اور عاجز مسلمانوں پر

Marfat.com

دستِ تعدی دراز کیا چنانچہ عمار بن یاسر کی والدہ سُمیّہ بنت خباط جو ابو حُذیفہ بن المُغیرہ کی لونڈی تھیں اس ظلم کا شکار ہوئیں کافر ہر روز ان کو سخت سے سخت تکلیف دیتے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں۔ لیکن وہ اس دینِ برحق کو کہاں چھوڑنے والی تھیں انھوں نے بڑے استقلال سے تمام شدائد کو جھیلا۔ ایک دن کافر ان کو مار پیٹ کر رہے تھے ابوجہل کھڑا دیکھ رہا تھا جب نتیجہ کچھ نکلتے نہ دیکھا چھرا مار کر شہید کر دیا۔

ہزار آفریں بر روانِ سُمیّہ	زنِ پاک طینت نخستیں شہیدہ	بہ گرداب زحمت تنش مبتلا بود	دلش پر ز ایقان و نورِ خدا بود
بصد ذوق جامِ شہادت بنوشید	بصد شوق تاجِ کرامت بپوشید	تنش پارہ شد گر ز دستِ جہولاں	روانش بیاسود در باغِ رضواں

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم کی مخالفت پر

کافروں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر صحابہ محفوظ مقامات کو ہجرت کرنے لگے۔ ان کے جانے سے ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا حبش میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ان حالات سے اہلِ مکہ بہت پریشان ہوئے انھوں نے مشورہ کیا۔ سب کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔ اس مشورہ کا علم ابوطالب کو بھی ہوگیا انھوں نے تمام بنی ہاشم کو جمع کیا۔ ان سے مشورہ کیا۔ آخر یہ قرار پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت ہر طرح سے کی جائے گی۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب بن عبد المطلب نے آپ کی حمایت اور حفاظت کی حامی نہ بھری۔ باقی سب نے ابوطالب کا ساتھ دیا اگرچہ بنی ہاشم میں اکثریت ان کی تھی جو دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے لیکن قومیت کے سوال نے ان کو ایک کر دیا تھا۔ اہلِ مکہ کو جب بنی ہاشم کے اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ جمع ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا ہم تم کو رنج پہنچانا نہیں چاہتے ہم عمارہ بن الولید کو جو جوانوں میں بڑا ہی وجیہ جواں ہے تمہاری خدمت میں پیش کرتے ہیں تم اس کو اپنی فرزندیت میں قبول کرو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم ان کو العیاذ باللہ قتل کر دیں۔ ابوطالب نے یہ سن کر جواب دیا اور کیا ہی اچھا جواب دیا ہے۔ ان کا جواب لائق ہے کہ الواحِ سیمیں پر آبِ زر سے لکھوا دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں۔ اے جماعتِ قریش۔ تم نے میرے ساتھ کچھ بھی انصاف سے کام نہ لیا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو لیکر پرورش کروں اور پالوں اور اپنے فرزند کو جس کی میں نے ہمیشہ خدمت کی تمہارے حوالے کر دوں تاکہ تم اس کو قتل کر دو یہ کہہ کر ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات کیا اور ان سے کہا۔

وَاللہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِہِمْ	حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا
فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ	وَابْشِرْ بِذَاکَ وَقَرَّ مِنْکَ عُیُوْنَا
وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ نَاصِحِیْ	وَلَقَدْ دَعَوْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنَا
لَوْلَا الْمَسَبَّۃُ اَوْ حَذَارُ مَلَامَۃٍ	لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنَا

یعنی اللہ کی قسم ہے جب تک زمین کے نیچے مٹی کے تکیہ پر میرا سر رکھ کر مجھ کو دفن نہیں کر دیا جاتا (اور میں مر نہیں جاتا) یہ لوگ باوجود اپنے جتھے بندی اور جمع آوری کے ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے (اور تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکتے) لہذا تم کو قطعاً کسی ذلت یا تکلیف کا کھٹکا نہ ہونا چاہیے اور تم خوب اچھی طرح حق کا اظہار کرو اور اپنے کام کو خوبی کے ساتھ انجام تک پہنچاؤ تم کو میری حمایت

Marfat.com

کی بشارت اور خوشخبری ہو اور تمہاری ذات گرامی کی وجہ سے سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (یعنی آپ حیات رہیں اور آپ کی وجہ سے سب مسرور رہیں) بے شک تم نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم نے یقیناً مجھ کو مفید اور صحیح مشورہ دیا ہے تم نے مجھ کو مفید مشورہ دے کر کوئی نئی بات نہیں کی ہے تم تو پہلے ہی سے امین ہو (امانت اور راستی تمہاری طبیعت میں ہے) اگر مجھ کو لعن طعن یا ملامت اور عار کا کھٹکا نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میں تمہاری دعوت پر لبیک کہتا اور تمہارے مشورہ پر بہ بانگ دہل عمل کرتا۔ ابوطالب سے یہ جواب سن کر کافروں نے پھر مشورہ کیا ان کے بڑوں نے کہا کہ نرمی سے کام نہیں چل سکتا لہذا کوئی سخت قدم اٹھایا جائے چنانچہ بہ اتفاق یہ طے پایا کہ سوائے ابو لہب کے تمام بنی ہاشم کو شہر سے نکال دیا جائے ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے جائیں دانہ پانی تک ان سے روکا جائے اور اس وقت تک یہی صورت رکھی جائے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ کافروں کے سر برآوردہ افراد بیت اللہ شریف کے پاس جمع ہوئے انھوں نے اس مضمون کا عہد نامہ لکھا اور اس پر سب نے اپنی تصدیق اور رضامندی کا اظہار کیا اور پھر اس کو مزید تقویت دینے اور واجب التنفیذ ثابت کرنے کے لئے بیت اللہ شریف میں لٹکا دیا۔ یہ معاہدہ نبوت کے ساتویں سال پہلی محرم کو لکھا گیا اور پورے دو سال تک اور بعض روایات میں ہے کہ پورے تین سال تک کافروں نے اس عہد نامہ پر سختی سے عمل کیا سوائے ابو لہب کے ابو طالب تمام بنی ہاشم کو لیکر مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں یہ تمام مدت پڑے رہے۔ یہ گھاٹی اس کے بعد سے شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ بنی ہاشم نے اس مدت میں طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں لیکن آپ کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی۔

چونکہ یہ سراسر ظلم اور ستم کا معاہدہ تھا اس لئے اہل مکہ میں سے بعض افراد نے اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ دوسری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا۔ قریش نے جو عہد نامہ مقاطعہ کا لکھ کر بیت اللہ شریف میں لٹکایا تھا اس کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ سوائے اللہ کے نام کے اس تحریر میں کوئی لفظ باقی نہیں ہے۔ ابوطالب نے اہل مکہ سے یہ بات کہی۔ انھوں نے کہا اگر واقعہ یہی ہے تو ہم معاہدہ کو ختم کر دیں گے۔ چنانچہ وہ گئے اور معاہدہ کو دیکھا بجنسہ وہی صورت پائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ سب کافر حیران تھے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ باطل کو شکست ہوئی اور صداقت کا بول بالا ہوا۔ ابوطالب آپ کو اور اپنی قوم کو لیکر عزت اور احترام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ باوجودے کہ کفار بے شمار معجزات دیکھتے تھے۔ اپنی گمراہی سے باز نہ آتے تھے۔ ہر گھڑی آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔

زحمت و رنج و مصیبت پہ وہ دریائے کرم	صبر فرماتے تھے مقدور بشر سے باہر

ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ پر اُحد کی لڑائی کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گذرا ہوگا کیونکہ اس دن آپ کا سر مبارک زخمی ہوا اور دندان شریف شہید ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے صدیقہ۔ ایک دن میں نے کافروں کی ایک جماعت کو اسلام کی دعوت دی۔ میں نے ہر چند ان کو نصیحت کی اور سمجھایا لیکن انھوں نے میری ایک بات بھی نہ سُنی بلکہ مجھ کو جھوٹا سمجھ کر مجھ پر اتنا ظلم کیا کہ میری پنڈلیاں خون آلودہ ہو گئیں۔

پائے نازک پہ وہ کہ جس پر برگ گل بھی بار ہے	ہائے صد افسوس خار ظلم سے افگار ہے

میں نے جناب الٰہی میں اپنے رنج کا حال عرض کیا۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا جو پہاڑ کا موکل تھا۔ اس نے مجھ سے

اجازت چاہی تاکہ پہاڑ اور زمین کو توڑ کر کافر کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑے۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ میں خلق کے واسطے رحمت بن کر آیا ہوں ان کو ہلاک کرانے کے لئے نہیں آیا ہوں۔

واہ تمکین استقامت واہ واہ ۔ سچ ہے ہو عالم کی رحمت اور پناہ
جن سے زحمت پائی رحمت ان پہ کی ۔ دی پناہ ان کو جو کرتے تھے تباہ

جب عمر شریف پچاس برس کو پہنچی قوم جن مشرف بہ اسلام ہوئی۔ ابو طالب نے انتقال کیا اور بقول مشہور حضرت خدیجہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا اور حضرت عائشہ کا آپ سے نکاح ہوا اور حضرت سودہ ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ چار سو درہم ان کا مہر تھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بارہواں محسنہ معراج شریف کے بیان میں

جب عمر شریف باون برس کو پہنچی اور نبوت کا بارہواں سال تھا ستائیس رجب کو معراج شریف ہوئی۔ یہ مشہور قول ہے جس کو علامہ ابن عبدالبر۔ ابن قتیبہ۔ حافظ عبدالغنی مقدسی اور نووی نے ترجیح دی ہے۔ علامہ ابن اثیر۔ قسطلانی اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں معراج شریف ہوئی ہے۔ بعض علماء نے کچھ اور مہینوں میں معراج شریف کو کہا ہے۔ پیر کی رات تھی۔ آپ استراحت فرما رہے تھے کہ جبریل آستانۂ علیا پر براق لے کر حاضر ہوئے۔ یہ براق آپ کا عاشق زار تھا۔ آواز سن کر آپ بیدار ہوئے جبریل نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ آپ کو ایسی بزرگی اور منزلت عنایت کرے جو کسی پیغمبر کو عنایت نہیں کی۔ آپ نے آب زم زم سے غسل فرمایا اور براق پر سوار ہوئے ایک روایت میں ہے کہ براق پر سوار ہوتے وقت آپ کو تأمل ہوا۔ اسی وقت حضرت علام الغیوب سے جبریل کو حکم پہونچا کہ میرے حبیب سے تأمل کا سبب دریافت کرو۔ جبریل نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے میرے واسطے براق بھیجا۔ فرشتوں کو میرا منتظر کیا۔ مجھ کو یہ عزت عنایت کی۔ مجھ کو اپنی امت کا خیال ہے۔ وہ قیامت کے دن قبروں سے بے سرو سامان نکلے گی۔ پل صراط پر اس کا گزر کیسے ہوگا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا۔ کہ اے میرے حبیب تم اپنے دل پر غم مت لاؤ۔ ہم نے جس طرح تمہارے واسطے براق بھیجا ہے اور اس پر سوار کرکے تم کو بلایا ہے۔ اسی طرح قیامت میں تمہاری اُمت کے ہر فرد کے واسطے براق بھیجکر اس پر سوار کرکے جنت میں داخل کریں گے۔

محمد شاد شد از وعدۂ دوست ۔ زہے آں وعدۂ کاں وعدۂ اوست

یہ سن کر آپ نے سواری کا قصد فرمایا۔ براق نے شوخی اور تندی شروع کی اور قسم کھائی کہ مجھ پر سوائے محمد کے جو اللہ کے رسول اور صاحب قرآن ہیں کوئی سوار نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں ہی محمد اللہ کا رسول اور صاحب قرآن ہوں۔ جبریل نے کہا اے براق یہ اللہ کی قسم ہے۔ تجھ پر سوائے محمد کے کوئی سوار نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نزدیک کوئی پیغمبر محمد سے بڑھ کر بزرگی اور مرتبہ میں نہیں ہے۔ یہ تمام عالم کا خلاصہ ہیں۔ یہ سن کر براق کانپنے لگا اور اس نے کہا مجھ پر سختی نہ کرو میں بھی حاجتمند ہوں۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے فرمایا اے براق تیری کیا حاجت ہے اس کو بیان کر۔ عرض کیا قیامت کے دن ہزاراں ہزار براق آپ کی سواری کی تمنا میں کھڑے ہوں گے یہ نہ ہو کہ اس دن آپ میری طرف التفات نہ فرمائیں اور کسی دوسرے پر سوار ہو کر مجھ کو رشک کا داغ دیں آپ نے وعدہ فرمایا اور پائے مبارک رکاب میں ڈالا۔

چلا جس دم براق برق رفتار ۔ مشرف ہو کے حضرت سے بہ یک بار

تو سرعت اس کی کیا کہیے کہ کیا تھی	نظر بھی برق بھی یا اک ہوا تھی	بہ یک لحظہ بہ یک لمحہ بہ یک دم	وہ پہنچا مسجد اقصیٰ میں خرم

بیت المقدس میں آپ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو اور تمام انبیاء کو صف بہ صف کھڑا پایا۔ سب آپ کا انتظار کر رہے جبریل نے آپ کو امام بنایا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے پر جبریل سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا یہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین محمد ہیں۔ دریافت کیا۔ کیا ان کو اللہ نے بلایا ہے۔ جبریل نے ہاں ہیں جواب دیا۔ سب نے کہا اللہ سلامت رکھے ہمارے بھائی اور خلیفہ کو۔ وہ بہت ہی اچھے بھائی اور بہت ہی اچھے خلیفہ ہیں۔ پھر ہر نبی نے اللہ کی تعریف کی اور ہر ایک نے اُن انعامات کا بیان کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کئے ہیں۔ آخیر میں آپ نے ارشاد فرمایا تم سب نے پروردگار کی تعریف بیان کی اور اس کے انعامات کا ذکر کیا۔ میں بھی پروردگار تبارک و تعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اس کے انعامات کا ذکر کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔ سب تعریفیں اللہ جل جلالہٗ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو سارے جہاں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ سب کے لئے مجھ کو بشیر اور نذیر بنایا۔ یعنی خوشخبری دینے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا۔ مجھ پر قرآن مجید نازل کیا۔ اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ میری امت کو امت وسط قرار دیا یعنی سب سے بہتر ہے۔ وہ جنت میں سب سے پہلے جائے گی اگرچہ وجود میں وہ سب سے آخر ہے۔ مجھ کو شرح صدر سے مشرف کیا۔ مجھ پر سے گناہوں کا بوجھ اٹھا لیا۔ میرا ذکر بلند کیا۔ ملاء اعلیٰ میں میرا ذکر کیا جاتا ہے۔ میرے نام کو جنتوں کے لئے زینت بنایا۔ میرے نام کو اپنے نام سے ملا کر تمام منبروں پر اور ہر تکبیر اور اذان میں۔ سب کی زبان پر جاری کیا۔ مجھ کو ابواب ایمان اور سعادت کا فاتح کیا اور مجھ پر نبوت ختم کر کے خاتم الانبیاء بنایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر تمام انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب پر محمد کو ان اوصاف سے فضیلت دی ہے

آنچہ وے آنجا بہ بینائی رسید ۔۔۔ کے خیال کس بہ دانائی رسید

اس کے بعد آپ اوپر کو روانہ ہوئے۔ پہلے آسمان پر پہنچے۔ جبریل نے دروازہ کھلوایا وہاں کے دربان اسماعیل فرشتہ نے پوچھا کون ہیں۔ جبریل نے کہا۔ اللہ کے رسول محمد تشریف لائے ہیں۔ اس نے دریافت کیا۔ کیا ان کو بلایا ہے۔ جبریل نے کہا ہاں بلایا ہے۔ اس نے دروازہ کھول کر کہا اچھے آئے اور ان کی آمد مبارک ہے۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت آدم سے ہوئی۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف سے چوتھے آسمان پر حضرت ادریس سے۔ پانچویں آسمان پر حضرت اسماعیل حضرت اسحاق اور حضرت ہارون سے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔

وہاں سے چلے جب کہ خیر البشر
سبب کیا ہے رونے کا بتلائیے
سمجھتا تھا میں بعد میرے کبھی
کیا تو نے رتبہ کو ان کے سوا
نبوت بھی ان کی ہے سب کے لئے
وہ داخل بھی جنت میں ہوں سب سے پیشتر

یہ صد شان و شوکت بہ صد کر و فر
یہ کس بات کا غم ہے فرمائیے
نہ برتر کوئی ہوگا مجھ سے نبی
کسی کا نہیں ہم میں یہ مرتبا
شفاعت بھی ان کی ہے سب کے لئے
تری نعمتوں میں رہے پیش پیش

ہوئے آب دیدہ جناب کلیم
وہ بولے مرے بعد کی ہے عطا
مگر آج میں دیکھتا ہوں عیاں
نبوت کو عام ان کی ایسا کیا
ہے امت بھی تعداد میں انتہا
ظہور اُس کا آخر میں اس پہ جلال

تو یوں ان کو پہنچا پیام کریم
نبوت محمد کو اے کبریا
کہ موکب ہے یہ بالا کون کا رواں
کہ سارے جہاں کے لئے کر دیا
ہے گنتی میں کل امتوں سے سوا
سبب یہ ہے رونے کا اے ذوالجلال

Marfat.com

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم سے ملاقات ہوئی آپ بیت معمور سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ بیت معمور ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے محاذ میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے ستر ہزار فرشتے ہر روز اس کا طواف کرتے ہیں جو ایک مرتبہ طواف کر لیتا ہے پھر قیامت تک اسکی نوبت نہیں آتی ہے۔

آپ جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر تشریف لے جاتے تھے تو حضرت جبریل ہر آسمان کا دروازہ اسی طرح پر کھلوا دیتے تھے جس طرح پر پہلے آسمان کا دروازہ کھلوایا تھا اور ہر آسمان کا دربان اسی طرح دریافت کرتا تھا جس طرح پہلے آسمان کے دربان نے دریافت کیا تھا اور پھر وہ آپ کو حسب سابق خوش آمدید کہتا تھا حضرت جبریل ہر آسمان پر آپ کا سب سے تعارف بھی کراتے تھے۔ جس وقت آپ حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے تو حضرت جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں آپ ان کو سلام کریں۔ چنانچہ آپ نے تحیہ سلام کا ادا کیا انھوں نے جواب میں کہا خوب آئے اے نیک فرزند اور اچھے نبی۔ حضرت آدم اور حضرت اسماعیل نے بھی سلام کے جواب میں یہی کہا تھا باقی تمام انبیاء نے کہا تھا خوب آئے اے نیک بھائی اور اچھے نبی۔

حضرت ابراہیم نے آپ سے کہا۔ اپنی امت سے کہدو کہ جنت کی زمین کھیتی کے قابل ہے وہ اس میں بہشتی پودے لگائیں۔ آپ نے دریافت کیا کس طرح۔ حضرت ابراہیم نے کہا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر۔ ساتویں آسمان کی سیر فرمانے کے بعد آپ عالم بالا کو روانہ ہوئے بہت سے حجاب طے کرنے کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے وہ بیر کا اتنا بڑا درخت ہے کہ اس کے سایہ میں ستر برس سوار چلتا رہے۔ اس کے ایک پتے کے سایہ میں ایک خلقت آسکتی ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کا پتا ہاتھی کے کان کے برابر ہے اور اس کا ہر بیر ہجر[1] کے مٹکے کے برابر ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کو نور اور فرشتوں نے گھیر رکھا ہے۔ زمین سے جو چیز جاتی ہے اس کی رسائی وہیں تک ہوتی ہے اور جو حکم اللہ تعالیٰ کا آتا ہے پہلے وہاں پہنچتا ہے اور وہاں سے پھر عالم میں اس کی شہرت ہوتی ہے۔ پانی۔ دودھ۔ شراب اور شہد کی چاروں نہریں وہاں سے نکلتی ہیں۔ اس سے اوپر کوئی نہیں جا سکتا حضرت جبریل نے آپ کے واسطے کرسی بچھائی آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کو ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ نے دودھ والا برتن پسند فرمایا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کی پسند بہت مبارک ہے آپ نے فطرت سے یعنی استقامت سے موافقت فرمائی ہے یہ آپ کو اور آپ کی امت کو مبارک ہو۔ پھر آپ وہاں سے اوپر کو متوجہ ہوئے حضرت جبریل نے کہا مجھ کو اوپر جانے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر میں ایک قدم بھی آگے رکھدوں انوار تجلی سے میرے سب پر جل جائینگے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم ✦ فروغ تجلی بسوزد پرم

آپ نے فرمایا اپنی کچھ حاجت بیان کرو۔ جبریل نے کہا آپ دعا کریں تاکہ پل صراط پر میں اپنے پر قیامت کے دن فرش کردوں اور آپ کی امت بہ سہولت گذر جائے۔ یہ سن کر آپ اوپر کو روانہ ہوئے اور مقام مستوی کو پہنچے۔ وہاں آپ نے آواز اور لوح پر لکھنے والے فرشتوں کے اقلام کی آواز سنی۔ وہاں سے ترقی فرما کے عالم نور پہنچے۔ وہاں پر براق رہ گیا اور رفرف سواری کے لئے پیش ہوا۔ معارج النبوہ میں لکھا ہے۔ کہ عرش مجید تک پہنچنے میں بہت سے حجاب راستے میں آئے۔ رفرف نے ان سب سے آپ کو پار کیا۔ صرف ایک حجاب آپ کے اور

---

[1] ہجر کے ہا اور جیم کا زبر ہے بروزن قمر مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک قریہ کا نام ہے وہاں کے مٹکے مشہور ہیں۔

Marfat.com

عرش کے مابین رہ گیا۔ اس وقت رف رف بھی غائب ہوگیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس وقت ایک سواری گھوڑے سے ملتی ہوئی شکل کی ظاہر ہوئی اس پر سوار ہوکر یہ حجاب میں نے طے کیا پھر وہ بھی غائب ہوگئی۔ میں حیران رہ گیا۔ اس وقت ابوبکر کی آواز میں مجھ کو خطاب ہوا قِفْ فَاِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّي۔ یعنی انتظار کرو۔ تمہارا پروردگار تم پر اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے یہ آواز سن کر آپ کو اطمینان حاصل ہوا مَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَّة میں لکھا ہے۔ مجھ کو خطاب ہوا اے خیر البریۃ قریب ہو۔ اے احمد قریب ہو اے محمد قریب ہو۔ حبیب کو قریب ہونا چاہیئے۔ پھر مجھ کو رب العزت نے اپنے قریب کیا۔ جس کا بیان اس طرح پر ہے دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنی اے خیر البریہ کا خطاب سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ دُنیٰ کو پہونچے جو خاص حضوری کا مرتبہ ہے اور پھر اے احمد قریب ہو کے خطاب پر آپ مرتبۂ تدلیٰ پر فائز ہوئے جو خاص تقرب کا مقام ہے۔ اور پھر اے محمد قریب ہو کے خطاب پر آپ خلوت خانۂ قاب قوسین میں تشریف فرما ہوئے اور مقدار دو کمان کی نزدیکی کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر حبیب کو قریب ہونا چاہیئے کے خطاب پر مرتبۂ ادنیٰ کا ظہور رہا جو کہ منتہائے مراتب اور خاص وصال کا مرتبہ ہے۔

عنقائے فہم ہیچ کس از انبیا نہ رفت		آنجا کہ او بہ بال کرامت پریدہ	
ہر کس بہ قدر خویش بہ جائے رسیدہ است		آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ	

پھر محرم اسرار فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ہوئے۔ حضرت رب العزت سے ہم کلام ہوئے جو کچھ آپ سے ارشاد کرنا تھا وہ ارشاد فرما کے دست بے کیف آپ کے پاک سینہ پر رکھ دیا۔ اور آپ پر اوائل اور اواخر کے تمام علوم کے دروازے کھول دئے۔

خاکی و بر اوج عرش منزل		اُمّی و کتاب خانہ در دل	

علوم اسرار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علوم اسرار کی قوت برداشت اور تاب تحمل میرے سوائے کسی میں نہیں ہے اور بعض خاص علوم کا مجھ کو اختیار عنایت کیا کہ خواص میں سے جس کو چاہوں سکھاؤں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جس کا تذکرہ زرقانی نے کیا ہے کہ خلفائے اربعہ سے آپ ان علوم اور معارف کا بیان فرماتے تھے اور علوم دین اور اسرار شریعت کو خاص و عام تک پہنچانے کا حکم ہوا۔

دیکھا وہ جو عقل میں نہ آوے		لے تو ہم نہ ذرک میں سماوے	
اللہ سے سُنا کلام قدسی		پہنچایا یہاں پیام قدسی	
بے پردہ و بے حجاب دیکھا		اللہ کو بے نقاب دیکھا	
نظارہ کیا اسی نظر سے		دیکھا ہے جمال چشم سر سے	
جو راز و نیاز واں ہوئے تھے		جو ناز و نیاز واں ہوئے تھے	
ہے اس کا بیاں بیاں سے باہر		ہے اس کا نشاں نشاں سے باہر	

پھر ارشاد ہوا جبریل نے تمہاری امت کے واسطے پل صراط پر اپنے پروں کو پھیلانے کی جو درخواست کی ہے وہ ہم نے منظور کی۔ اور تمہاری امت میں سوائے مشرک کے سب کو بخشا۔ اگر کوئی تمہاری امت میں سے نیک کام کا صرف ارادہ کرے گا اس کے حساب میں ایک نیکی لکھی جائیگی اور نیک کام کرنے کی صورت میں دس نیکیوں کا ثواب اس کو ملے گا اور بُرے کام کے ارادہ کرنے پر باز پرس نہ ہوگی اور برائی کے کرنے پر صرف ایک گناہ اس کے حساب میں لکھا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزانہ عرش میں سے سورہ بقر کی آخری

Marfat.com

دو آیتیں عنایت کیں۔ از آمن الرسول۔ تا۔ فانصرنا علی القوم الکافرین۔ پھر آپ کو پچاس وقت کی نماز کا حکم ملا۔ وہاں سے مراجعت فرمانے پر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ نے آپ سے کہا میری امت پر صرف دو وقت کی نماز۔ دو رکعت صبح۔ دو رکعت شام فرض ہوئی وہ اس کے ادا کرنے میں قاصر رہی۔ آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی ہے وہ کس طرح کوتاہی نہ کرے گی۔ یہ سن کر حضرت رحمۃ للعالمین مکرر سرکار بارگاہ رب العزت تشریف لے گئے اور پانچ وقت کی نماز کا حکم حاصل کیا اور ارشاد ہوا کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے حکم میں ہیں۔ یعنی اگرچہ بظاہر صورت پانچ ہیں لیکن حقیقت میں باعتبار ثواب کے پچاس ہیں۔

علماء نے لکھا ہے۔ آپ کو روحانی معراج کئی مرتبہ ہوئی لیکن جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوئی اور آپ نے دو مرتبہ ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سورج گہن کی نمازیں اور دوسری مرتبہ معراج میں۔ اور آپ نے معراج میں بلا کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کلام فرمایا ہے۔ تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے براہ راست خود آپ کو عنایت کی ہیں۔ ایک سوائے مشرک کے ساری امت کا بخشا جانا۔ دوسرے سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں۔ تیسرے پانچ وقت کی نماز۔

پھر ارشاد ہوا۔ اے حبیب جو چاہو طلب کرو۔ آپ نے عرض کیا۔ تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور مقام جلیل عنایت کیا۔ موسیٰ کو اپنا ہم کلام بنایا۔ داؤد کو بڑی سروری عنایت کی۔ لوہے کو ان کے واسطے نرم کر دیا۔ اور پہاڑ کو ان کے مطیع کر دیا۔ سلیمان کو ملک عظیم بخشا۔ انس اور جن اور شیاطین کو ان کا زیر فرمان کیا۔ اور ہوا کو ان کے لئے مسخر کیا۔ اور ان کو ایسی سلطنت عنایت کی کہ ان کے بعد کسی کے شایان شان نہیں ہے اور عیسیٰ کو تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ان کے ہاتھ پر شفا دی اور وہ تیرے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور ان کو اور ان کی والدہ کو تو نے شیطان رجیم سے پناہ دی چنانچہ شیطان کی رسائی ان دونوں تک قطعاً نہ تھی۔ پروردگار تبارک و تعالیٰ نے آپ سے ارشاد کیا۔ میں نے تم کو اپنا حبیب کیا (چنانچہ تورات میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ محمد حبیب رحمان ہے) اور میں نے تم کو تمام عالم کے لئے خوش خبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور تمہارے سینہ کو شرح کیا۔ اور تم پر سے گناہوں کا بار ہٹا دیا۔ اور تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تم میرے ساتھ ذکر کئے جاتے ہو اور ان تمام امتوں سے جو وجود میں آ چکی ہیں تمہاری امت کو بہتر قرار دیا۔ اور تمہاری امت کو امتِ وسط بنایا۔ اور تمہاری امت کو باعتبار حشر اور نشر اور جنت میں داخل ہونے کے اول قرار دیا اور باعتبار وجود کے آخر کیا۔ اور ارشاد کیا۔ تمہاری آفرینش سب انبیاء سے پہلے کی اور تمہاری بعثت سب کے آخر میں کی۔ اور تم کو سبع مثانی دیا جو کسی نبی کو نہیں دیا گیا یعنی سورہ فاتحہ اور تم کو نہر کوثر عنایت کی اور تم کو خزانہ عرش میں سے سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں عنایت کیں جو کسی نبی کو نہیں عنایت ہوئی ہیں۔

نہ دیدہ انبیا ایں عزت و ناز	کہ از حق یافت ایں جا آں سرافراز	سرافرازِ دو عالم اوست ایں جا	حقیقت مغز بد با پوست ایں جا
بہر اندیشۂ او نغز آمد	ازاں در آفرینش مغز آمد	نیاید ہیچ کس چوں او دگر عز	نباشد مثل او در دہر ہرگز

پھر ارشاد ہوا جاؤ جنت کی سیر کرو۔ آپ نے امتثال امر کیا۔ آپ سے دریافت فرمایا۔ تم اپنی امت کا مقام دیکھ کر خوش ہوئے عرض کیا بندے کو اپنے مولیٰ سے ناخوش ہونے کی طاقت کہاں ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ سب نعمتیں تمہارے دوستوں کے واسطے ہیں دشمنوں پر حرام ہیں۔ پھر آپ نے دوزخ کے طبقات ملاحظہ فرمائے۔ پہلا طبقہ بہ نسبت اور طبقوں کے خفیف تھا۔ اس میں پناہ بخدا اتنا جوش اور خروش تھا کہ اگر اس کی آواز دنیا میں آ جائے تو کوئی جان دار زندہ نہ رہے آپ نے دربان سے جس کا نام مالک تھا دریافت فرمایا یہ طبقہ کس کی امت کے

Marfat.com

واسطے ہے۔ وہ خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا خاموش نہ ہو۔ صاف صاف بتادو تاکہ تدارک کرسکوں۔ اس نے کہا۔ یہ آپ کی امت کے واسطے ہے۔ آپ اپنی امت کو نصیحت فرمائیں تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور گناہوں سے اجتناب کرے۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ اے میرے مولیٰ۔ مجھ کو جب اس کے دیکھنے سے تکلیف ہوئی تو ضعیفوں کو اس کے عذاب کی طاقت کیونکر ہوگی۔ ارشاد ہوا۔ اے میرے حبیب تمہارے رنج و ملال کو دیکھ کر میں نے تمہاری دعا قبول کی قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے اتنے گنہ گاروں کو بخشوں گا کہ تم کہہ دوگے بس (شعر) نماند بہ عصیاں کسے در گرو ؛ کہ دارد چنیں سید پیش رو

حضرت رحمۃ للعالمین نے خوش ہوکر فرمایا اگر ایک شخص بھی میری امت میں سے دوزخ میں رہے گا میں بہشت نہ جاؤں گا۔

دیا جو ساتھ امت کا عنایت اس کو کہتے ہیں
پیمبر ہوں تو ایسے ہوں شفاعت ہو تو ایسی ہو

جب آپ وہاں سے مرخص ہوئے جناب باری کا ارشاد ہوا۔ یہاں کے انعامات اپنی امت سے بیان کرو تاکہ وہ عبادت دل لگا کر اچھی طرح کرے۔ عرض کیا۔ میرے قول کی تصدیق کون کریگا۔ ارشاد ہوا۔ ابوبکر۔

آپ نے صبح کو رات کے تمام مشاہدات بیان فرمائے۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور صدیق کا مبارک خطاب پایا پھر سب مسلمانوں نے اقرار کیا عنایات سرمدی کے مستحق ہوئے۔ کافروں نے انکار کیا اور بدبخت ابدی ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آسمان سے لوٹ کر اپنے بستر پر آیا خدیجہ نے اس وقت تک کروٹ بھی نہ بدلی تھی۔

کوچہ ترا فردوس ہے یا خلد بریں ہے
یا عرش ہے یا مہبط جبریل امیں ہے

ہر ذرہ ہے یاں خاک کا خورشید سے بہتر
کرتا ہے سدا رشک فلک یہ وہ زمیں ہے

خوبانِ جہاں لاکھوں ہوئے سینکڑوں ہونگے
عالم میں مگر تجھ سا نہ ہوگا نہ کہیں ہے

تل تیرا حجرؔ چاہِ زنخداں تیرا زم زم
رد کعبہ ابرو تیرا محراب یقیں ہے

تابش سے ترے حسن کی چھلنی ہیں نقابیں
کیوں دیدہ و دانستہ کہیں پردہ نشیں ہے

کعبہ سے بھی جب تیرا مکاں ہوگیا برتر
ممکن نہیں پھر وصف کہ تو کیسا مکیں ہے

جس جس کے گلستانِ جہاں زیرِ نگیں تھا
کیا شان ہے اس گل کا ہر اک زیر نگیں ہے

منسوخ کئے تیری شریعت نے سب ادیاں
کیا دین جہاں گیر ہے کیا شرع متین ہے

وہ دل ہی نہیں جسمیں تیرا عشق نہ ہوئے
وہ منہ ہی نہیں جس میں تیرا ذکر نہیں ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؛ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تیرھواں مجلسہ ہجرت کے بیان میں

ابوطالب کے انتقال کے بعد کافروں کے حوصلے بڑھ گئے انھوں نے آپ کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور آپ کے صحابہ کو بھی تنگ

کرنے لگے۔ آپ نے صحابہ کو ہجرت کا مشورہ دیا۔ اور وہ آپ کی اجازت سے ایک ایک دو دو کرکے ہجرت کرنے لگے۔ کافروں نے جب دیکھا کہ آپ کے اصحاب یکے بعد دیگرے جا رہے ہیں ان کو خیال ہوا کہیں آپ بھی تشریف نہ لے جائیں۔ کیونکہ آپ کے تشریف لے جانے پر اسلام کو پھیلنے سے پھر کوئی نہیں روک سکتا۔ چنانچہ کافروں کے زعماء دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ انھوں نے بنی ہاشم میں سے ایک کو بھی شریک نہ کیا۔ ہر ایک نے اپنی تجویز پیش کی ابو البختری بن ہشام نے رائے دی کہ آپ کو ایک حجرہ میں بند کر دیا جائے حجرہ کے دروازہ کو تیغہ لگا دیا جائے۔ حجرہ میں صرف ایک روزن رکھا جائے۔ اس میں سے آپ کو پانی اور روٹی دیتے رہا کریں۔ ابو الاسود ربیعہ بن عمیر نے کہا آپ کو ایک اونٹ پر بٹھا کر مکہ سے نکال دیا جائے۔ تاکہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ابو جہل بولا۔ یہ دونوں تجویزیں بے کار ہیں بہتر صورت صرف یہی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل میں سے کچھ جوان چن لئے جائیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس نے پانچ قبائل میں سے پانچ جوان لینے کی تجویز پیش کی۔ ہر جوان کو ایک دھار دار تلوار دے دی جائے اور ان سے کہدیا جائے کہ وہ مل کر بہ یک وقت آپ پر حملہ کر دیں۔ سب کی تلواریں ایک ساتھ آپ پر پڑیں اور یہ نہ معلوم ہوسکے کہ کس کی تلوار سے العیاذ باللہ آپ کی وفات ہوئی ہے۔ اس صورت میں بنی ہاشم بہ یک وقت پانچ قبائل سے لڑائی مول نہ لینگے اور خون بہا لینے پر رضامند ہو جائینگے يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ یعنی یہ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونک مار کر گل کر دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو خوب روشن کرکے رہیگا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ محافظ حقیقی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنا رہا تھا چنانچہ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ یعنی۔ اے نبی اس وقت کو یاد کر جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا تم کو مار ڈالیں یا تم کو دیس بدر کر دیں اور یہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

دوپہر کے وقت جبریل نے آکر کافروں کے ارادہ سے آپ کو مطلع کیا اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کی اجازت دیتا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا میرا رفیق سفر کون ہوگا جبریل نے کہا ابوبکر آپ کے ساتھی ہیں یہ سنکر آپ اسی وقت دوپہر کو ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ صبح یا شام کو ان کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے۔ آپ کے بے وقت پہنچنے پر ابوبکر سمجھ گئے کہ کسی خاص وجہ سے آپ کی تشریف آوری ہوئی ہے۔ اس وقت ابوبکر کے گھر میں بجز ان کی دو صاحبزادیوں اسماء اور عائشہ کے کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے پہنچتے ہی فرمایا۔ سب کو ہٹا دو۔ ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہاں تو بجز ان دو لڑکیوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ ارشاد فرمائیں کیا بات ہے: آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ہجرت کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا کیا میری رفاقت رہیگی۔ آپ نے ہاں میں جواب دیا۔ جواب سن کر جناب ابوبکر کے آنسو بہنے لگے۔ عائشہ فرماتی ہیں۔ اس سے پہلے مجھ کو علم نہ تھا کہ انتہائے خوشی میں بھی سیل اشک رواں ہو جاتا ہے چندروز پیشتر ابوبکر نے آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ دن مزید توقف کرو۔ شاید تمہارا کوئی ساتھی بھی ہو جائے۔ اس ارشاد کو سن کر ابوبکر کو خیال ہوا۔ شاید آپ ہی کی رفاقت مجھ کو نصیب ہو۔ چنانچہ انھوں نے دو اونٹنیاں فوراً خرید لیں۔ ان میں سے ایک کا نام قصوی تھا۔ ان اونٹنیوں کو آپ اپنے گھر پر ہی دانہ چارہ دیتے تھے۔ باہر چرنے کو نہیں بھیجتے تھے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ذکر فرما کے ارشاد کیا۔ سواری کا بندوبست کرلو۔ ابوبکر نے عرض کیا دو اونٹنیاں حاضر ہیں۔ ان میں سے ایک آپ کی ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ آپ اس اونٹنی کو تحفہ میں قبول فرمالیں لیکن اس موقع پر آپ نے قیمت ادا فرما کے چار سو درہم میں ایک اونٹنی کو جس کا نام قصویٰ تھا خرید لیا۔

آپ اپنے گھر تشریف لے گئے وہاں آپ نے علی سے فرمایا۔ آج رات میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جانا آپ کے پاس اہل مکہ کی جو کچھ امانت تھی وہ آپ نے ان کے سپرد کی تاکہ ہر ایک کی امانت اس کے سپرد کر دیں۔

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ابوبکر نے انتظام مکمل کیا۔ اپنے غلام عامر بن فُہَیرہ سے کہا تم بکریوں کا ریوڑ لیکر روز غار ثور کی طرف آیا کرنا تاکہ ان کا دودھ ہمارے کام آئے اور اپنے فرزند عبداللہ سے کہا۔ تم دن بھر لوگوں کی گفتگو سنا کرو۔ اور پھر رات کے ساتھ غار پر آکر کیفیت سے مطلع کیا کرو۔ اور عبداللہ بن الاُرَیقِط اللَّیثی سے (بعض روایتوں میں اُرَیقِد یا اُرَقد آیا ہے) جو راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف تھا اجرت ٹھیرا کر بات پختہ کرلی تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ابوبکر کو گھاٹیوں سے نکال کر مدینہ منورہ پہنچا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز اپنے گھر میں تھے کہ بدبخت ابوجہل کافروں کی جماعت کو لیکر پہونچ گیا اور آپ کے گھر پر گھیرا ڈال دیا بعض روایات میں آیا ہے اس وقت آپ پر سورہ یٰسین کی ابتدائی چند آیات نازل ہوئیں۔ چنانچہ آپ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ اور وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا تلاوت فرماتے ہوئے اور مٹھی میں مٹی کنکر لیکر کافروں کی طرف پھینکتے ہوئے ان کے بیچ میں سے نکلتے ہوئے ابوبکر کے گھر کو روانہ ہو گئے۔ اللہ جل شانہٗ نے خاک کی اس ایک مٹھی سے کافروں کو اندھا کر دیا۔ ان کو آپ کے تشریف لے جانیکی مطلقاً خبر نہ ہوئی۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ جس جس پر آپ کی پھینکی ہوئی کنکری جاکر پڑی تھی وہ سب کے سب بدر کے دن مارے گئے۔ ان اشقیا نے دنیا میں بھی اپنے کئے کی سزا پالی۔

ابوبکر آپ کے انتظار میں تھے آپ کے پہونچتے ہی وہ آپ کو لے کر غار ثور روانہ ہو گئے۔ یہ غار مکہ مکرمہ سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے اوپر واقع ہے۔ راستہ بھر ابوبکر کبھی آپ کے آگے کبھی داہنے کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا اے ابوبکر یہ کیا کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ جب کسی کمین کا خیال آتا ہے کہ کہیں گھات میں نہ بیٹھا ہو تو داہنے بائیں اور آگے چلنے لگتا ہوں اور جب کسی تعاقب کرنے والے کا خیال آتا ہے کہ کوئی تلاش میں پیچھے سے آتا رہا ہو تو پیچھے چلنے لگتا ہوں۔

یہ ہے سچا اخلاص دیکھو قدم کو — محبت میں رکھا ہے کیسا جما کے
خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے — نبی کی محبت سے دل کو بسا کے

غار ثور پہنچ کر ابوبکر نے عرض کیا آپ ذرا توقف فرمائیں۔ میں اتر کر غار کو صاف کرلوں چنانچہ وہ غار میں اترے اور اس کو صاف کیا۔ وہاں کچھ سوراخ تھے ان کو اپنے تہ بند کا ایک حصہ پھاڑ کر بند کیا۔ دو سوراخ رہ گئے۔ ان پر اپنی ایڑیاں رکھدیں پھر آپ سے تشریف لانے کو عرض کیا چنانچہ آپ غار میں اترے اور ابوبکر کے گھٹنے پر سر مبارک رکھ کر تھوڑی دیر استراحت فرمائی۔ اس عرصہ میں ایک نہایت ہی زہریلے سانپ نے آپ کی ایڑی کو ڈس لیا۔ باوجود انتہائی درد کے آپ نے

Marfat.com

پاؤں کو قطعاً حرکت نہ دی۔ تکلیف کی وجہ سے آپ کے آنسو نکل آئے اور اتفاق سے ایک قطرہ بہ کر آپ کے رخسار شریف پر جا پڑا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی کیفیت معلوم ہونے پر آپ نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔

رزین عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابو بکر کی وفات کے وقت وہ زہر آپ کے بدن میں پھیل گیا اور آپکی وفات اسی زہر سے ہوئی

محبت میں فانی تھے صدیق اکبر / نہ تھی فکر ان کو بجز فکرِ سرور
وہ راہِ خدا میں سبھی دے چکے تھے / دل و جان و اولاد و مال و تن و سر

جمعرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب کو یا اتوار کا دن تمام کر کے پیر کی شب کو آپ غار ثور تشریف لے گئے۔ جب آپ غار میں داخل ہو گئے۔ تو اللہ کے حکم سے ہوا نے دو جھاڑیاں لا کر غار کے دہانہ پر ڈال دیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قادر مطلق کے حکم سے ہیما کا پودہ غار کے دہانہ میں اُگا۔ کبوتر کے ایک جوڑے نے آ کر وہاں گھونسلہ بنا لیا اور انڈے دے دئے اور مکڑی نے غار پر جالا تان دیا۔

عنکبوتے را بہ حکمت دام داد / صدرِ عالم را درو آرام داد

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا وہ کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے تھے جس نے غار کے دہانہ میں گھونسلہ بنا کر انڈے دئے تھے اور اس کی نسل اب تک حرم شریف میں امن سے رہتی ہے۔

حضرت علی آپ کے بستر پر لیٹے رہے اور کفار باہر انتظار کرتے رہے۔ صبح کو آپ اٹھے جب ابوجہل اور اسکے رفقا نے آپ کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ آپ سے دریافت کیا تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس موقع پر بدبختوں نے آپ کے ساتھ کچھ سختی بھی کی۔ آخر کو ابوجہل اپنے ساتھیوں کو لیکر حضرت ابو بکر کے گھر پہونچا۔ وہاں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماء موجود تھیں۔ ابوجہل نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ کہاں ہیں۔ انھوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابوجہل نے غصہ میں بھر کر ان کے رخسار پر اس زور سے چانٹا مارا کہ ان کے کان میں سے آویزہ نکل کر دور جا پڑا۔

ابوجہل اور اس کے رفقا بہت پریشان ہوئے۔ اسی وقت انھوں نے مشورہ کر کے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان دونوں کا پتہ لگائیگا اسکو ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ انعام کے لالچ میں ہر ایک نے تلاش شروع کر دی۔ خود ابوجہل وغیرہ نے ایک ماہر قائف کو ساتھ لیا یعنی نقش قدم پہچاننے والے کو۔ وہ قائف ان کو لے کر نشان قدم دیکھتا ہوا غار ثور تک پہونچا۔ اور اس نے کہا اس غار سے آگے نشان نہیں گیا ہے۔ یہ سن کر اُمیّہ بن خلف نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

یہاں آؤ دیکھو ذرا غور کر کے
نہیں دیکھتے پھر یہ ہے کیا طلسمی
نہ سمجھا کہ قدرت کی کاریگری ہے
یہ جالا نہیں ہے یہ ہے خام پردہ

کبوتر کے رکھے ہوئے ہیں یہ انڈے
کہاں اس میں ہوگا کوئی فرد انسی
ہے صدیق اس میں اسی میں نبی ہے
بچاؤ کا حق نے نکالا ہے رستہ

یہ مکڑی کا جالا ہے کتنا قدیمی
وہ خوش تھا کمینے کہا میرا مانا
طلسمی نہیں ہے یہ ہے کیا اعجاز
سراسر عنایت ہے اس ذوالمنن کی

محمد سے ہے بیشتر کا یقینی
ہیں سمجھا گیا سب میں بینا و دانا
محمد کو رب نے کیا ہے سرافراز
حقیقت نہیں کچھ بھی آب دہن کی

ادھر تو کافروں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر ابو بکر نے پریشان ہو کر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ کافر ذرا جھک کر زیر قدم دیکھیں تو یقیناً یہ ہم کو دیکھ لیں گے آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی غمگین مت ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد کیا مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا یعنی ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ جل شانہٗ ہے

Marfat.com

ابوبکر کے خوف پر آپ بولے — کرو تم نہ اپنے کو ہلکان ہرگز
ہماری رفاقت میں ہے پاک مولی — نہیں ہم کو بھولا ہے رحمان ہرگز

تین رات غار میں آپ دونوں کا قیام رہا۔ عبداللہ فرزند حضرت ابوبکر حسب عادت بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ شام کو غار جاتے تھے اور رات وہاں رہتے تھے فجر کو مکہ مکرمہ لوٹ آتے تھے۔ یہ چوتھی رات کو ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ دونوں اونٹنیوں کو لیکر عبداللہ بن اُریقط کے ہمراہ حاضر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر اپنے غلام کو لیکر دوسری اونٹنی پر عبداللہ بن اُریقط اپنی اونٹنی پر سوار تھا۔ ابراہیم ابن سعد کی روایت ہے کہ پیر کی شب تھی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ تھی جب آپ غار سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور مکہ مکرمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ کی قسم ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ، مجھ کو محبوب ہے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے اور اگر تیرے اہل یعنی تیرے رہنے والے مجھ کو نہ نکالتے میں تجھ سے نہ نکلتا یہ فرما کے آپ روانہ ہو گئے۔ یہ مبارک قافلہ عبداللہ کی رہبری میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ حضرت ابوبکر کے پاس جتنا نقد روپیہ تھا وہ سب انھوں نے آپ کی خدمت کے واسطے ساتھ لیا۔ ساری رات اور پھر آدھے دن تک سفر برابر جاری رہا۔ دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرنے کو رکنا ہوا تھوڑی دیر استراحت فرمانے کے بعد پھر سفر شروع ہوا۔ حضرت ابوبکر تمام راستہ چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں کوئی دشمن بیٹھا نہ ہو یا کوئی تعاقب میں آنہ رہا ہو۔ استراحت فرمانے کے بعد تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا کہ پیچھے سے سراقہ بن مالک بن جُعشُم کنانی پر ابوبکر کی نظر پڑی وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے چلا آرہا تھا حضرت ابوبکر کو آپ کی فکر لاحق ہوئی اور بے چین ہوکر رونے لگے۔ آپ نے جب ان کو روتا دیکھا دریافت فرمایا کیوں رو رہے ہو۔ انھوں نے سراقہ کا ذکر کیا آپ نے یہ سن کر یوں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ یعنی اے اللہ ہم کو اس کے شر سے جس طرح تو چاہے بچالے۔ یہ دعا کرتے ہی سراقہ کے گھوڑے کے پیر سنگلاخ زمین میں فوراً دھنس گئے۔ سراقہ یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور اس نے بہ آواز بلند آپ سے کہا۔ اے محمد میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ دعا فرمائیں تاکہ اس ورطہ سے نجات پاؤں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی تلاش میں جو جو بھی میرے پیچھے چلا آرہا ہے میں ان سب کو بہکا کر لوٹا دونگا اور میں آپ کو اپنا یہ ایک تیر دیتا ہوں تھوڑی دور آگے چل کر آپ کو میرے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ملیں گی آپ چرواہے کو میرا تیر دیدیں اور مویشیوں میں سے جو چاہیں لے لیں آپ نے فرمایا نہ میں تیر لوں اور نہ مجھ کو مویشی کی ضرورت ہے۔ البتہ ہمارا پیچھا کرنے والوں کو لوٹا دو پھر آپ نے دعا فرمائی اور گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے۔ سراقہ واپس مکہ کو روانہ ہوا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ جو بھی اس کو راستہ میں تعاقب کرنے والا ملا اس کو یہ کہکر لوٹا لیا کہ تم کہاں جارہے ہو۔ میں اپنے باد رفتار گھوڑے پر دور تک دیکھ آیا ہوں میں نے کہیں بھی محمد کا پتہ نہیں پایا ہے سراقہ کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں توفیق دی اور وہ اسلام لے آیا اور مشہور صحابہ میں اس کا شمار ہوا۔

یہ مبارک قافلہ موضع قدید پہنچا وہاں راستہ کے کنارے اُمِّ مَعْبَد کا خیمہ ملا۔ یہ عورت بڑی شجاع، سمجھدار اور مہمان نواز تھی۔ اس کے شوہر بھیڑ بکریوں کو چرانے لیکر گئے تھے اس کے پاس کوئی شے نہ تھی جس کو پیش کرکے حقِ ضیافت ادا کرتی وہ پریشان نظر آئی۔ آپ نے ایک بکری خیمہ کے کونے میں بندھی دیکھی اور اس کے متعلق ام معبد سے دریافت فرمایا اس نے کہا یہ خشک ہے اور اتنی لاغر اور کمزور ہے کہ چرنے نہیں جاسکتی اس لئے یہاں بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اس کو دوہ لوں۔ عرض کیا آپ بشوق

Marfat.com

دودھ لیں لیکن اس میں دودھ تو نہیں ہے آپ نے بکری کے تھنوں پر اللہ کا نام لیکر ہاتھ پھیرا پھر اُمّ معبد سے ایک برتن طلب کیا اور اس کا دودھ نکالا۔ پہلے آپ نے ام معبد کو دودھ پلایا پھر اپنے رفقا کو۔ جب آپ نے ابوبکر کو دودھ پیش کیا۔ انھوں نے عرض کیا پہلے آپ نوش فرمائیں۔ آپ نے ارشاد کیا سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُھُمْ شُرْبًا یعنی قوم کو پلانے والا آخیر میں پیا کرتا ہے۔ چنانچہ سب کو پلانے کے بعد آپ نے نوش فرمایا۔ اس کے بعد پھر اسی کیفیت سے دوسرا دور ہوا۔ جب سب کا شکم سیر ہو گیا آپ نے برتن میں دودھ دوھ کر ام معبد کو دیا تاکہ ابومعبد کے آنے پر ان کو دیدیا جائے۔ ایک روایت میں آیا ہے پھر آپ نے بکری کو خرید لیا اور وہاں سے آپ روانہ ہوئے

چو آمد در سرائے اُمّ معبد چو خواجہ دست بر پستاں نہادش	بُزے را دید شیرش خشک و مفرد زپستاں شیر چوں باراں کشادش	سحابش گشت آں جدی خریدار سپیدی یافت دستِ خواجہ زاں شیر	کہ دید او آفتاب آمد پدیدار ید بیضا پدید آمد ز تقصیر

آپ کے تشریف لے جانیکے بعد ابومعبد آئے۔ دودھ دیکھکر متعجب ہوئے۔ ام معبد نے سارا واقعہ بیان کیا اور آپ کا حلیۂ شریف اور بعض اخلاق مبارکہ اور اوصاف طیبہ بیان کئے۔ ابومعبد نے کہا یہ وہی صاحب قریش اور نبی مبارک ہیں جن کو اہل مکہ نے برسوں سے تنگ کر رکھا ہے پھر وہ اہل وعیال کو لیکر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا سفر بہت ہی خیر و خوبی کے ساتھ ہوا راستہ میں دسیوں معجزات باہرات کا ظہور ہوا۔ دوپہر کے قریب پیر کے دن بارہ ماہ مبارک ربیع الاول کو آپ مدینہ منورہ پہنچے۔

آپ جمعرات کا دن تمام کرکے جمعہ کی شب پہلی ربیع الاول کو مکہ مکرمہ سے غار ثور روانہ ہوئے۔ تین شب وہاں قیام فرماکے چوتھی شب کو جبکہ ماہ مبارک کی بھی چوتھی تھی غار ثور سے روانہ ہوئے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کا سفر جمعرات کا دن تمام کرکے جمعہ کی شب سے شروع ہوا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پیر کی شب سے شروع ہوا علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان روایات کا اختلاف اس طرح رفع کیا جاسکتا ہے کہ جس نے مکہ مکرمہ کے مبارک شہر سے آپ کے رخصت ہوتے اور روانہ ہونے پر نظر رکھی ہے اس نے جمعہ کی شب سے سفر کا شمار کیا ہے اور جس نے غار ثور سے روانہ ہونے کو سفر کا آغاز سمجھا ہے اس نے شب دوشنبہ سے سفر کا حساب لگایا ہے۔

آٹھ دن میں آپ کا سفر طے ہوا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے چند روز قبا میں قیام کیا اور وہاں آپ نے وہ پہلی مبارک مسجد شریف بنائی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ چونکہ آپ نے ہجرت کے بعد پہلے جمعہ کی نماز اسی مسجد شریف میں ادا فرمائی اس لئے اس کا نام مسجد جمعہ مشہور ہوا۔ آپ کا قیام ابھی قبا ہی میں تھا کہ حضرت علی آپ کی خدمت شریف میں آپہنچ گئے انھوں نے مکہ مکرمہ میں ہر ایک کی امانت اس کو دے دی۔ اور پھر کافروں سے چھپ کر پاپیادہ روانہ ہوگئے آپ نے اکثر راتوں کو سفر کیا۔ آپ کے پیر زخمی ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک زخموں پر پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً شفا دی اور پھر اس کے بعد کبھی ان کے پیروں میں تکلیف نہ ہوئی۔

قبا سے آپ اپنی اونٹنی پر جمعہ کی نماز ادا فرماکے روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر آپ کے پیچھے آپ ہی کی اونٹنی پر بیٹھے۔ تین میل کے فاصلے پر یثرب کی آبادی تھی۔ آپ کی اونٹنی جب انصار کے محلہ میں داخل ہوئی۔ تو ہر انصاری جس کے گھر کے سامنے سے آپ کی اونٹنی گزرتی تھی بہ صد شوق عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میرے گھر میں آپ قیام فرمائیں۔ آپ فرماتے تھے اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا ہوا ہے۔ جہاں کا حکم ملا ہے وہاں پر وہ خود بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ اونٹنی پہلے اس مقام پر آکر بیٹھی جہاں اب آپ کی مسجد شریف بنی ہوئی ہے اور پھر وہاں سے جلد اٹھ کر ابوایوب خالد بن زید بن کلیب جو انصار کے قبیلہ بنی النجار میں سے تھے۔ کے دروازہ کے

Marfat.com

سامنے بیٹھ گئی اور پھر اٹھ کر پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی چنانچہ آپ نے اس جگہ پر مسجد شریف بنائی اور قیام ابوایوب خالد کے گھر فرمایا۔ آپ نے یثرب کا نام طابہ اور طیبہ رکھا لیکن عام طور پر مَدِینَۃُ الرَّسُوْل کے نام سے یاد کرنے لگے. یعنی رسول کا شہر اور پھر صرف مدینہ ہی نام پڑگیا۔

جس دن آپ مدینہ منورہ پہنچے اہل مدینہ کی سب سے بڑی مسرت اور عید کا دن تھا جس وقت ابوایوب کے دروازہ پر آپ کی اونٹنی رکی بنی النجار کی لڑکیاں دف لے کر باہر نکل آئیں انھوں نے اپنے اپنے دف بجا کر خوشی سے گانا شروع کیا۔

	نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ	يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ	

یعنی ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کیا ہی اچھے پڑوسی ہیں۔ آپ نے خوش ہو کر ان لڑکیوں سے فرمایا کیا تم کو مجھ سے محبت ہے۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے ارشاد کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت رکھتا ہے۔ چھتوں پر عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور انھوں نے شوق اور محبت میں گا کر کہنا شروع کیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا	وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ	مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِ

ثَنِیَّہ پشتے اور ٹیلے کو کہتے ہیں اور وَدَاع رخصت کرنے کو۔ حافظ عراقی نے کہا ہے مدینہ منورہ کے جوانب میں ٹیلے ہیں جب کوئی مسافر وہاں سے جاتا ہے ٹیلوں تک اس کے عزیز اس کو رخصت کرنے جاتے ہیں اسلئے ان ٹیلوں کا نام رخصت کرنے کے ٹیلے پڑ گیا۔ ان اشعار کا مطلب ہے رخصت کرنیکے ٹیلوں کی طرف سے بدر کامل ہم پر طلوع ہوا ہے۔ جب تک بھی کوئی اللہ کو پکارنے اور یاد کرنے والا باقی ہے یعنی جب تک دنیا قائم ہے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے۔ اے وہ ذات گرامی جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا ہے آپ ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو مسلّم ہے اور اس کی اطاعت کی گئی ہے۔

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر راستوں پر لڑکوں کی ٹولیاں نعرے لگاتی پھرتی تھیں جَاءَ مُحَمَّدٌ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی محمد تشریف لے آئے اللہ کے رسول تشریف لے آئے۔

خوش نصیب ہیں وہ جن کو آپکا پڑوس نصیب ہوا اور رشک فردوس بریں ہے وہ سرزمین جہاں محبوب رب العالمین اقامت گزیں ہوئے۔ حضرت عمر اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ یعنی اے میرے مولیٰ تیرے راستہ میں مجھ کو شہادت نصیب ہو اور تیرے رسول کے دیار میں میری موت واقع ہو۔

کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم صد ہزاراں دیدہ دریں سوا ابر امروز شد آرزوئے جنت الماویٰ ابوں کردم از دل	گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم نیست صبرم بعد ازیں کامروز را فردا کنم خبیتم این بس کہ بر خاک درت ماوا کنم ہر دم از شوق تو صد دم اگر ہر لحظۂ	بر کنار زمزم از دل بکشم یک زمزمہ یا رسول اللہ بسوئے خود مرا اے نمای خواہم از سوئے یا بوست نہم سر در جہاں جامی آسا نامۂ شوقے دگر انشا کنم	از دو چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم تا زفرق سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم یا بہ پایت سر نہم یا سر دریں سودا کنم

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

چودھواں محسنہ فتح مکہ کے بیان میں

جب عمر شریف اکسٹھ برس کو پہنچی اور ہجرت کا آٹھواں سال تھا ماہ مبارک رمضان کے اخیر میں آپ نے بلا کسی مشقت اور زحمت کے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔ آپ کے ہمراہ دس ہزار جان نثار تھے۔ آپ نے ایسا انتظام فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خبر تک نہ ہو سکی کہ آپ اتنی بڑی جمعیت لیکر مکہ مکرمہ کو فتح کرنے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بڑے اطمینان سے کوچ پر کوچ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ مَرُّ الظَّهْرَان پہنچ گئے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے صرف پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں پہنچ کر آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ آج کی رات تم میں سے ہر شخص آگ روشن کرے۔ چنانچہ ہر ایک نے آگ جلائی اور جنگل منور اور روشن ہو گیا۔

بارہ پندرہ دن سے اہلِ مکہ کو آپ کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ سب کو ایک قسم کی بے چینی لاحق تھی۔ ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء مکہ سے نکلے تا کہ کسی راہ رو سے کچھ معلومات حاصل کر سکیں۔ انھوں نے کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ ان کو جنگل میں چاروں طرف آگ ہی آگ جلتی نظر آئی وہ حیران رہ گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت عباس انکی طرف جا نکلے۔ انھوں نے ابو سفیان اور ان کے رفقاء کو پہچان کر آواز دی اور ان کو بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ظفر موج پڑی ہے۔ اور سویرے نکلتے ہی یہ فوج مکہ میں داخل ہو جائے گی۔ اس فوج سے مقابلہ تم لوگ کسی طرح نہیں کر سکتے بہتر یہ ہے کہ تم کچھ تدارک کر لو اور اہل مکہ کو بے فائدہ قتل ہونے سے بچا لو۔ ابو سفیان نے کہا اب ہم کیا تدارک کر سکتے ہیں اگر تمہاری سمجھ میں کوئی بات آتی ہے بتاؤ تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔ عباس نے کہا اے ابو سفیان بہتر یہ ہے کہ تم میرے ساتھ میری سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو۔ مجھ کو اللہ سے امید ہے کہ ضرور کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے گی۔ ابو سفیان کے ساتھیوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا چنانچہ ابو سفیان عباس کے پیچھے سواری پر بیٹھے اور وہ سواری کو دوڑاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنے لگے۔ عباس کو ڈر لگا ہوا تھا کہ کہیں کوئی ابو سفیان کو نہ پہچان لے اور وہ قتل ہو جائیں اس لئے وہ جلد سے جلد آپ کی خدمت میں پہنچنا چاہتے تھے۔ اتفاق سے رستہ میں عمر کی نظر ابو سفیان پر پڑ گئی وہ تلوار لیکر دوڑے۔ ان کے پہنچنے سے پہلے عباس آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ابو سفیان کو آپ کے سامنے پیش کر دیا اس عرصہ میں عمر بھی تلوار لئے پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ۔ اور اللہ کے رسول کا دشمن ابو سفیان ہاتھ آیا ہے۔ آپ اجازت دیں تا کہ اس کا سر قلم کر دوں۔ عباس فوراً بول اٹھے۔ یا رسول اللہ میں نے ابو سفیان کو امان دی ہے آپ بھی ان کو امان دیدیں۔ آپ نے عباس سے کہا۔ تم اس وقت ابو سفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور رات کو اپنے پاس بحفاظت رکھو صبح کو پھر ان کو لیکر میرے پاس آنا چنانچہ وہ صبح کو ابو سفیان کو لیکر آپ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے ابو سفیان کو دیکھ کر ارشاد کیا وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ یعنی افسوس ہے تم پر ابو سفیان۔ کیا اب تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ یہ سن کر ابو سفیان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا ہی آپ کا حلم ہے۔ کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی آپ کا صلہ رحم ہے۔ مجھ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کوئی دوسرا معبود ہوتا تو یقیناً وہ میری مدد کرتا۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد کیا وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّيْ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی افسوس ہے تم پر! اے ابوسفیان کیا اب تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا ہی آپ کا حلم ہے کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی آپ کا صلۂ رحم ہے قسم ہے خدا کی کہ اس بات کے متعلق اب تک دل میں کچھ تردد باقی ہے۔ عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے اس جواب کو سن کر مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی ابوسفیان پر حملہ نہ کر بیٹھے اور وہ قتل نہ ہو جائیں چنانچہ میں نے فوراً ابوسفیان سے کہا۔ اے ابوسفیان افسوس ہے تم پر کہ تم کیوں نہیں أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہتے مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم کو کوئی قتل نہ کردے میرے اس کہنے کا ابوسفیان پر اثر ہوا اور وہ اسی وقت ایمان لے آئے۔

آپ نے عباس سے کہا تم ابوسفیان کو لے جا کر راستہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ تا کہ اسلام کی فوج ان کے سامنے سے گزرے اور یہ اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں پھر آپ نے ابوسفیان سے کہا۔ تم اسلام کی فوج کو دیکھ کر فوراً مکہ جاؤ اور وہاں صورت حال سے سب کو آگاہ کر دو اور پھر اعلان کر دو کہ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا اس کی جان کی سلامتی ہے اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کی جان کی سلامتی ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا اس کی جان کی سلامتی ہے۔

ابوسفیان نے آپ کے ارشاد کے مطابق پہلے سرفروشان اسلام کو دیکھا پھر فوراً مکہ پہنچ کر اعلان کیا کہ محمد اتنی زبردست فوج کو لے کر آئے ہیں کہ تم ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ تھوڑی ہی دیر میں مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں اس وقت تمہارے پاس محمد کی طرف سے امن کا پیغام لیکر آیا ہوں۔ تم اپنے کو قتل سے بچاؤ اور اس امن کے پیغام کو قبول کرو پھر انھوں نے آپ کا پیغام سب کو سنا دیا۔

آپ نے اسلامی فوج کے چار حصّے کئے۔ اور آپ نے سب سے بتا کید فرمایا کہ تم ہرگز لڑائی نہ چھیڑنا۔ اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو پھر اللہ کا نام لیکر مدافعت کی حد تک لڑنا۔ آپ نے فوج کا ایک حصہ سیف اللہ خالد بن الولید کی قیادت میں دیا اور ان سے فرمایا کہ تم گدیٰ سے از جانب لیط اسفل مکہ سے شہر میں داخل ہونا اور ایک حصہ زبیر بن العوام کو سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم شمال کی جانب سے شہر میں داخل ہونا۔ اور ایک حصہ سعد بن عبادہ انصاری کے سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم غرب کی جانب سے شہر میں داخل ہونا چونکہ سعد کی طبیعت میں جوش کافی تھا اور اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ اہل مکہ کو تہ تیغ نہ کر دیں اس لئے آپ نے ان سے قیادت ان کے فرزند قیس بن سعد کو دلوا دی جو کہ باوجود شجاعت کے قوت تحمل اور برداشت سے بھی متصف تھے۔ اور ایک حصہ جس میں مہاجرین کی جماعت تھی امین الامت ابو عبیدۃ الجراح کے سپرد کیا اور آپ خود بھی اسی جماعت کے ساتھ رہے۔ آپ نے سب سے فرمایا کہ شہر کے قریب پہونچ کر ایک گھڑی توقف کر لینا پھر شہر میں داخل ہونا۔ آپ گدا و سے از جہت اعالی مکہ شہر میں داخل ہوئے آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے نہایت ہی عاجزی اور نیازمندی کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کجاوہ کے اگلے حصہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم احسانہٗ کے سامنے سجدہ میں رکھا ہوا تھا آپ عبودیت کا بے مثال مظاہرہ فرماتے ہوئے مسجد حرام پہنچے۔

جس طرف سے خالد بن الولید شہر میں داخل ہوئے ادھر عکرمہ پسر ابوجہل اور صفوان پسر امیہ اور ان کے رفقا تھوڑہ پشت جماعت کو لیکر کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے خالد کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی اور تیر برسا کر ان کی فوج کے کچھ افراد کو زخمی کیا۔ دو اور ایک روایت میں ہے کہ تین اشخاص شہید بھی ہوئے یہ دیکھ کر خالد نے کافروں کو مار بھگانے کا حکم دیا۔ حکم کی دیر تھی اور تھوڑی دیر میں راستہ بالکل صاف تھا۔ کافروں کے تیرہ آدمی یا اٹھائیس آدمی مارے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں میں سے ستر افراد

مارے گئے ہیں۔ سوائے خالد کی طرف کے کسی طرف لڑائی نہیں ہوئی اور تمام افواج بآرام مسجد حرام پہنچ گئیں۔

خُلقِ عظیم کی اعلیٰ مثال

مسجد حرام پہنچ کر آپ نے پہلے اپنی اونٹنی پر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور پھر آپ نے اہل مکہ سے خطاب کیا اور فرمایا اے قریش کی جماعت تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ اب کیا سلوک کروں گا اگرچہ کافروں نے آپ کو عمر بھر طرح طرح سے ستایا تھا اور آپ کے قتل کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی لیکن وہ آپ کے اخلاق اعلیٰ سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے ہرگز نہیں دیتے تھے اس لئے ان سب نے ایک زبان ہوکر جواب دیا۔ ہم کو پورا یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے۔ آپ ہمارے اچھے اور کریم بھائی ہیں اور اچھے اور کریم بھائی کے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو وہی کہتا ہوں۔ جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ یعنی اب تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اللہ تمہارے قصور معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھکر بڑا مہربان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لِلّٰہِ یعنی جاؤ تم سب اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہو سبحان اللہ عمر بھر کی اذیت پر یہ شفقت اور مقدرت پر یہ مرحمت۔

عفو کیں سب خطائیں ایک ایک — عمر بھر جس نے ستایا آپ کو
پھر محبت سے کیا ان کو خطاب — اب نہیں الزام۔ جاؤ خوش رہو
رحم فرمائے خدا تم پر مدام — وہ بڑا ہی مہرباں ہے دیکھ لو
کردئے اس نے گنہ سب کے معاف — تم سبھی آزاد کردہ اس کے ہو

آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا۔ کفر کی ظلمت اور شرک کی نجاست زائل ہوئی۔ اسلام کا نور روشن ہوا۔ توحید کا نعرہ بلند ہوا۔ وہ لوگ جو تھوڑی دیر پہلے تک آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ آپ کے حلم۔ کرم۔ عفو۔ شفقت۔ انکساری اور اخلاق اعلیٰ کو دیکھ کر آپ پر دل و جان سے فدا ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں آ آکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

نام روشن ہوگیا اسلام کا — آپ جب داخل ہوئے بیت الحرام
کافروں کے حوصلے فانی ہوئے — مشرکوں کا مٹ گیا مکہ سے نام
لب پہ سب کے کلمۂ توحید تھا — نور وحدت سے ہوا روشن مقام
آپ کے اخلاق اعلیٰ دیکھ کر — دشمن جانی ہوا دل سے غلام

مکہ مکرمہ کو فتح کرنے سے پہلے آپ نے گیارہ مردوں اور سات عورتوں کے متعلق اعلان فرما دیا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کردیا جائے۔ ان میں سے چار مرد اور تین عورتوں کو قتل کیا گیا۔ باقی گیارہ افراد کو آپ نے معاف فرمایا اور وہ مسلمان ہوگئے۔

عِکْرِمَہ کا اسلام لانا

جن گیارہ افراد کو آپ نے بعد میں امان دی ان میں سے ایک عکرمہ پسر ابوجہل ہیں یہ آخر وقت تک آپ کی مخالفت پر تلے رہے۔ خالد کی فوج

Marfat.com

سے قریب جب اپنے کو بے لبس اور مغلوب پایا تو راہ فرار اختیار کی اور جدہ کو روانہ ہوئے۔ ان کی بیوی ام حکیم دختر حارث بن ہشام جوان کے چچا کی لڑکی تھیں۔ آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اپنے شوہر کے واسطے امان طلب کی۔ بھلا آپ کی رحمت سے کون خالی ہاتھ جاسکتا تھا۔ آپ نے بخوشی ان کی درخواست منظور کی اور عکرمہ کی جان بخشی۔ ام حکیم اسی وقت جدہ کو روانہ ہوئیں اور وہاں پہونچ کر عکرمہ سے کہا۔ اے میرے چچا کے بیٹے میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والا اور سب سے زیادہ بھلائی کرنے والا اور سب سے زیادہ اچھا آدمی ہے۔ تم بلا وجہ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارے واسطے امن کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ عکرمہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے خود ان سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کی اور انھوں نے خود تم کو امان دی۔ ام حکیم نے ہاں میں جواب دیا۔ یہ سن کر عکرمہ ان کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے۔

عکرمہ اور ام حکیم ابھی مکہ کے قریب پہنچے تھے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا ابو جہل کا بیٹا عکرمہ مومن ہو کر آرہا ہے۔ تم اس کے باپ کو گالی نہ دو میت کو گالی دینے سے مردے کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مکہ پہنچ کر ام حکیم اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا عکرمہ درِ اقدس پر حاضر ہے یہ سن کر آپ کو اتنی مسرت اور خوشی ہوئی کہ آپ بیٹھے سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا۔ عکرمہ کو اندر بلاؤ۔ چنانچہ عکرمہ اندر داخل ہوئے اور جب آپکی مبارک نظر ان پر پڑی تو محبت سے فرمایا۔ اے مہاجر سوار اچھے آئے اور پھر آپ تشریف فرما ہوئے۔ عکرمہ آکر آپ کے پاس کھڑے ہوگئے اور عرض کیا اے محمد مجھ کو ام حکیم نے خبر دی ہے۔ کہ آپ نے مجھکو امان دیدی ہے۔ آپ نے فرمایا ام حکیم نے تم سے سچ کہا ہے میں نے تم کو امان دے دی ہے۔ یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ کہکر عکرمہ نے اپنی گردن ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے جھکا لی۔ اور پھر عرض کیا آپ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں اور آپ سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے عکرمہ۔ تم جو کچھ بھی مجھ سے طلب کروگے اور مجھ کو اس کے دینے کی قدرت ہوگی میں بخوشی تم کو دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا۔ میں آپ سے دعائے مغفرت کا طلبگار ہوں۔ میں نے جو جو عداوت آپ کے ساتھ کی ہے یا جو جو لڑائیاں شرک کے غالب ہونے کے لئے لڑی ہیں۔ آپ ان سب کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ معاف فرمادے۔ آپ نے فرمایا۔ یا اللہ۔ تو عکرمہ کی ہر عداوت کو جو اس نے میرے ساتھ کی ہے اور ہر بری بات کو جو اس نے زبان سے نکالی ہے اور ہر لڑائی کو جو اس نے تیرے راستہ کی رکاوٹ کے لئے لڑی ہے معاف کردے۔

یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ مجھ کو بھلائی کی تعلیم دیں تاکہ میں اس پر عمل کرتا رہوں آپ نے فرمایا تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جتنا روپیہ اللہ کے راستہ سے روکنے میں خرچ کیا ہے اس سے دگنا روپیہ اللہ کے راستہ میں خرچ کروں گا اور میں جتنی مرتبہ اللہ کے راستہ سے روکنے کیلئے لڑا ہوں اس سے دگنا اللہ کے راستہ کے لئے لڑوں گا۔

عکرمہ نے آپ سے جو عہد کیا مرتے دم تک اس پر پابندی کے ساتھ قائم رہے اس کے بعد وہ ہر لڑائی میں شریک ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں اَجنادین کے مقام پر جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس وقت ان کو میدان جنگ سے اٹھایا

Marfat.com

ہے تو ان کے بدن پر ستر سے کچھ زیادہ تلوار اور بھالوں کے زخم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

پندرھواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں

جب عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوئی اور ہجرت کا دسواں سال تھا آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اس حج کو حجۃ الوداع۔ حجۃ الاسلام۔ حجۃ البلاغ اور حجۃ التمام کہتے ہیں۔ چونکہ آپ نے اعلان فرما دیا تھا کہ اس سال میرا قصد حج کا ہے اس خبر کو سن کر ہزار ہا افراد مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ چوبیس ذی القعدہ کو ظہر کی نماز ادا فرما کے آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ہزار ہا صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور ہزاروں کی تعداد میں آکر راستہ میں آپ سے ملتے گئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ اشخاص نے آپ کے ساتھ حج کیا۔ جمعہ نویں ذالحجہ کو آپ نے میدان عرفات میں اونٹنی پر سوار ہو کر سب کو نصیحت فرمائی اللہ کا پیغام سب کو پہنچایا۔ پھر آپ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا اَنتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنتُمْ قَائِلُوْنَ۔ یعنی میرے متعلق تم سے دریافت کیا جائے گا تم کیا کہو گے۔ سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا نَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّیْتَ وَنَصَحْتَ یعنی ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیام ہم کو پہنچایا اور آپ نے اپنے کام کو خوب اچھی طرح انجام کو پہنچایا اور آپ نے ہم کو نصیحت فرمائی۔ جب آپ نے مخاطبین سے یہ جواب سنا اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند فرما کے نیچے کی طرف لاتے ہوئے تین مرتبہ آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ یعنی اے اللہ تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ تو گواہ ہو جا۔ اے اللہ تو گواہ ہو جا۔ اس کے بعد آپ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم میں سے جو بھی حاضر ہے وہ غائب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائے پھر آپ نے وصیت فرمائی کہ قرآن مجید کو خوب مضبوطی سے پکڑے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو۔

حج کے دن نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں عصر کے وقت آپ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج ہم نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کر دیا اور ہم نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور ہم نے تمہارے واسطے اسلام کو ازروئے دین پسند کیا۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ جس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا وہ کام خوب اچھی طرح پورا ہو گیا۔ دین اسلام مکمل ہو چکا۔ اسلام کا نام دنیا میں روشن ہو چکا۔ آپ نے اللہ کے بندوں کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ ترمذی۔ بیہقی۔ بزار عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اوسط ایام تشریق میں جبکہ آپ کا قیام منیٰ میں تھا۔ آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت نے مجھ کو میری موت کی خبر سنائی ہے۔ مجاہد ضحاک۔ ابو العالیہ اور دیگر آئمہ نے کہا ہے کہ اس سورۂ شریفہ میں آپ کو وفات شریف کی اطلاع دی گئی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود تو اس سورۂ شریفہ کو سورۂ تودیع کہا کرتے تھے۔

چونکہ اس حج میں آپ نے عام طور پر تمام مسلمانوں کو نصیحت اور وصیت فرمائی جس طرح پر کہ کوئی کسی کو وداع کرتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ رحلت فرمائے خلد بریں ہو گئے اس لئے اس حج کو حج وداع کہتے ہیں اور چونکہ ہجرت کے بعد آپ نے یہ پہلا حج کیا تھا اور اسلامی شان وشوکت کا اس حج میں پورا اظہار ہوا اس لئے اس کو حج اسلام کہتے ہیں اور چونکہ اس حج میں آپ نے سب کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور سب نے اقرار کیا کہ آپ نے ہم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور ہم قیامت میں اس بات کی گواہی دینگے اور آپ نے اللہ تعالیٰ

کو ان کے اس کہنے پر گواہ کیا اسلئے اس حج کو حج بلاغ کہتے ہیں اور چونکہ اس حج کے دن آپ پر آیت شریف اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی اور آپ پر اللہ کی نعمتوں کا پورا ہونا اور کامل ہونا ثابت ہوا اس لئے اس حج کو حج تمام کہتے ہیں۔

بعض علماء نے حجۃ الوداع کا نام پسند نہیں کیا ہے لیکن شہرت اسی نام کی ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

سولھواں محسنہ حلیۂ شریف کے بیان میں

اللہ رے ترے نقشۂ عالی کا سراپا ✣ ہر عضو سے ٹپکے ہے ترے عظمتِ صانع

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بدرجۂ اعتدال تھی۔

بہ صورتِ تو نگارے ندیا فرید خدائے ✣ ترا کشیدہ دو دست از قلم کشید خدائے

ہر خوبی اور لطافت آپ میں بوجہِ اتم موجود تھی۔

ہر لطافت کہ نہاں بود پس پردۂ غیب	ہمہ در صورتِ خوب تو عیاں ساختہ اند
ہر چہ بر صفحۂ اندیشہ کشد کلکِ خیال	شکلِ مطبوعِ تو زیبا تر ازاں ساختہ اند

جمالِ صوری اور معنوی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرد و یگانہ بنایا تھا

از جمالِ آں دلآرا چہ تواں نمود املا ✣ کہ خزاں ہزار آصلاً چہ بلا بہار دارد

قدِ مبارک نہ طویل اور نہ قصیر بلکہ میانہ تھا۔

گو بہ قد تھے میانہ آپ وے ✣ سب سے معلوم ہوتے تھے بالا ✣ دیکھتا جو بلند قد کہتا ✣ واہ سبحان ربی الاعلیٰ

سر مبارک بزرگ اور بڑا۔ بال سیاہ۔ نہ بالکل سیدھے اور نہ پیچدار۔ کاکل کان کی لو یا شانے تک۔

از زلف مشکبویت رستم ز رنج و محنت ✣ یا بم نہ تا قیامت زیں سلسلہ رہائی

شب معراج آپ نے جناب باری میں عرض کیا جبریل کو جو سو پر عنایت ہوئے۔ اس کے عوض مجھ کو کیا مرحمت کیا۔ ارشاد ہوا تمہارا ایک بال میرے نزدیک جبریل کے سب پروں سے بہتر ہے۔ خالد نے اپنی ٹوپی میں آپ کے چند بال برائے برکت سی لئے تھے ہر لڑائی میں فتحیاب ہوتے تھے۔

چہرہ مبارک ایسا نورانی تھا کہ بدر اس کے مقابلہ میں بے رونق تھا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری	ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام رشکِ بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جبینِ مبین کشادہ تھی۔ جو پسینہ جبینِ مبارک سے نکلتا تھا جس کپڑے سے لگ جاتا تھا وہ آگ میں نہیں جلتا تھا۔

آگ میں جس کے سبب سے نہیں جلتا ہے رومال ✣ اس کی اُمت پڑے آتش میں ہو کیونکر یہ مجال

حضرت انس کے گھر چند مہمان آئے وہ ان کیواسطے ایک میلے رومال میں کھانا لائے مہمانوں نے تنفر کیا۔ آپ نے فوراً اس رومال کو تنور میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں نکالا بالکل صاف اور براق نکلا۔ مہمان حیران ہوئے۔ انس نے کہا اس رومال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے انور پونچھا تھا اسواسطے

Marfat.com

آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

از انس فرزند مالک ایں عیاں	دید یک شخصے کہ بودش میہماں	و حکایت کرد کز بہرِ طعام	دید انس دستار خواں را زرد فام
چرکین و آلودہ گفت اے خادمہ	اندر افگن در تنورش یک دمہ	در تنورِ پرز آتش در فگند	آں زماں دستار خواں را ہوشمند
جملہ مہماناں دراں حیراں شدند	انتظارِ دود و کندوری بدند	بعد یک ساعت برآورد از تنور	پاک و براق و سفید از چرک دور
قوم گفتند اے صحابیِ عزیز	چوں نسوزید و منقی گشت نیز	گفت زاں کہ مصطفیٰ دست و دہاں	بس بمالید اندریں دستار خواں
اے دل ترسندہ از نار و عذاب	با چنیں دست و دہاں کن اقتراب	چوں جمادے را چنیں تشریف داد	جانِ عاشق را چہا خواہد کشاد

ابرو کماں دار اور کامل، ہر دو ابرو کے مابین تھوڑا سے فصل تھا جس میں ایک رگ نمایاں تھی جو غصہ کے وقت حرکت کرتی تھی چشمانِ نرگسی کمال سیاہ و سفید و سرخ۔

بہ وصفِ سرمۂ دنبالہ دارش چوں بہ حرف آید	چو سوسن در دہن ہرگز نمی گنجد زبان را	

آپکی نظر مبارک بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ اکثر اوقات آپ کا دیکھنا بطور ملاحظہ کے ہوا کرتا تھا یعنی از گوشۂ چشم اور جب آپ کسی طرف التفات فرماتے تھے تو پوری طرح چہرۂ مبارک اور سینۂ منور اُس کی طرف موڑ کر التفات فرماتے تھے

نگاہِ مستِ تو آں را کہ مستفید کند	ہزار پیرِ خرابات را مرید کند	

قوتِ باصرہ اتنی قوی تھی کہ روشنی اور تاریکی آگے اور پیچھے حاضر اور غائب سب برابر تھا رخسار استوار پر از انوار استخوان سے بلند نہ تھے۔

عارض است ایں یا قمر یا لالۂ حمرا است ایں	یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہا است ایں	

بینی (ناک) مبارک اندر بینی دراز اور بلند تھی۔ کان خوبصورت اور قوتِ سامعہ ایسی کہ بیداری اور خواب قریب اور بعید برابر سنتے تھے۔ دہن مبارک کشادہ اور ملیح۔

کارسازانِ ازل نیستی و ہستی را	باہم آمیختہ و از دہنے ساختہ اند

لعاب دہن ایسا شیریں تھا کہ انس کے گھر میں کھاری کنواں تھا۔ اسمیں ایک قطرہ ڈالا میٹھا ہوگیا۔ احد کی لڑائی میں کلثوم بن حصین کے حلق میں تیر لگا آپ نے لعابِ دہن لگا دیا اچھا ہوگیا۔ محمد بن حاطب کا ہاتھ گرم دیگ سے جل گیا آپ نے لعابِ دہن لگا دیا صحیح اور سالم ہوگیا دندانِ مبارک موتی کی طرح سفید اور چمکدار سامنے کے دو دانتوں کے مابین ذرا سی جھری تھی جب آپ کلام فرماتے تو اسمیں سے نور جھڑتا تھا

ثنا خوانِ لب و دندانِ محبوبیم از عمرے	کہ از لعل و گوہر پُر نمی سازد دہان ما	

لب مبارک باریک اور نازک تھے۔

کند روئے تو روشن چشمِ یعقوب و زلیخا را	لب لعل تو احیا می کند دین مسیحا را	

ریش مبارک گھنی۔ درازی میں بمقدار ایک قبضہ کے تھی یعنی ایک مٹھی کے اندازہ میں۔ گردن مبارک صراحی دار۔ صاف اور چمک دار۔ دونوں شانوں کے مابین فاصلہ تھا۔ بائیں شانے کے قریب مہرِ نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جب آپ بی بی حلیمہ کے پاس تھے اور آپ کا شقِ صدرِ شریف واقع ہوا تھا اس وقت یہ مہر حضرت جبریل نے لگائی تھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہر شریف کبھی بڑھکر ایک سیب کے برابر ہو جاتی تھی۔

سینۂ مقدس صاف۔ فراخ اور عریض تھا۔

سینہ وا کردہ بہ گلشن، چو خراماں گزرد	بلبل از گل گزرد گل ز گریباں گزرد	

شکمِ عالی سینہ بے کینہ کے برابر تھا۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا باریک خط نقاشِ ازل کی دستکاری سے کھچا ہوا تھا۔ انس کہتے ہیں بالوں کے اس خط میں شق صدر کا نشان ظاہر تھا۔

گوشت بدن اطہر کا گٹھا ہوا تھا۔

دست ہمایوں زانو تک دراز تھے۔ وہ ہاتھ کیسے ہاتھ تھے جن سے ہزاروں معجزاتِ باہرات ظاہر ہوئے اُمّ معبدکی بے دودھ بکری کا دودھ نکل آیا۔ ایک دن قتادہ بن ملحان کے منہ پر دست مبارک پھیرا، ان کا چہرہ ایسا نورانی ہوا کہ ہر چیز کا عکس اس میں نظر آنے لگا۔ جس یتیم کے سر پر دستِ مبارک از شفقت پھیرتے وہ یتیم دُرِّ یتیم ہو جاتا تھا۔

بازوے مبارک گول گول استوار اور موے دار۔

کلائی قوی لمبی اور بالوں والی۔

کفِ اطہر فراخ۔ پُر گوشت اور ریشم سے زیادہ نرم۔ کیا مبارک ہتھیلیاں تھیں جن میں کنکریوں کا تسبیح کہنا ثابت ہے۔

انگشتانِ فیض بنیاں دُرست اور صحیح۔ کیا ہی پاکیزہ انگلیاں تھیں۔ جن سے پانی کا نکلنا اور قمر کا شق ہونا ثابت ہے۔

ساق مبارک (پنڈلی) باریک۔ اور عقب شریف (ایڑھی) کم گوشت نہ دراز اور نہ عریض۔

قدم شریف نرم اور نازک۔ ان کا میانہ زمین سے بلند اور پشتِ پا رفیع۔

خارِ مژگاں کا خطر ہے ورنہ اے نازک بدن
میں کفِ پا کو ترے پلکوں سے سہلایا کروں

انگوٹھے سے ملی ہوئی انگلی پاؤں کی قدرے دراز تھی۔ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے کہ چھنگلیا قدرے ظاہر تھی چلنے میں قدم شریف کا فاصلہ دراز ہوتا تھا۔ جب آپ پائے مبارک زمین پر سے اٹھاتے تھے تو بہ قوت اُٹھاتے تھے اور جب زمین پر رکھتے تھے تو بہ نرمی رکھتے تھے جس طرح کوئی بلندی سے نیچے اترتا ہو۔ ہڈیوں کے جوڑ مضبوط اور بڑے تھے بدنِ اطہر قوی سڈول اور نازک تھا۔

نثار دادِ نزاکت زہے کہ رنگ ترا
تنِ تو ساخت گلابی قبائے تنگ ترا

آپ کے پسینۂ مبارک کی خوش بو اس قدر تھی کہ جو کوئی اس کو چھوتا معطر ہو جاتا۔ انس کہتے ہیں میں نے ہرگز کوئی خوشبو آپ کے پسینہ سے زیادہ معطر نہیں دیکھی جس گلی کوچہ سے آپ کا گزر ہوتا خوشبو اور مہک سے بس جاتا اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ کا گزر اس طرف سے ہوا ہے۔ عورتیں آپ کے پسینہ کو حفاظت سے رکھتی تھیں اور دلھنوں کے ملتی تھیں جس کی خوش بو نسلاً بعد نسل رہا کرتی تھی۔

کہاں ہے عطر میں خوشبو ترے بدن کی سی
یہ بو تو صاف ہے گلزارِ قدسِ حق کی سی

آپ کے جمالِ پُر کمال پر حق تعالیٰ کے جلال کا پرتو رہا کرتا تھا۔ دور سے جو بھی آپ کو دیکھتا اس پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ کے قریب آتا وہ آپ کے اخلاقِ اعلیٰ دیکھ کر سو جان سے آپ کا گرویدہ اور شیدا ہو جاتا۔

روشن از پرتو رویت نظرے نیست کہ نیست
ناظرِ روے تو صاحب نظراں اند و لے
نہ منِ دل شدہ از شوقِ تو خونین جگرم
یا ربّ صلِّ وسلّم دائماً ابداً

منّتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست
شوقِ دیدارِ تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست
از غمِ عشقِ تو پر خوں جگرے نیست کہ نیست
علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلّھم

Marfat.com

سترھواں محسنۂ اخلاقِ مبارکہ کے بیان میں

کرا طاقت کہ وصفِ خواجہ گوید | دہانِ نطق اینجا بے زبان ہست

آپ کے اخلاق مبارکہ کا کیا بیان ہو جو بھی کوئی وصف جمیل تھا وہ آپ میں بدرجۂ کمال موجود تھا۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء کے اخلاقِ اعلیٰ سے آپ متصف تھے چنانچہ حضرت آدم کی صفا۔ حضرت نوح کی رقت۔ حضرت ابراہیم کی خلت۔ حضرت اسماعیل کی صداقت اور فصاحت۔ حضرت یعقوب کی بشارت۔ حضرت یوسف کا جمال۔ حضرت داؤد کی صوت۔ حضرت ایوب کا صبر۔ حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ کا کرم آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔

وارثِ اخلاقِ دہ پیغمبر است | جامعِ اوصافِ مجموعِ رُسل

آپ کے اخلاق شریفہ کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم یعنی یقیناً تمہارے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور آپ نے ارشاد کیا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ یعنی میری تربیت میرے رب نے کی ہے اور اس نے مجھ کو بہت ہی اچھی تربیت دی ہے۔

آپ کے اوصاف عالیہ کا شمار کون کر سکتا ہے۔ صرف بعض اخلاق شریفہ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ خیال سے سننا چاہیے آپ کے صبر، حلم، اور عفو کا کیا کہنا۔ کبھی آپ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ اُحُد کی لڑائی میں دندانِ مبارک شہید ہوا۔ روے انور مجروح ہوا۔ آپ کے صحابہ پر از حد شاق گزرا عرض کیا آپ کافروں کے حق میں بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں اور اللہ کی طرف بلانے کیلئے مبعوث ہوا ہوں پھر آپ نے اس طرح پر دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی۔ بارِ مولیٰ تو میری قوم کو ہدایت عطا کر وہ لاعلم اور ناواقف ہے آپ غزوہ ذَاتِ الرِّقَاع سے مدینۂ منورہ تشریف لا رہے تھے راستہ میں دوپہر کو درخت کے سایہ میں استراحت فرمانے لیٹ گئے صحابہ بھی سو گئے۔ غورث بن حارث غطفانی جو بہادر شجاع اور دلیر تھا برے ارادے سے آپ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے نیام میں سے تلوار نکال لی۔ آپ کی آنکھ اس وقت کھلی جب وہ تلوار نکال چکا تھا اس نے آپ سے کہا۔ اب تم کو کون مجھ سے بچا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ۔ آپ کے اس جواب سے اس پر اتنا رُعب اور خوف غالب ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی آپ نے وہ تلوار اٹھا کر اس سے فرمایا اب تم کو کون مجھ سے بچائیگا اس نے کہا آپ تو اچھے لینے والے ہیں یعنی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اس کے قصور کو معاف کیا اور اس کی تلوار اس کو عنایت فرما دی وہ آپ کا حلم اور عفو اور مہربانی دیکھ کر خود

کرم کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام لے آیا اور پھر اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں ایسے اچھے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جس کے عفو حلم اور کرم کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اُنس کہتے ہیں آپ سخت کھردری چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی نے آپ کی چادر اتنے زور سے کھینچی کہ آپ کے شانہ پر نشان پڑ گیا پھر اس دیہاتی نے آپ سے کہا۔ اے محمد میرے ان دو اونٹوں کو اللہ تعالیٰ کے اس مال سے جو تمہارے پاس ہے لاد دو تم نہ اپنے مال میں سے دے رہے ہو اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے دے رہے ہو۔ یہ سن کر تھوڑی دیر کے لئے آپ خاموش ہوئے پھر آپ نے تبسم

Marfat.com

فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ بے شک مال اللہ کا ہے اور میں اسی کا بندہ ہوں۔ لیکن اے دیہاتی تم نے میرے شانہ کو تکلیف پہنچائی ہے تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ دیہاتی نے کہا یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی۔ وہ بولا۔ آپ تو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے تبسم فرمایا پھر اس کے ایک اونٹ کو جَو سے اور دوسرے اونٹ کو خرما سے لاد دیا۔

آپ نے ایک یہودی سے قرض لیا تھا وہ یہودی جب قرض طلب کرنے آیا تو اس نے آپ کی چادر کو شدت سے کھینچا اور کچھ سخت الفاظ آپ کو سنائے عمر کھڑے تھے۔ ان سے یہودی کی یہ بدتمیزی نہیں دیکھی گئی۔ اور انھوں نے یہودی کو جھڑکی دے کر خاموش کیا۔ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے رہے۔ پھر آپ نے عمر سے کہا۔ اے عمر مجھ کو اور اس یہودی کو تم سے کسی اور بات کی توقع اور ضرورت تھی یعنی تم مجھے قرض ادا کرنے کو کہتے اور یہودی سے قرض کو نرمی کے ساتھ طلب کرنے کی ہدایت کرتے لیکن تم نے الٹا یہودی کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ پھر آپ نے یہودی سے فرمایا۔ میں نے تم سے قرض ادا کرنے کے لئے جو میعاد لی تھی ابھی اس میعاد میں کئی دن باقی ہیں پھر آپ نے یہودی کو اس کا قرض ادا کرایا اور بیس صاع اپنی طرف سے اس کو مزید دلوائے یعنی عمر نے جو اس کو ڈانٹا تھا آپ نے اس طرح پر اس کا بدلہ دیا یہودی آپ کے حلم۔ بردباری۔ عفو اور حسنِ معاملہ کو دیکھ کر اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان رہا۔

فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے جو حسنِ سلوک کیا۔ اس کو دیکھ کر وہ سب دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ کی شفقت اور مہربانی اور رحم اور کرم کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ یعنی اللہ کی رحمت سے ہے کہ تم نے اپنے اخلاق ان کے واسطے نرم کر دئے ہیں۔

آپ کے جود و سخا۔ داد و دہش اور کرم کا کیا کہنا۔ دنیا آپ کی نظر میں از حد بے قدر تھی جو آیا فی الفور صرف کر دیا۔ فقر محمود اور بذلِ موجود۔ آپ کا طریقۂ شریفہ تھا۔ جابر کہتے ہیں میں نے کبھی آپ سے لا کا لفظ نہیں سنا ہے یعنی نہیں کا لفظ آپ استعمال نہ کرتے تھے جو بھی کسی نے طلب کیا اور آپ کے پاس ہوا اس کو دے دیا۔ حسّان آپ کی مدح میں کہتے ہیں۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ   لَوْلَا التَّشَهُّدُ لَمْ تَسْمَعْ لَهُ لَا لَا

یعنی آپ نے سوائے تشہد کے نہیں کا لفظ کسی جگہ استعمال نہیں فرمایا ہے اگر تشہد نہ ہوتا تو کبھی آپ سے نہیں کا لفظ نہ سنا جاتا۔ یعنی تشہد میں تو نہیں کا لفظ استعمال ہوتا ہی ہے۔ سب کہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

صفوان پسر اُمیّہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں فتح مکہ سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو لیکن بعد میں آپ کی عفو اُن کے شاملِ حال ہوئی۔ اور ان کی جان بخشی گئی۔ صفوان ابھی ایمان نہیں لائے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد غزوۂ حُنین میں آپ کے ساتھ گئے۔ وہاں آپ کو فتح عظیم حق تعالیٰ نے دی۔ بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ آپ ایک وادی میں سے گزر رہے تھے وہاں مالِ غنیمت کے چوپائے بڑی مقدار میں چر رہے تھے۔ صفوان تعجب کی نظر سے ان کی طرف دیکھنے لگے آپ نے وہ سب صفوان کو عنایت کر دئے صفوان بیساختہ بول اُٹھے۔ محمد تو ایسی داد و دہش کرتے ہیں کہ ان کو فاقے کا کھٹکا ہی نہیں ہے۔ اور پھر وہ اپنی خوشی سے اسلام لے آئے۔

اُس دن آپ نے اہل مکہ میں سے دسیوں افراد کو ایک ایک سو اونٹ دئے۔ عباس کو اتنا سونا اور چاندی عنایت کیا کہ وہ اس کو نہ اٹھا سکا۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس نوے ہزار درہم غنیمت کا مال آیا چٹائی پر آپ کے سامنے ڈھیر لگا دیا گیا۔ آپ نے سارا مال

Marfat.com

اسی وقت تقسیم کر دیا۔ مال تقسیم ہونے کے بعد ایک شخص کچھ طلب کرتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اب کچھ نہیں رہا ہے۔ تم میرے نام سے جا کر اُدھار لے لو میں وہ مال اُدھار کا اتار دوں گا۔ یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا یعنی اے اللہ کے رسول آپ خرچ کئے جائیں۔ آپ مال و دولت لٹائے جائیں۔ اور مالکِ عرش سے کمی کا خیال دل میں نہ لائیں۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا بِھٰذَا اُمِرْتُ یعنی اسی کا حکم مجھ کو دیا گیا ہے۔

آپ کی شفقت یہاں تک تھی کہ ہر وقت اُمّت کا خیال آپ کو بے چین رکھتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا تمہاری تکلیفیں ان پر بہت شاق ہیں اور تمہاری بھلائی کا ان کو بہت خیال ہے اور وہ مومنوں پر نہایت ہی مشفق اور مہربان ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا یعنی اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں اور ایمان نہ لائیں تو شاید تم مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے۔ قیامت کے دن سب انبیا کے زبان پر نفسی نفسی ہوگا لیکن حضرت رحمۃ للعالمین کی زبان پر اُمّتی اُمّتی ہوگا۔ آپ کی شجاعت نجدت اور غصہ پر قابو یا ناسب کے نزدیک مسلم ہے۔ کسی لڑائی میں آپ نے منہ نہیں پھیرا۔ کبھی کسی کا رعب آپ پر طاری نہیں ہوا۔ فتح مکہ کے چند روز بعد وادیٔ حُنین میں کافروں سے بڑا سخت مقابلہ ہوا۔ حملہ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ صحابۂ کرام پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے۔ خچر کی لگام ایک طرف سے آپ کے سب سے بڑے چچا حارث کے فرزند جو آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور کچھ دن پیشتر ایمان لائے تھے۔ ابوسفیان پکڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف سے آپ کے چچا عباس پکڑے ہوئے تھے۔ اس وقت جب کہ صحابہ متفرق ہو چکے تھے اور کافروں کو آپ کی تلاش تھی آپ کافروں کو مخاطب کر کے بآوازِ بلند فرما رہے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی میں نبی ہوں اس میں قطعاً جھوٹ نہیں ہے میں ہوں فرزند عبد المطلب۔ شجاعت اور دلیری کی انتہا ہے کہ ایسے نازک موقع پر آپ کافروں کو اپنی طرف متوجہ فرما رہے تھے اور خچر کو ان کی طرف بڑھانے کی کوشش فرما رہے تھے وہ تو آپ کے چچا اور بڑے چچا کے بیٹے خچر کے لگام پکڑے ہوئے تھے اور خچر کو بڑھنے سے روکے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کن احوال میں تھے اللہ ہی جانتا ہے اسی حالت میں آپ نے ابوسفیان سے فرمایا تم کون ہو۔ انھوں نے عرض کیا۔ آپ کا بھائی ابوسفیان پسر حارث۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا بھائی کچھ کنکریاں اٹھا کر مجھ کو دو۔ انھوں نے فوراً تعمیلِ ارشاد کیا۔ آپ نے وہ کنکریاں کافروں کی طرف پھینک دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں سے کافروں کو اندھا کر دیا ان کو شکست ہوئی۔ حضرت عباس کی آواز بہت بلند تھی۔ انھوں نے صحابہ کو آواز دی کہ اے جماعتِ مہاجروں کی اور اے جماعتِ انصار کی تم کہاں جا رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف رکھتے ہیں اس آواز کو سنتے ہی دلدادگانِ انوارِ الٰہی اور عاشقانِ جمالِ نبوی پروانوں کی طرح شمعِ رسالت پر چاروں طرف سے آ کر اکٹھے ہو گئے اور کمزوری نصرت اور فیروزی سے تبدیل ہوئی۔

اُنس کہتے ہیں ایک رات مدینہ منورہ میں مُہیب آواز سنائی دی۔ سب کو خوف وہراس پیدا ہوا گھبرا کر گھروں سے نکلے اور آواز کی طرف چلے۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے بیٹھے ہوئے اور شمشیر برہنہ حمائل کئے ہوئے سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے۔ آپ نے فرمایا تم سب اطمینان رکھو میں دیکھ آیا ہوں۔ کوئی بات فکر کی نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت علی کہتے ہیں جب میدان کارزار میں لڑائی زوروں پر ہوتی تھی آپ سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے تھے اور ہم آپ کے سایۂ رحمت میں پہنچ کر امن پاتے تھے۔ اور ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ بہادر وہ شخص ہوا کرتا تھا جو لڑائی میں آپ سے زیادہ قریب ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ دشمن کے زیادہ قریب ہوا کرتے تھے۔

حیا آپ میں اس قدر تھی کہ ضرب المثل ہے۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کنواری لڑکیوں سے زیادہ آپ میں حیا تھی۔ عائشہ صدیقہ کہتی ہیں اگر آپ کو کوئی فعل کسی کا ناپسند ہوتا تو فرماتے تھے کیا بات ہے جو لوگ اس طرح پر کرتے ہیں۔ یعنی آپ بوجہ حیا کے نام لے کر نہ فرماتے تھے بلکہ عام خطاب کر کے اس کام سے منع فرماتے تھے۔ بوجہ حیا کے آپ نے کسی کے چہرہ کو غور سے نہیں دیکھا۔ حیا کے باعث بعض اوقات نا سمجھ لوگوں سے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی لیکن کچھ فرماتے نہ تھے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی تکلیف گوارا نہ ہوئی اور اس نے فرمایا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ یعنی تمہاری یہ بات رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تم سے کچھ نہیں فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کے ظاہر کرنے میں حیا نہیں کرتا۔

اَمانت صَداقت دِیانت آپ کے وہ ذاتی کمالات تھے جن کو دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ نبوت سے پہلے اکثر لوگ آپ کو آپ کی امانت داری کی وجہ سے اَمین کے خطاب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی راست گفتاری کے باعث آپ کو صادق کہہ کر پکارتے تھے۔ ۶ سنہ ہجری کو آپ نے نجاشی بادشاہِ حبشہ اور قیصر شاہِ روم اور کسریٰ شہریارِ ایران اور تین نوابوں اور امیروں کو اسلام کی دعوت دی۔ قیصر کو آپ نے خط دِحیۃ بن خلیفہ کلبی کے ہاتھ ارسال کیا جس وقت آپ کا مکتوبِ شریف قیصر کو ملا تو اس نے اپنے وزیروں سے کہا اگر مکہ کا کوئی شخص آیا ہوا ہو تو اس کو لاؤ۔ اتفاق سے ابو سفیان بن حرب مع اپنے رفقا کے برائے تجارت شام گئے ہوئے تھے۔ اور یہ قیصر کے سامنے پیش کئے گئے۔ ابو سفیان اور ان کے رفقا اس وقت تک کافر تھے۔ قیصر نے بہت کچھ آپ کے متعلق ابو سفیان سے دریافت کیا اور ابو سفیان نے ان کا جواب دیا۔ ایک سوال قیصر کا یہ تھا۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کیا وہ کبھی جھوٹ بولے ہیں۔ ابو سفیان نے جواب میں کہا۔ انھوں نے نبوت کے دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے۔ ابو سفیان نے کفر کی حالت اور دشمنی کے زمانے میں آپ کی صَداقت امانت عِفّت اور دیگر اوصافِ حسنہ کا قیصر کے سامنے اعتراف کیا۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی کمال تو وہی ہے کہ دشمن خوبیوں کا اعتراف کریں۔

تواضع۔ عدل۔ وقار۔ مُروّت۔ زُہد۔ قناعت سے آپ بتمام وکمال موصوف تھے حسنِ مُعاشرت اقربا اور اجانب کے ساتھ شفقت اور مہربانی ہر شخص کے ساتھ عہد و پیمان کا پورا کرنا آپ کا مبارک طریقہ تھا آپ کی عادتِ شریف تھی کہ ہر شخص کو آپ سلام کرتے تھے ہر شخص کے جواب میں لبیک فرماتے تھے یعنی جی ہاں یا حاضر جناب۔ کام نہ کرنے پر کسی کو ملامت نہ کرتے تھے۔ چیز کے تلف ہونے پر تاسف نہ کرتے تھے مجالس میں اصحاب کی مُوافقت فرماتے تھے۔ کام میں ان کے ساتھ لگتے تھے۔ چنانچہ مسجدِ شریفِ نبوی کی تعمیر کے وقت اور خندق کھودنے کے وقت صحابہ کے ساتھ آپ بھی مصروفِ عمل تھے بسا اوقات بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے۔ پے در پے جو کی روٹی پر قناعت فرماتے تھے کبھی خرمے اور پانی پر اکتفا فرماتے تھے۔ جو سامنے آتا بخوشی تناول کرتے اگر گھر میں کچھ نہ ہوا روزہ کی نیت فرما لیتے تھے ایک دن جبریل ربِّ جلیل کا فرمان لیکر پہنچے کہ اگر خواہش ہو تو پہاڑ کو سونا بنا دیا جائے آپ نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو۔ اور مال و زر کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔ آپ نے کبھی کسی سائل کو رد نہیں کیا۔

Marfat.com

جو بھی ہوا عنایت کیا ایک دن آپ غذا تناول فرما رہے تھے ایک عورت نے آکر سوال کیا آپ نے وہ غذا جو آپ تناول فرما رہے تھے اس کو عنایت کر دی وہ عورت سفید چشم تھی۔ اس نے آپ سے دہانِ مبارک کا نوالہ بھی طلب کیا آپ نے وہ بھی عنایت کر دیا اس عورت نے وہ نوالہ کھا لیا اس نوالہ کی برکت سے وہ عورت پھر ایسی باحیا ہوئی کہ مدینہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی تھی۔ یتیم کے سر پر آپ ہاتھ پھیرتے تھے شروع کا نیا پھل آپ بچوں کو تقسیم فرماتے تھے جو بیمار ہوتا تھا اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔ جنازہ میں شرکت فرماتے تھے خادم کی مدد کرتے تھے۔ بازار سے سودا خرید لاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دینا لباس کا پیوند کرنا۔ دودھ دوہنا۔ جوتی کا سی لینا۔ خادم کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا عادتِ بابرکت تھی۔

گہے خانہ زخاکِ رَہ برُفتے
گہے نعلین و وزی کار بودش
گہ اشتر را علف بسیار کردے
گہ اشتر ساختے از حلم خود را

گہے بر خاکِ رَہ فارغ بخفتے
گہے با طفلگاں اسرار بودش
گہے دستاش باد ستار کردے
رنشاطِ آں دو طفل پُرخر کرد را

گہے با عائشہ باہم دویدے
گہے رفتے بتشییعِ جنازہ
گہ از جمع او قدرح برکف نہادے
نہ دارد زہرۂ شیطانِ ستمگار

گہے خشت و گل مسجد کشیدے
گہے کردے عیادت نیز تازہ
بجائے سیّد القوم الستادے
کہ آید در لباس او پدیدار

شیطان آپکی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کبھی جمائی نہیں لی۔ اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ آپ کے فضلات پاک تھے بعض صحابیات اور صحابہ نے آپ کا بول اور خون پیا ہے۔ زمین آپ کے فضلات کو نگل لیتی تھی اور اس جگہ سے خوشبو اٹھتی تھی۔

کسے از وے حدث ہرگز نہ دیدے
چو عنبر گاؤ خاکش در کشیدے

مچھر اور مکھی آپ پر نہیں بیٹھتی تھی۔

حق تعالیٰ کو کہ حبیب بارِ مگس
جسمِ پاک ان کے یہ منظور نہیں
غمِ امت یہ قیامت ان سے
گر کرے دور تو کچھ دور نہیں

استراحت فرمانے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ آپ کی صرف آنکھ لگتی تھی دل ہوشیار اور مشغول بہ کار رہتا تھا سایہ آپکا نہ تھا جسم نورانی تھا

نداشت سایہ پیمبر کہ بہر امت خویش
ذخیرہ پی روزِ بد حساب گزاشت

آپ کے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ حد شمار سے زائد اور بیان سے بالاتر ہیں۔

مَا شِئْتَ قُلْ فِيْهِ فَاَنْتَ مُصَدَّقٌ
فَالْحُبُّ يَقْضِيْ وَالْمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

اشعار

ہرچہ خواہی گو بہ وصفِ مصطفیٰ
صادق القولی یقیناً اے فتیٰ
النعش خواہد کہ ذکرش بیش کن
در صداقت از محاسن بیش کن

ہرچہ یابی از محاسن نے حدیست
گر نویسی روز و شب پیہم مُدام
نیست اوصافِ نکویش را شمار

پیش او رسے جانِ من بر روے منیست
از کمالِ سرورِ عالی مقام
بحرِ عرفاں را نہ دیدہ کس کنار

ہر یکے از وصف وے بحرِ عظیم
نے یکے را از ہزاراں بشری
از وجودش ہر دو عالم را ظہور

لولو انش ہر یکے دُرِّ یتیم
نے گہے بر ساحلِ دریا رسی
گشت کونین از جمالش پر ز نور

حمد وے گوید جنابِ کبریا
وے حبیبِ مجتبیٰ و مصطفیٰ

یا الٰہی صد درود و صد سلام
بر وے و بر آلِ پاکش بر دوام

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اٹھارھواں محسنہ معجزاتِ شریفہ کے بیان میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں۔ سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جو سراسر اعجاز ہے احکام اور اخبارِ غیب اور انبیائے ماسبق کے قصص پر مشتمل ہے۔ آپ کے بعض دوسرے معجزات بیان کیے جاتے ہیں بہ گوشِ ہوش سننا چاہیے۔

۱۔ مسلم جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میں مکہ میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں جو مجھ کو نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

۲۔ بزار اور ابو نعیم عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد کیا جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس طرف بھی جاتا تھا پتھر اور درخت مجھ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔

۳۔ بزار اور ابو نعیم بریدہ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمائے تو ان دنوں آپ پہاڑوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے جس درخت یا پتھر کے پاس سے آپ گزرتے تھے وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور آپ اس کو جواب دیتے تھے۔

۴۔ بیہقی جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تھے وہ آپ کو سلام کیا کرتا تھا۔

۵۔ ترمذی۔ دارمی۔ اور حاکم علی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں پھرا کرتا تھا ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ باہر گیا میں نے دیکھا جو پتھر یا درخت آپ کے سامنے آیا اس نے آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

علماء نے لکھا ہے کہ نبوت سے پہلے درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے تاکہ آپ کی بزرگی اور عالی مرتبہ ہونے کا سب کو علم ہو جائے جس طرح کہ بحیرا راہب کے قصہ میں بیان ہو چکا ہے اور نبوت کے ابتدائی زمانہ میں درخت اور پتھر آپ کو سجدہ اور سلام کرتے تھے۔ تاکہ آپ کو اطمینان حاصل ہو اور آپ کا قلب قوی ہو۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ خلقت آپکی مطیع اور فرماں بردار ہو جائیگی۔

۶۔ ابن ماجہ نے مختصر طریقہ پر اور بیہقی نے دلائل نبوۃ میں ابو اسید مالک بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا۔ اے ابو الفضل۔ کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر میں میرا انتظار کرنا مجھ کو تم سے کچھ کام ہے۔ چناں چہ دوسرے دن وہ سب آپ کے منتظر رہے۔ جب آپ تشریف لے گئے آپ نے گھر میں داخل ہو کر السلام علیکم فرمایا۔ گھر والوں نے وعلیک السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ پھر آپ نے خیریت دریافت فرمانے کے بعد فرمایا تم سب قریب ہو کر ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ وہ سب آپس میں مل کر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنی مبارک چادر ان پر ڈالی اور پھر اس طرح دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ یہ میرے چچا ہیں جو بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اے اللہ تو ان کو آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے اپنی چادر میں ان کو چھپا لیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جس وقت آپ نے یہ دعا کی کمرہ کی دیواروں اور چوکھٹ اور دروازے نے تین مرتبہ آمین کہی۔

۷۔ بیہقی۔ بزار۔ طبرانی۔ ابن عساکر اور زبیر بن بکار میں حافظ ذہلی انس اور ابو ذر سے روایت کرتے ہیں ابو ذر کی روایت اس طرح پر ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کے وقت کا متلاشی رہا کرتا تھا۔ میں نے ایک دن آپ کو تنہا بیٹھا پایا۔ غنیمت سمجھ کر فوراً آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ ابو ذر کیسے آئے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے

Marfat.com

آیا ہوں۔ آپ نے بیٹھنے کو فرمایا اور میں آپ کے پاس ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ نہ میں نے کچھ عرض کیا اور نہ آپ نے کچھ ارشاد فرمایا تھوڑی دیر کے بعد ابوبکر بڑی عجلت کے ساتھ آئے۔ انھوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیسے آئے انھوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے آیا ہوں۔ آپ نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور وہ آپ کے سامنے ٹیلے کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر عمر آئے انھوں نے بھی اسیطرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر ابوبکر کے پاس بیٹھ گئے پھر عثمان آئے اور انھوں نے بھی اسی طرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر عمر کے پاس بیٹھ گئے (اس کے بعد کچھ اور صحابہ آئے اور بیٹھ گئے)

ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لئے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ کنکریاں سات تھیں اور بعض میں ہے کہ ان کی تعداد نو تھی۔ ان کنکریوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھی ہم نے ان کی آواز سُنی۔ جو شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے ملتی ہوئی آواز تھی۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھدیا۔ وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے اٹھا کر ابوبکر کو دیں۔ انھوں نے ابوبکر کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی۔ پھر آپ نے لیکر زمین پر رکھ دیں وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے عمر کو دیں انھوں نے عمر کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر رکھ دیں وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے عثمان کو دیں۔ انھوں نے عثمان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر رکھ دیں۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ ان کنکریوں کی تسبیح کو اُن سب نے سُنا جو اس مبارک مجلس میں حاضر تھے۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ آپ نے یہ کنکریاں ہم باقی اشخاص کے ہاتھ میں بھی رکھیں لیکن ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں انھوں نے تسبیح نہ پڑھی۔

۸۔

حکایت مثنوی

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود	گفت اے احمد بگو ایں چیست زود	گر رسولی چیست در مشتم نہاں	چوں خبر داری ز رازِ آسماں
گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست	یا بگوید آں کہ ما حقیم و راست	گفت بوجہل ایں دوم نادر تر است	گفت آرے حق ازیں قادر تر است
گفت شش پارہ حجر در دست تست	بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست	از میانِ مشتِ او ہر پارہ سنگ	در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لا الٰہ گفت اِلّا اللہ گفت	گوہرِ احمد رسول اللہ سفت	چو شنید از سنگہا بوجہل ایں	زود ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
گفت نبود مثل تو ساحر دگر	ساحراں را سر توئی و تاج سر	چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت	گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
رہ گرفت و رفت از پیشِ رسول	اوفتاد اندر چہ آں زشتِ جہول	معجزہ او دید و شد بدبخت زفت	سوئے کفر و زندقہ سر سبز رفت
	خاک بر فرقش کہ بد کورِ لعیں	پشم او ابلیس آمد خاک بیں	

۹۔ بیہقی۔ بزار۔ دارمی۔ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ ہم آپ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی آیا آپ نے اس سے فرمایا۔ اے دیہاتی کہاں جارہا ہے۔ اس نے کہا گھر جارہا ہوں۔ آپ نے فرمایا امرِ خیر کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا امرِ خیر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا گواہی دینی کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا اس بات کی تصدیق کون کریگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کیکر کا درخت جو وادی کے کنارہ پر کھڑا ہے۔ چنانچہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی گئی اور اس نے ہر مرتبہ گواہی دی کہ بے شک یہ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ پھر وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔ دیہاتی یہ معجزہ دیکھکر بولا یا رسول اللہ میں اپنے قبیلہ کو جاکر آپ کی خبر سُناتا ہوں اور ان سب کو آپ کی خدمت میں لانیکی کوشش کرتا

Marfat.com

ہوں اگر وہ نہ آئے میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اور بزار کی ایک روایت میں جو عامر بن الخضیب سے ہے۔ اس طرح پر ہے۔ کہ دیہاتی نے آپ سے نشانی طلب کی۔ آپ نے اس سے درخت کے بلانے کو فرمایا اس نے درخت کو بلایا۔ وہ درخت دائیں بائیں آگے پیچھے شدت سے جھوما یہاں تک کہ اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ وہ اپنی ٹوٹی جڑوں کو لئے ہوئے زمین چیرتا ہوا حاضر خدمت ہوا پھر اس نے السلام علیک یارسول اللہ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا کہ آپ اس کو حکم دیں تاکہ یہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ نے درخت کو اشارہ فرمایا اور وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اعرابی نے کہا آپ مجھ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کے واسطے کہتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے دست و پا چومنے کی اجازت طلب کی آپ نے عنایت فرمائی۔ اور وہ دست و پا بوس ہوا۔ خواہم از شوقِ دست بوسِ تو مُرد ✦ دست بیروں کن از یمانی بُرد

۱۰۔ بخاری اور مسلم عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں قوم جن نے جس رات آپ سے قرآن مجید سُنا ایک درخت نے آپکو جنات کے آنے کی اطلاع دی۔ اور پھر جنات نے آپ سے جب گواہ طلب کیا تو آپ نے اس درخت کو طلب کیا وہ زمین چیرتا ہوا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور اس نے گواہی دی۔

۱۱۔ مسلم جابر سے روایت کرتے ہیں آپ جہاد میں تشریف لے جا رہے تھے ایک کھلے میدان میں آپ کا قیام ہوا۔ قضائے حاجت کے واسطے آپ تشریف لے گئے۔ کوئی پردہ کی جگہ نہ تھی۔ دو درخت کھڑے تھے۔ آپ نے ان کی ٹہنیوں کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا۔ اللہ کے حکم سے میری مطیع ہو جاؤ۔ انھوں نے آپ کے لئے پردہ کر دیا جب آپ فارغ ہو گئے آپ نے ٹہنیوں کو سر مبارک سے دائیں بائیں اپنی اپنی جگہ جانے کو اشارہ فرمایا اور وہ اپنی اپنی جگہ پر چلی گئیں۔

۱۲۔ احمد۔ طبرانی۔ بیہقی۔ بغوی جابر سے روایت کرتے ہیں ایک وادی میں آپ کا قیام ہوا۔ آپ استراحت فرمانے کو لیٹ گئے ہم نے ایک درخت کو زمین چیرتے ہوئے آپ کے پاس آتا دیکھا۔ اس نے آکر اپنی شاخیں آپ پر جھکا دیں۔ اور پھر وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ بیدار ہونے پر ہم نے یہ واقعہ آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ سے اجازت طلب کی تاکہ مجھ کو آکر سلام کرے۔ اس کو اجازت ملی اور اس نے آکر مجھ کو سلام کیا۔

۱۳۔ احمد۔ شافعی۔ بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ حاکم۔ طبرانی۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ ابویعلیٰ۔ اور دیگر ائمہ نے اُبی بن کعب جابر بن عبداللہ۔ انس بن مالک۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عباس۔ سہل بن ابی سعد۔ ابو سعید خدری۔ بریدۃ بن الخصیب۔ مطلب بن ابی وداعۃ۔ ام سلمٰہ اور دوسرے صحابہ سے مسجد شریف نبوی کے ستون کے واقعہ کو روایت کیا ہے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے کہا ہے۔ یہ واقعہ حدِ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ یعنی اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اس کے ثبوت میں قطعاً کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ اس طرح پر ہے۔

مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے اور کھجور کی شاخوں سے اس کی چھت پٹی ہوئی تھی آپ ایک ستون سے سہارا لیکر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ تمیم داری نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کے واسطے ایک منبر بنا دیا جائے۔ اور آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کریں تو سب لوگ آپ کی آواز سُن سکیں گے۔ آپ نے ان کی تجویز پسند فرمائی۔ اور تین سیڑھیوں کا منبر لکڑی کا آپ کے واسطے بنایا گیا۔ جمعہ کے دن آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اس ستون سے جدائی واقع ہوئی۔ وہ جدائی کی تاب نہ لا سکا اور مفارقت کے درد میں رونے لگا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں ہم نے اس کے رونے کی آواز سُنی جو اونٹنی کے بچہ کی آواز سے مشابہ تھی۔ اور ایک

Marfat.com

روایت میں ہے کہ بچے کے رونے سے ملتی ہوئی آواز تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے سب لوگ رونے لگے۔

دور م از وصالِ تو زندگی چہ کار آید	جاں بہ لب نمی آید چہ سخت جانی ہا است

آپ منبر پر سے اترے اور ستون کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس پر دست شفقت پھیرا۔ پھر اپنی مبارک گود میں لیا۔ تب جا کر اس کے رونے کی آواز بند ہوئی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر میں اس کو گود میں نہ لیتا تو یہ میری جدائی کی وجہ سے قیامت تک روتا رہتا۔ پھر آپ نے منبر کے نیچے اس کو دفن کرایا اور آپ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے۔

تو در دلی بہ غم ایں و آں کہ پرداز د	بجائے جاں کہ تو باشی بہ جاں کہ پرداز د

حسنِ بصری جب اس حدیث شریف کو روایت کرتے تھے اور اس واقعہ کا بیان کرتے تھے تو رویا کرتے تھے اور کہتے تھے۔ اے بندگانِ خدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق میں ستون رویا۔ تم کو اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق زیادہ ہونا چاہیے اور تم زیادہ مستحق ہو کہ ان کے اشتیاق میں رو۔

جب آپ رفیقِ اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ سے جدائی واقع ہوئی تو عمر روتے جاتے تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کھجور کا تنہ آپ کے فراق میں رویا یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک نے اس کو خاموش کیا۔ آپ کی امت بہ نسبت اس تنہ کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں رو ئے۔

عجب نہیں ہے جو بخشے جماد کو ادراک	ہو آدمی کی طرح گو یہ رنگ ڈھنگ نہیں
جو روئے ہجرِ نبی میں نہیں ہے وہ چوب چوب	کرے جو آپ سے باتیں وہ سنگ سنگ نہیں
یہ سب جمال ہے خیر اس جمیلِ مطلق کا	چمن میں بو نہیں اور میکدے میں رنگ نہیں

امام شافعی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو جو جو معجزے عنایت کئے تھے وہ سب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کئے ہیں یہ سن کر ایک شخص نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا ہمارے حضرت کے فراق میں ستون رویا۔ اس کے رونے کی آواز سب نے سنی یہ معجزہ مردے کو زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے مردے میں تو پہلے جان تھی جو نکل گئی تھی اور اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس میں پھر جان ڈال دیتے تھے لیکن لکڑی تو بے جان ہے اس میں جان پڑی اور اس کو شعور رہا اور وہ آپ کے دردِ مفارقت میں روئی۔

۱۴۔ دار قطنی۔ ابن عدی۔ حاکم۔ طبرانی اور بیہقی عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی گوہ کا شکار کئے ہوئے آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے صحابہ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اس کو جواب دیا گیا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں یہ سن کر وہ دیہاتی کچھ بیہودہ بولا۔ پھر اس نے اپنی آستین میں سے گوہ کو نکالا۔ اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا قسم ہے لات اور عزیٰ کی جب تک یہ گوہ تم پر ایمان نہ لے آئے میں ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ آپ نے گوہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے گوہ۔ گوہ نے اس طرح پر جواب دیا جس کو ہم سب نے سنا۔ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَا زَیْنَ مَنْ وَافَی الْقِیَامَۃَ یعنی حاضر خدمت ہوں اے وہ جناب جو قیامت میں سب جمع ہونے والوں کی زینت ہیں۔ آپ نے دریافت کیا تو کس کی عبادت کرتی ہے۔ گوہ نے کہا اس ذاتِ پاک کی جس کا عرش آسمان میں اور بادشاہت زمین پر۔ اور راستہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب دوزخ میں ہے۔ آپ نے فرمایا میں کون ہوں۔ اس نے

Marfat.com

کہا۔ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں یقیناً فلاح پائی جس نے آپ کی تصدیق کی اور سچا جانا اور رُسوا ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی اور جھٹلایا۔ دیہاتی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

۱۵۔ احمد۔ بزّار اور ابو محمد عبد اللہ فقیہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر کے ساتھ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں چند بھیڑیں تھیں انھوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ ہم ان بھیڑوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا کسی کو نہیں چاہیے کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔

۱۶۔ دارمی۔ بزّار اور بیہقی جابر سے روایت کرتے ہیں۔ ایک اونٹ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ نے فرمایا اس کا مالک کون ہے۔ انصار کے بعض جوان بولے یہ ہمارا ہے۔ آپ نے فرمایا اس اونٹ کا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے بیس سال اس سے پانی نکالنے کی خدمت لی۔ اب اس کی عمر بڑی ہو گئی اور ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو ذبح کر دیں آپ نے فرمایا۔ تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ آپ کا مال ہے۔ آپ نے فرمایا جب تک اس کی موت نہ آئے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا۔ یہ اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ میرے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اس کے مالک نے کہا یارسول اللہ آپ نے درست فرمایا میں اب ایسا نہ کروں گا صحابہ نے جب اونٹ کو سجدہ کرتے دیکھا تو انھوں نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ ہم بہ نسبت حیوان کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا بشر کو نہیں چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے چاہے بیوی ہی کیوں نہ ہو وہ بھی اپنے شوہر کو سجدہ نہ کرے۔

۱۷۔ بیہقی ابو سعید خدری سے طبرانی۔ منذری اور قاضی عیاض اُمّ سلمہ سے اور ابو نعیم انس اور ام سلمہ سے کچھ اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ کو یارسُولَ اللہ کہہ کر تین مرتبہ آواز دی۔ آپ آواز کی طرف ملتفت ہوئے۔ ایک بندھی ہوئی ہرنی آپ کو آواز دے رہی تھی اور اس کے پاس شکاری سو رہا تھا۔ آپ نے ہرنی سے دریافت فرمایا تیری کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا مجھ کو اس شکاری نے پکڑ لیا ہے۔ سامنے پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھ کو کھول دیں تاکہ میں ان کو دودھ پلا دوں۔ آپ نے فرمایا۔ دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ اس نے وعدہ کیا اور آپ نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں شکاری کی آنکھ کھل گئی اس نے آپ کو دیکھ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ اگر کوئی خدمت ہو ارشاد فرمائیں تاکہ بجا لاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ شکاری نے فوراً امتثالِ حکم کیا اور ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی اچھلتی کودتی یہ کہتی روانہ ہوئی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۸۔ مسلم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منبر پر آیت شریفہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ تلاوت فرمائی۔ یعنی بندوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم احسانہ کو جیسا چاہیے تھا نہیں پہچانا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اس طرح فرماتا ہے وہ کہتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ یعنی میں ہی جبار زبردست ہوں میں ہی سب سے برتر ہوں۔ ابن عمر کہتے ہیں آپ نے جس وقت یہ الفاظ مبارک ادا فرمائے منبر ہلنے لگا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سے منبر لرز گیا) اور ہم کو خیال ہوا کہیں آپ خدانخواستہ

Marfat.com

گر نہ جائیں۔

١٩۔ بخاری۔ مسلم۔ بزار۔ اور ابو یعلیٰ جابر اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بہت مضبوطی کے ساتھ
تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کے بعد آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا۔ آپ کے ہاتھ میں شاخ خرما تھی۔ آپ
اس شاخ سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ فوراً گر پڑتا تھا۔ اگر آپ سامنے سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ چت گرتا تھا اور اگر آپ پیچھے
سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ منہ کے بل گرتا تھا۔ آپ اس وقت جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اور جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا
يُعِيدُ پڑھتے جاتے تھے یعنی صداقت نے اپنی جگہ لی اور جھوٹ ملیا میٹ ہوا اور سچائی کا ظہور ہوا۔ اور غلط نہ پھلا ہے اور نہ پھلے گا۔

٢٠۔ ابن سعد۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ بیہقی اور ابو نعیم چند طرق سے روایت کرتے ہیں براء بن عازب کی روایت اس طرح پر ہے۔
مدینہ منورہ کا خندق کھودا جا رہا تھا۔ ایک جگہ بڑا اور سخت پتھر ظاہر ہوا ہم نے ہر چند کوشش کی لیکن وہ نہ ٹوٹا۔ ہماری کدالوں کے سرے مڑ گئے
ہم نے آپ سے عرض کیا آپ اس پتھر کے پاس تشریف لائے اور آپ نے بسم اللہ کہکر ایک مرتبہ کدال ماری تو پتھر کا تہائی حصہ الگ ہوگیا
دوسری مرتبہ میں دوسرا تہائی حصہ الگ ہوگیا اور تیسری مرتبہ میں تیسرا تہائی حصہ الگ ہوگیا۔ ہر مرتبہ آپ کے کدال مارنے پر نور نکلتا تھا
اور آپ اس وقت اللہ اکبر فرماتے تھے۔ آخر میں آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ یمن۔ فارس اور روم فتح ہو جائیں گے۔

٢١۔ ابن سعد۔ ابن مردویہ۔ بیہقی اور ابو نعیم بتوسط ابو مصعب مکی کے انس بن مالک زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے
ہیں جب آپ غار ثور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے دہانہ پر ببیا کا پودا اُگ گا۔ کبوتر کے جوڑے نے گھونسلہ بنایا اور انڈے
دئے مکڑی نے جالا بنا تاکہ تلاش کرنے والوں کو معلوم نہ ہو کہ غار میں کوئی ہے۔

خداوند عالم ہو جس کا محافظ	اسے خوف کیا ہوگا درد و محن کا	پڑی خاک عقلوں پہ سب کافروں کی	جہاں پردہ دیکھا لعاب دہن کا

٢١۔ بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ترمذی اور اکثر ائمہ حدیث انس۔ جابر۔ ابن مسعود۔ قتادہ۔ عمران بن حصین اور دوسرے صحابہ سے آپ کی
مبارک انگلیوں میں سے پانی اُبلنے کے مبارک معجزہ کو روایت کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا ہے۔ ترمذی۔ نووی اور دوسرے
اکابر نے لکھا ہے کہ اس معجزۂ شریفہ کا ثبوت تواتر کی حد تک پہنچ گیا ہے اس میں کسی قسم کا شک یا شبہ نہیں کیا جا سکتا یہاں بطور صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے
بخاری جابر سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن سب لوگوں کا پیاس کی وجہ سے بُرا حال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس ایک مشکیزہ تھا اور آپ اس سے وضو فرما رہے تھے آپ کو وضو کرتا دیکھ کر سب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے
دریافت فرمایا کیا بات پیش آئی ہے۔ سب نے عرض کیا۔ ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے اور نہ پینے کو صرف یہی پانی ہے جو
آپ کے پاس ہے۔ آپ نے اپنا مبارک ہاتھ مشکیزہ میں رکھ دیا۔ فوراً پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے مابین سے فوارہ مار کر چشموں
کی طرح بہنے لگا۔ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں میں نے جابر سے دریافت کیا تم سب کتنے افراد تھے جابر
نے کہا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم سب کو بخوبی کافی ہوتا ہم اس وقت ڈیڑھ ہزار افراد تھے یعنی پندرہ سو۔ لیکن دوسری روایات
سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیبیہ میں آپ کے ساتھ ایک ہزار چار سو صحابہ تھے۔ اور علماء نے لکھا ہے کہ یہ تعداد صحیح ہے۔
علماء نے کہا ہے کہ وہ مبارک پانی جو آپ کی انگلیوں سے اُبل کر نکلا ہے وہ آب زمزم۔ آب کوثر۔ بادۂ سلسبیل اور تسنیم سے مبارک اور افضل ہے
٢٢۔ مسلم اور مالک معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر ایک چشمہ پر قیام ہوا چشمہ خشک ہوگیا تھا صرف زمین

میں سیل باقی تھی۔ لوگوں نے اس کو کھودا اور بڑی دقت سے پانچ سات چلو پانی اکٹھا کر کے آپ کی خدمت شریف میں لائے۔ آپ نے اس پانی میں مبارک ہاتھ اور منہ کو دھویا اور پھر اس کو چشمہ میں ڈلوا دیا۔ اس پانی کے پڑتے ہی چشمہ اُبل پڑا اور اس کا پانی جاری ہو گیا سب سیراب ہوئے مویشیوں کو بھی پانی پلایا اور وہ پانی بہتا ہی رہا۔

۲۴۔ بیہقی اور طبرانی ابوایوب خالد بن زید بن کلیب انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ جب آپ مدینہ منورہ ہجرت فرما کے تشریف لائے میں نے صرف آپکے اور ابوبکر کے واسطے کھانا تیار کیا میں نے آپ دونوں سے کھانے کو عرض کیا۔ آپ نے مجھ سے ارشاد کیا جاؤ انصار میں سے تیس اشراف کو لاؤ۔ میں حکم بجالایا۔ آپ نے ان سب کو کھانا کھلایا۔ جب سب کا پیٹ بھر گیا آپ نے مجھ سے ساٹھ آدمیوں کے بلانے کو فرمایا۔ میں نے فرمانِ شریف کی تعمیل کی آپ نے ان سب کو بھی شکم سیر کھانا کھلایا۔ جب سب فارغ ہو گئے۔ آپ نے ستر آدمیوں کے حاضر کرنے کو فرمایا۔ میں نے امتثالِ امر کیا اور ان ستر آدمیوں نے بھی اچھی طرح پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ابوایوب کہتے ہیں کہ ان سب آدمیوں نے اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کے کھانے کو ایک سو اسی آدمیوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہوئے۔ صاحبِ کتاب نے لکھا ہے ایک سو ساٹھ آدمیوں کو ابوایوب بلا کر لے گئے تھے۔ باقی بیس میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر اور ابوایوب کے گھر والے یا ان کے اپنے بلائے ہوئے آدمی ہونگے۔

۲۵۔ بخاری دو طرق سے جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی وہ ہم سے کسی طرح بھی نہ کٹی ہم نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا میں اترتا ہوں چنانچہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اس سخت زمین پر کدال کی ایک ضرب ماری وہ ریت کی طرح بہنے لگی۔ جابر کہتے ہیں میں نے آپکو دیکھا کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا مجھ سے آپ کی یہ کیفیت دیکھی نہ گئی۔ میں نے آپ سے گھر تک جانے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کی کیفیت مجھ سے نہیں دیکھی جا سکتی اور میں صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتا اگر گھر میں کچھ ہو تو جلد بتاؤ۔ بیوی نے کہا ایک صاع جو رکھے ہیں یعنی ساڑھے تین سیر۔ اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے کہا تم جو کو پیس کر گوندھو اور میں بکری کے بچہ کو ذبح کر کے صاف کر کے پتیلے میں چڑھاتا ہوں۔ میں اپنے کام سے جلدی فارغ ہوا اور آپ کی خدمت مبارک میں پہنچا اور موقع پاکر آپ سے عرض کیا کہ ایک صاع جو کا آٹا اور ایک بکری کا بچہ موجود ہے آپ چند اصحاب کو لیکر تشریف لے چلیں۔ میں نے آپ سے یہ عرض پوشیدہ طور پر کی۔ آپ نے سن کر بآواز بلند فرمایا۔ اے اہلِ خندق جابر نے تم سب کی دعوت کی ہے چلو ان کے گھر کھانا کھاؤ۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ پہنچوں تم پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارنا اور اپنی بیوی سے کہدو کہ میرے پہنچنے تک روٹی پکانی شروع نہ کریں۔ یہ سن کر میں فوراً گھر آیا اور گھر والی سے کیفیت بیان کی اتنے میں آپ تمام اہل خندق کو لے کر تشریف لے آئے۔ آپ نے گوندھے ہوئے آٹے میں ذرا سا آبِ دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی پھر آپ نے پتیلے میں قدرے لعابِ مبارک ڈالا اور دعائے برکت فرمائی اور ارشاد کیا اب عورتوں کو بلا کر روٹی پکانی شروع کر دو۔ اور پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارو۔ سالن نکال نکال کر دیتے رہو۔ جابر کہتے ہیں ایک ہزار آدمی تھے سب نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور خدا کی قسم ہے کہ پتیلا اسی طرح بھرا ہوا چولہے پر رکھا تھا اور آٹا اتنا ہی گوندھا رکھا تھا۔

Marfat.com

۲۶۔ ابن سعد۔ ابو یعلیٰ۔ بزار۔ ابن منده۔ حاکم۔ بیہقی اور ابو نعیم سَفِینَۃ سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہ میں کشتی میں سوار تھا۔ سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر بیٹھا رہ گیا اور کنارہ پر پہنچ گیا۔ میں خشکی پر اترا مجھ کو ایک شیر ملا وہ میری طرف بڑھا۔ میں نے اس سے کہا اے اَبُو الحَارِث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ عربی میں شیر کی کنیت ابوالحارث ہے۔ یہ سُن کر شیر نے اپنی دم ہلائی اور عاجزی سے آکر میرے پاس کھڑا ہوا۔ پھر وہ مجھ کو لے کر چلا اور راستہ پر مجھ کو پہنچایا۔ پھر تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ آواز نکالتا رہا گویا وہ مجھ کو رخصت کر رہا تھا اور پھر وہ جنگل کو لوٹ گیا۔

۲۷۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ اُحُد کی لڑائی میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل پڑی آپ نے دست مبارک سے اس کی جگہ پر اس کو رکھ دیا وہ اچھی ہو گئی۔ اس کی بینائی اور صحت دوسری آنکھ سے اچھی تھی۔

۲۸۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ مُلاعِبِ أَسِنَّۃ عامر بن مالک کو استسقا ہو گیا۔ اس کی نازک حالت ہوئی اس نے آپ کی خدمت بابرکت میں قاصد بھیجا۔ آپ نے خاک کی چٹکی پر تھوک کر قاصد کو عنایت کی۔ قاصد متحیر ہوا اور سمجھا کہ آپ نے شاید مذاق فرمایا ہے۔ وہ اس چٹکی کو لے کر مُلاعِبِ أَسِنَّۃ کے پاس پہنچا۔ اس کی حالت ازحد نازک ہو گئی تھی۔ اس نے پانی میں گھول کر وہ خاک کی چٹکی پی لی۔ اللہ نے اس کو شفا دی۔

۲۹۔ ابن أبی شیبہ۔ بیہقی اور طبرانی روایت کرتے ہیں فُدَیک بن عَمرو سلامانی کو آپ کے پاس لائے اس کی آنکھیں بے نور ہو کر بالکل سفید پڑ گئی تھیں۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا اس نے کہا میں اونٹ لئے جا رہا تھا۔ سانپ کے انڈوں پر پیر پڑ گیا اور بینائی بالکل جاتی رہی۔ آپ نے اس آنکھوں میں تھوک دیا وہ بینا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے اس کو دیکھا جبکہ اس کی عمر اسی برس کی تھی۔ وہ بہ آسانی سوئی میں تاگا پرو تا تھا۔

۳۰۔ بخاری یزید بن ابی عبید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سَلَمَۃ بن الأکوَع کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا۔ میرے دریافت کرنے پر انھوں نے مجھکو بتایا کہ خیبر کے دن میری پنڈلی پر زخم لگا لوگوں نے کہا کہ سلمہ کے زخم لگا۔ آپ نے تین مرتبہ اس پر تھوک دیا۔ زخم بالکل اچھا ہو گیا اور اب تک کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور وہ جڑ گئی اور زخم اچھا ہو گیا۔

۳۱۔ بخاری۔ مسلم۔ حاکم۔ اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن علی مرتضیٰ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اُن کے رمد ہو گیا تھا۔ سَلَمَۃ الأکوع ان کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے پاس لائے۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں تھوک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر اور اپنی ہتھیلیوں پر لعابِ دہن لگا کر ان کے آنکھوں پر مل دیا۔ فوراً شفا پائی۔ اور فتح خیبر ان کے ہاتھ پر ہوئی اور پھر مدت العمر کبھی ان کی آنکھ دکھنے کو نہ آئی۔

۳۲۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت اقدس میں ایک مادر زاد گونگے بڑے لڑکے کو لائے آپ نے اس سے دریافت فرمایا میں کون ہوں اللہ نے اس کی زبان کھول دی اور اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۳۳۔ احمد۔ دارمی۔ طبرانی۔ بیہقی۔ ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا اس بچہ پر کھانے کے وقت جنون کا دورہ پڑتا ہے آپ نے اپنا دست مبارک اسکے سینہ پر پھیر دیا

Marfat.com

بچے نے قے کی ایک کالا کیڑا پلے کی شکل کا اس کے پیٹ میں سے نکلا اور اس کا جنون جاتا رہا۔
۳۴۔ ابن ابی شیبہ ام جندب سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپ کے پاس اپنے بچے کو لائی اور عرض کیا اس پر کوئی بلا آگئی ہے اور اب یہ بولتا نہیں ہے۔ آپ نے پانی منگوایا۔ اس میں دست مبارک اور روئے مبارک دھویا اور اس پانی سے بچے پر چھینٹا دلوایا اور کچھ اس کو پلوایا وہ اچھا ہو گیا اور بہت ہوشیار نکلا۔
۳۵۔ بیہقی۔ ابن عساکر، ابن سعد وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بدر کے دن عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی آپ کے ہاتھ میں شاخ خرما تھی وہ آپ نے عکاشہ کو دے دی اور ارشاد کیا اس سے لڑو عکاشہ کہتے ہیں وہ شاخ میرے ہاتھ میں عمدہ تلوار ہو گئی اور میں اس سے لڑتا رہا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے اس تلوار کا نام عون تھا یہ عکاشہ کے پاس رہی اور ان کے بعد انکی اولاد کے پاس رہی
۳۶۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن خبیب کے شانہ پر تلوار لگی ان کا شانہ لٹک گیا آپ نے اس پر تھوکا اور پھر اس کو جوڑا وہ اپنی اصلی حالت پر ہو گیا۔
۳۷۔ بیہقی روایت کرتے ہیں احد کے دن عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ان کو شاخ خرما دی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی وہ اس سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اپنے مبارک ماموں سید الشہداء حضرت حمزہ کے پہلو میں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے رضی اللہ عنہما۔
۳۸۔ بیہقی اور ابو نعیم عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ آئیں۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے ان کے چہرہ کا رنگ زرد ہو رہا تھا آپ نے ان کے سینہ پر جہاں ہنسلی پہنچی جاتی ہے اپنا دست مبارک رکھا اور آپ نے انگلیوں کو کھول دیا اور پھر اس طرح دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ مُشْبِعَ الْجَاعَۃِ وَرَافِعَ الْوَضِیْعَۃِ لَا تُجِعْ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ۔ یعنی اے میرے اللہ، اے بھوکوں کو سیر کرنے والا اور کمزوروں کو سہارا دینے والا محمد کی بیٹی فاطمہ کو سہارا دے عمران کہتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کے بعد میں نے فاطمہ کے چہرہ پہ نظر ڈالی تو زردی ہٹ گئی تھی اور بعد میں میرے دریافت کرنے پر فاطمہ نے مجھ سے کہا اے عمران اس دن کے بعد سے کبھی بھوک نے مجھ کو نہیں ستایا۔
۳۹۔ بیہقی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علی کے واسطے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ یعنی بار مولیٰ تو ان کو سردی اور گرمی سے بے نیاز کر دے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو نہ کبھی گرمی محسوس ہوئی اور نہ سردی۔ چنانچہ آپ گرمیوں میں سردیوں کے اور سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔
۴۰۔ ترمذی۔ نسائی۔ حاکم اور بیہقی عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا آپ دعا فرمائیں تاکہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا پہلے وضو کر دو پھر دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَکْشِفَ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔ یعنی اے میرے اللہ میں یقیناً تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کو جن کا اسم شریف محمد ہے اور جو نبی رحمت ہیں وسیلہ بنا کر تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد یقیناً میں تم کو وسیلہ بنا کر تمہارے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری بینائی کھول دے اے میرے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما راوی کہتا ہے نابینا نے حسب ارشاد عمل کیا اور اللہ نے اسکو بینا کر دیا۔

Marfat.com

عثمان بن حنیف اور ان کی اولاد یہ دعا بچوں کو اور دوسرے لوگوں کو سکھاتے تھے اور جب کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکل آسان کر دیتا تھا۔ جس ضرورت کے واسطے یہ دعا پڑھی جائے اس ضرورت کو بجائے اَن یکشف بصری کے ذکر کیا جائے مثلاً شفائے مریض کے لئے اَن یَشفِیَ المَرِیضَ کہا جائے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ یا مُحمّدُ یا حَبِیبَ اللہِ۔ یا رَسُولَ اللہِ۔ یا نَبِیَّ اللہِ کہنا درست اور صحیح ہے۔ بدلائے انکار کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے انکار ہے

یارسول اللہِ السّلامُ علیک	اِنّما الفوزُ والفلاحُ لدیک	بہ سلام آمدم جوابم دہ	مرہمے بر دلِ خرابم نہ
بس بود جاہ و احترامِ مرا	یک جواب از تو صد سلامِ مرا	گر نہ رفتم طریقِ طاعتِ تو	ہستم از عاصیانِ امتِ تو
رحم کن بر منِ فقیرِ من	دست بکشا بہ دستگیریِ من	آمدم زیر بارِ عصیاں پست	افتم از پائے گر نہ گیری دست
عفو فرما شہا گناہِ مرا	دمبدم دور کن سیاہِ مرا	جادہ می نما برائے خدا	رحم فرما بہ مستمندِ گدا
	جائے دہ در حریمِ خویش مرا	مرہمے بخش سینہ ریش مرا	

اشعار

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست	محمد چشم بر راہِ ثنا نیست	خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس	محمد حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد	بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد	محمد از تو می خواہم خدا را	الٰہی از تو عشقِ مصطفیٰ را

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

تتمہ

پتھر پر قدمِ شریف کے نشانِ مبارک کے بیان میں

جدامجد کلاں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سعید البیان میں پتھر پر قدمِ شریف کے نشانِ مبارک کے معجزہ کا بیان فرمایا ہے۔ چونکہ اس معجزۂ شریفہ کے بارے میں علمائے اعلام رحمہم اللہ نے کچھ بحث کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع شریف کو قدرے وضاحت سے بیان کیا جائے تاکہ حقیقت امر واضح ہو جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مختصر طور پر لکھتا ہوں۔

علامہ شیخ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بوصیری مصری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۶۹۷ھ ہجری کو ہوا ہے۔ اور اسکندریہ میں مدفون ہوئے ہیں اور جن کا قصیدہ بردہ اور ہمزیہ اطراف و اکناف عالم میں مشہور ہے قصیدہ ہمزیہ میں کہتے ہیں۔

اَوْ بِلَثْمِ التُّرَابِ مِنْ قَدَمٍ لَا نَتْ حَیَاءً مِنْ مَشْیِہَا الصَّفْوَاءُ

یعنی اے کاش مجھ کو اس خاکِ پاک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہو جو آپ کے مبارک پیروں سے چھو گئی ہو وہ مبارک پیر جن سے مس ہوتے وقت شرم اور حیا کی وجہ سے سخت پتھر بھی نرم پڑ جاتا تھا۔

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی نے اس قصیدہ کی شرح میں اور علامہ علی بن برہان الدین حلبی نے انسان العیون میں اور سید احمد زینی دحلان نے سیرۃ نبویہ آثار محمدیہ میں اور دوسرے علماء نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تھے تو وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے نرم پڑ جاتا تھا اور جب آپ ریت پر چلتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا

Marfat.com

اثر نہیں ہوتا تھا بہ خلافِ عادتِ مقررہ کے اس شعر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر آپ کے مبارک پاؤں سے لگ کر شرم اور حیا کی وجہ سے نرم پڑ جاتا تھا۔ مٹی اور ریت کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ اور پتھر کس طرح پر نرم پڑتا تھا آیا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاتا تھا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان پڑ جاتا تھا یا آپ کے ہیبت اور عظمت سے اظہار خشوع اور تذلل کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی خاصیت کو آپ کے واسطے بدل دیتا تھا کہ اس کی سختی اور درشتی آپ کے لئے بے اثر ہو جاتی تھی اور آپ کے مبارک پاؤں کو پتھر پر چلنے سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔ ان دونوں معانی کا احتمال ہے۔ اگر روایات سے پتھر پر قدم شریف کا نشان ثابت ہوتا ہے تو پہلی صورت ہے اور ابن حجر مکی وغیرہ نے جو پتھر پر نشان قدم کا ہونا لکھا ہے وہ درست ہے۔ اور اگر روایات سے ثابت نہیں ہوتا ہے تو دوسری صورت متعین ہے کیونکہ حضرتِ شیخ نے تمام صحیح واقعات کو اپنے قصیدہ میں ذکر کیا ہے۔ غیر صحیح واقعہ کا ذکر نہیں کیا ہے سمجھنے والے نے اگر ان کا شعر نہ سمجھا ہو اور اس کا غیر صحیح مطلب نکالا ہو تو اس میں ان کا کیا قصور ہے جس طرح پر کہ آپ نے اس قصیدہ میں فرمایا ہے

شَمَّتَتْهُ الْأَمْلَاكُ إِذْ وَضَعَتْهُ ۔۔۔ وَشَفَتْنَا بِقَوْلِهَا الشِّفَاءُ

یعنی جب آپ کی ولادتِ شریف ہوئی فرشتوں نے آپ کو یرحمک اللہ کہا، شفاء والدۂ عبد الرحمٰن بن عوف نے یہ واقعہ روایت کر کے ہمارے دلوں کو خوش کیا ہے۔

والدۂ عبد الرحمٰن کی روایت اس طرح پر ہے کہ جب آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اس وقت میں نے کسی کو یرحمک اللہ کہتے سنا یعنی فرشتہ کا یہ کہنا آپ کے آواز کرنے کے بعد تھا۔ اس روایت میں یا کسی دوسری روایت میں قطعاً نہیں آیا ہے کہ آپ نے ولادت شریف کے بعد چھینک لی اور پھر الحمد للہ فرمایا اور اس کے جواب میں فرشتوں نے آپ کو یرحمک اللہ کہا ہو۔ چونکہ لفظ شَمَّتَ تَشْمِیتاً کا استعمال چھینک کے بعد یرحمک اللہ کہنے پر ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ اس شعر سے یہ سمجھے کہ ولادت کے بعد آپ نے چھینک لی اور چونکہ شرعاً یرحمک اللہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ چھینکنے والا پہلے الحمد للہ کہے اس لئے بعض لوگوں نے یہ کہدیا کہ آپ نے ولادت شریف کے بعد چھینک لی اور پھر الحمد للہ کہا اور اس کے جواب میں فرشتہ نے یرحمک اللہ کہا یہ سب باتیں اسی شعر کی شرح میں بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ خود حضرت شیخ کہہ رہے ہیں کہ شفاء نے روایت کی ہے۔ اور شفاء کی روایت دلائل النبوۃ وغیرہ میں مذکور ہے چاہیے تھا کہ مطابق روایت کے شعر کی شرح کرتے نہ یہ کہ امورِ زوائد ذکر کر کے شعر کو بھی متضمن امورِ غیر ثابتہ بنا دیا۔

پتھر پر نقش قدم ثابت کرنے کے لئے ان علماء نے علامہ امام حافظ علی ابو الحسن تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے شعر کو بھی پیش کیا ہے ان کا انتقال ۷۵۶ھ کو ہوا ہے وہ قصیدۂ تائیہ در مدح خیر البریہ میں لکھتے ہیں۔

وَأَثَّرَ فِي الْأَحْجَارِ مَشْيُكَ ثُمَّ لَمْ ۔۔۔ يُؤَثِّرْ بِرَمْلٍ أَوْ بِبَطْحَاءَ مَرْطَبَةٍ

یعنی آپ کے چلنے نے پتھروں میں اثر کیا اور ریت پر یا وادی کی گیلی زمین پر اثر نہیں کیا۔ بطحی پہاڑوں کی وادی کو کہتے ہیں جہاں سیلاب گزرتا ہے۔ اور اس وادی میں کنکر بجری اور بالو ہوتا ہے علامہ سبکی کی جلالت علم اور علوِ مرتبت محتاج بیان نہیں ایسا شخص اگر کوئی بات کہے یقیناً وہ قابل استشہاد ہے۔ لہٰذا ایسے عالم شخص کے شعر کو بھی روایات کی روشنی میں دیکھنا چاہیے اور اس کو جامۂ صحت پہنانا چاہیے۔ کیونکہ جو شخص کسی تحریر یا تقریر میں غیر ثابتہ اور غیر مصدقہ امور کا ذکر نہ کرے تو وہ شعر میں کس طرح کر سکتا ہے پتھر پر قدم شریف کے نشان کا ذکر چھٹی صدی میں قاضی ابو بکر نے کیا ہے اور وہ بھی صرف صخرۂ شریفہ پر اور وہ بھی ایک مشہور بات کو بیان کیا ہے

Marfat.com

اور چوتھی صدی کے مشہور بات کو حافظ ابو نعیم نے ذکر کیا ہے کہ مکہ میں ایک پتھر پر نشان کہنی اور کلائی کا ہے۔ اور اُحُد کے پہاڑ میں نشان سر مبارک کا ہے۔ ریت پر قدم شریف کے نشان نہ ہونے کا ذکر تو کسی نے کیا ہی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں علامہ سبکی ان امور کا بیان کس طرح کر سکتے ہیں بجائے فکر اور محل خیال ہے۔

علامہ سبکی اپنے شعر میں لفظ أَثَّرَ تَأثِيرًا لائے ہیں جس کے معنی اثر کرنے یا اثر چھوڑنے کے ہیں اثر ظاہری ہو یا معنوی دونوں میں استعمال ہے۔ اگر شعر میں ظاہری اثر مراد لیا جائے تو ترجمہ اس طرح ہوگا کہ آپ کے چلنے نے پتھروں میں نشان ڈال دیا اور ریت اور کیچڑ میں نہیں کیا لیکن یہ ترجمہ روایات سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ اور مٹی پر نشان نہ ہونے کا ذکر تک کسی نے نہیں کیا ہے۔ لہٰذا لازمی ہے کہ معنوی اثر مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ شعر کا ترجمہ اور مُدعا اس طرح پر ہے۔

آپ کے قدم رکھنے نے پتھر پر اثر کیا وہ اپنی سختی اور کھردراپن کھو بیٹھا آپ کے مبارک پاؤں کو اس سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی جب کہ ایک پتھر آپ کا یہ احترام کرے افسوس ہے ان لوگوں پر جو آپ کو ایذا پہنچائیں اور تکلیف دیں اور آپ کے قدم رکھنے نے ریت اور کیچڑ میں اثر نہیں کیا کہ آپ کا مبارک قدم اس میں دھنس جاتا اور آپ کو مشقت ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے لئے مٹی کی طرح کر دیا کہ آپ بہ آسانی اس پر چلتے تھے۔

تعجب ہے بعد کے علماء نے یہ بات کس طرح لکھ دی کہ مٹی اور ریت پر قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا حالانکہ جب آپ غارِ ثور تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ تھے تو کفارِ مکہ آپ دونوں کے نقشِ قدم کو دیکھتے ہوئے غارِ ثور تک پہنچ گئے اور قائف نے یعنی نقشِ قدم پہچاننے والے نے کافروں سے کہا اس غار سے آگے نشان قدم کا نہیں گیا ہے اس پر اُمیّہ نے کہا غار میں کون ہو سکتا ہے۔ یہ دیکھو جھاڑی میں کبوتر کا گھونسلہ رکھا ہے۔ اس میں انڈے ہیں اور یہ مکڑی کا جالا ہے جو محمد کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔

حافظ ابو نعیم جن کا انتقال ۴۳۰ھ ہجری کو سو سال کی عمر میں ہوا ہے دلائل النبوہ میں لکھتے ہیں :- فان قیل. فقد لین اللہ تعالیٰ لداؤد الحدید حتی سرد منہ الدروع السوابغ. قلنا. قد لینت لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الحجارۃ وصم الصخور فعادت لہ غاراً استتر بہا من المشرکین یوم اُحُد مال صلی اللہ علیہ وسلم برأسہ الی الجبل لیخفی شخصہ عنہم فلین اللہ لہ الجبل حتی أدخل فیہ رأسہ وھذا أعجب لأن الحدید تلینہ النار ولم نر النار تلین الحجر وذلک بعد ظاہر باق یراہ الناس وکذلک فی بعض شِعَابِ مکۃ حجر من جبل اصم استروح فی صلاتہ الیہ فلان لہ الحجر حتی اثر فیہ بذراعیہ وساعدیہ وذلک مشہور یقصدہ الحجاج ویزورونہ وعادت الصخرۃ ببیت المقدس لیلۃ اسری بہ کہیئۃ العجین فربط بہا دابتہ البراق یلمسہ الناس الی یومنا ھذا باق۔ انتہی۔ یعنی اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو اتنا نرم کر دیا تھا کہ وہ اُس سے بڑی فراخ زرہیں بناتے تھے۔ ہم کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور سخت چٹانیں نرم کر دی گئیں تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کے لئے اُحُد کے دن آپ نے اپنا مبارک سر پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا نرم کر دیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس میں داخل کر دیا۔ وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے اور خلقت اس کو دیکھتی ہے۔ پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے۔ لوہے کو تو آگ نرم کر دیتی ہے لیکن یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو۔ اور اسی طرح

Marfat.com

مکہ کی بعض گھاٹیوں میں سخت پہاڑ کا ایک پتھر ہے جہاں آپ دورانِ عبادت میں استراحت فرماتے تھے یہ پتھر آپ کے لئے اتنا نرم پڑ گیا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہو گیا۔ وہ مشہور ہے اور حجاج اسکی زیارت کو جاتے ہیں اور بیت المقدس میں شب معراج کو صخرہ شریفہ آپکے واسطے گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا آپ نے اپنی سواری کو اس سے باندھا یعنی براق کو لوگ برائے برکت اس کو چھوتے ہیں اور وہ ہمارے زمانہ تک باقی ہے۔ انتہی۔

مشہور ہے کہ صخرۂ شریفہ کے ایک سرے میں حضرت جبریل نے انگوٹھے سے چھید کیا اور اس سے براق کو باندھا اور بعض نے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے دروازہ میں ایک پتھر ہے اس کو حضرت جبریل نے چھید کیا ہے۔

قاضی امام ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف بہ ابن العربی نے جن کا انتقال ۵۴۳ھ ہجری کو ہوا ہے موطا امام مالک کی شرح میں بیت المقدس میں صخرۃ اللہ کے متعلق لکھا ہے صخرۃ بیت المقدس من عجائب اللہ تعالیٰ فانھا صخرۃ قائمۃ شعثاء فی وسط المسجد الاقصیٰ قد انقطعت من کل جھۃ لا یمسکھا الا الذی یمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ۔ فی اعلاھا من جھۃ الجنوب قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رکب البراق وقد مالت من تلک الجھۃ لھیبتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی الجھۃ الاخری اصابع الملائکۃ التی امسکتھا لما مالت۔ الخ یعنی بیت المقدس کا صخرۂ شریفہ (بڑا مبارک پتھر) اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ بڑا پتھر جو منفرد واقع ہے مسجد اقصیٰ کے بیچ میں چاروں طرف سے زمین سے منفصل قائم ہے۔ اس کو زمین پر گرنے سے اسی ذات پاک نے روک رکھا ہے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہے (صخرۂ شریفہ کے نیچے غار ہے) اس کے جنوب کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا نشان ہے۔ یہ نشان اس وقت کا ہے جب کہ آپ نے براق پر سوار ہونے کے لئے اس پر قدم مبارک رکھا۔ وہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے اس طرف جھک گیا اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کے نشان ہیں کیونکہ انھوں نے اس پتھر کو گرنے سے روکا جب کہ وہ آپ کے قدم شریف رکھنے سے جھکا الخ

علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے ابن العربی کے ذکر کردہ واقعہ کو منہج معراج نامہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔ ثم توجھا اور ایک کتاب میں ہے ثم توجہ نحو صخرۃ بیت المقدس وعاھا فصعد من جھۃ الشرق اعلاھا۔ فاضطربت تحت قدمیہ ولانت فامسکتھا الملائکۃ لما تحرکت ومالت الخ یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل بیت المقدس صخرۂ شریفہ کو روانہ ہوئے یا آپ بیت المقدس صخرۂ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے۔ وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آگیا اور نرم پڑ گیا جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اس کو تھاما۔ الخ

حافظ ابن کثیر صخرۂ شریفہ پر نقشِ قدمِ مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ان رجلہ الکریمۃ غاصت فی الصخرۃ فصارت علی قدر قدمہ حافیۃ لا منتعلۃ۔ الخ یعنی آپ کا مبارک پاؤں صخرۂ شریفہ میں گھس گیا اور اس میں ننگے پاؤں کے مقدار میں نشان پڑا۔ جوتی پہنے ہوئے کے مقدار میں نشان نہیں پڑا۔ الخ

حافظ ابن کثیر نے اس طرح پر لکھ کر ایک اشکال کو رفع کیا ہے۔ کیونکہ معراج شریف میں آپ کا جوتی اتارنا کسی جگہ ثابت نہیں ہوا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ خاص حضوری کے وقت عرش بریں پر آپ نعلین شریفین پہنے ہوئے تھے براق پر سوار ہوتے وقت آپ نے جوتی کب اتاری ہے جو صرف برہنہ پا کا نشان پتھر پر آیا ہے۔ چاہیے تھا کہ آپ کی نعل مبارک کا نشان ہوتا لیکن حافظ ابن کثیر نے اس طرح پر لکھ کر یہ ثابت کیا

Marfat.com

کہ یہ بھی حق تعالیٰ کی ایک قدرت ہے اور آپ کا ایک معجزہ ہے کہ باوجود جوتے پہنے ہوئے کے نشان صرف قدم شریف کا آیا ہے۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ کے باب فی ما اوتی داؤد علیہ السلام میں لکھا ہے۔ قال ابو نعیم. واوتی تسبیح الجبال له ونظیر ذلك لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح الحصیٰ والطعام کما تقدم فی بابه واوتی تسخیر الطیر وقد تقدم تسخیر سائر الحیوان له صلی اللہ علیہ وسلم واوتی إلانة الحدید وقد لینت الحجارة لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصم الصخور واستتر من المشرکین یوم اُحد مال برأسه الی الجبل لیخفی شخصه عنهم فلین اللہ له الجبل حتی ادخل فیه رأسه وذلك ظاهر باق یراہ الناس وکذلك فی بعض شعاب مکة حجر أصم استروح الیه صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاته فلان له الحجر حتی اثر فیه بذراعیه وساعدیه وذلك مشهور وهذا أعجبُ لأن الحدید تلینه النار ولم تر النار تلین الحجر. هذا کله کلام ابی نعیم. انتهیٰ. یعنی ابو نعیم نے کہا ہے۔ کہ داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کے تسبیح پڑھنے کا معجزہ عنایت ہوا۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مقابلہ میں کنکریوں کا اور کھانے کا تسبیح کرنا عنایت ہوا۔ جیسا کہ اس کا بیان پہلے کیا جاچکا ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کو تسخیر طیور کا معجزہ عنایت ہوا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان اور مطیع تمام حیوانات تھے جس کا بیان پہلے کیا جاچکا ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ عنایت ہوا۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور بڑی سخت چٹانیں نرم ہوجاتی تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کی وجہ سے اُحُد کے دن آپ نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا ملائم کردیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس کے اندر داخل کردیا اور وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے جس کو خلقت دیکھتی ہے اور اسی طرح مکہ کی بعض گھاٹیوں میں ایک سخت پتھر ہے آپ نے عبادت کے دوران میں اس پر استراحت فرمائی تھی یہ پتھر اتنا نرم ہوا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہوگیا اور وہ پتھر مشہور ہے۔ پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے۔ لوہے کو آگ نرم کردیتی ہے لیکن کہیں نہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو۔ یہ سب ابو نعیم کا کلام ہے۔ انتہیٰ۔

یہ ہیں وہ اقوال جن کو پتھر پر نشان ثابت کرنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے قدیم سند حافظ ابو نعیم کی ہے ان کی ولادت ۳۳۰ھ ہجری کو ہوئی ہے انھوں نے چوتھی صدی کا بڑا حصہ پایا ہے۔ انھوں نے اپنے زمانہ کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور صرف تین پتھروں کا ذکر کیا ہے مکہ مکرمہ میں کسی گھاٹی میں ایک سخت پتھر جس پر آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان بتایا گیا ہے اور جبلِ احد میں سر مبارک کا نشان اور صخرۂ شریفہ میں صرف براق کے باندھنے کی جگہ۔ انھوں نے صخرۂ شریفہ پر قدم شریف یا ملائکہ کی انگلیوں کے نشان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نشانات کے بارے میں ان کے زمانہ تک لوگوں میں چرچا نہ تھا۔ ان کے بعد قاضی ابوبکر ابن العربی کی عبارت ہے۔ ان کی ولادت ۴۶۸ھ ہجری کو ہوئی ہے یہ اشبیلیہ سے تقریباً ۴۸۹ھ ہجری کو بیت المقدس آئے اور انھوں نے نشانِ قدم شریف اور نشان انگشتانِ ملائک کو صخرۂ شریفہ پر دیکھا۔ نشان قدم شریف کے ثابت کرنے کے لئے یہ سب سے قدیم قول ہے: انھوں نے بھی اپنے زمانہ کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے بعد حافظ دمشقی نے قاضی صاحب کے بیان کو معراج نامہ میں صحیح کرکے لکھ دیا ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے اتنا ہی کہا ہے کہ یہ نشان برہنہ پا کا ہے۔ علامہ سیوطی نے ابو نعیم کے قول کو نقل کیا ہے اور آخر میں پھر کہہ دیا ہے کہ یہ سب کچھ ابو نعیم کی کہی بات ہے۔ چار صدیاں گزر جائیں اور صخرۂ شریفہ پر نشانِ قدم شریف کا علم لوگوں کو نہ ہو اور پانچویں صدی کے آخر میں لوگوں کو پتہ چلے یہ نہایت ہی غریب بات ہے۔ معراج شریف کے وقت بیت المقدس

Marfat.com

سلطنتِ روم کی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں یہ شہر فتح ہوا۔ بلکہ آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا ہے۔ اس وقت کسی نے بھی اس نقش مبارک کے بارے میں نہ کچھ کہا اور نہ کچھ بتایا۔ سینکڑوں برس بعد لوگوں کو اس کا علم کیسے ہوا۔

یہاں پر بعض اشخاص کو یہ خیال ہوا ہے کہ تینوں آثار کو حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب میں عوام کی زبانی نقل کیا ہے اور حافظ سیوطی نے ابونعیم کے نقل کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور قاضی صاحب نے دو آثار کے بارے میں شہرت یافتہ بات کو ذکر کیا ہے اور دو حافظوں نے ان کے قول کو نقل کیا ہے۔ اگر ان شہرت یافتہ آثار میں صحت کا پہلو نمایاں نہ ہوتا تو یہ اکابر ان کا ذکر کیوں کرتے اور اگر ابونعیم اور قاضی ابن العربی نے لکھ بھی دیا تھا تو دوسرے حفاظ نے ان کے کلام کو نقل کیوں کیا۔

حقیقتاً ان اشخاص کا خیال بڑی حد تک درست ہے۔ ان حفاظ کے ذکر کرنے کی وجہ سے اور خاص کر خصائص کبریٰ میں جلال الدین سیوطی کے نقل کرنے کی وجہ سے اس واقعہ کا ذکر معجزات شریفہ میں متاخرین میں سے ایک بڑی جماعت نے کیا ہے۔ مع ہذا متاخرین کو چاہیئے تھا کہ وہ ان آثار کے بیان کرنے کے طریقہ پر توجہ دیتے ان کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ ان کی سند بھی ذکر کی گئی ہے یا نہیں۔ اور پھر ان کو جلال الدین سیوطی کی اس عبارت پر دھیان دینا چاہیئے تھا کہ یہ سب ابونعیم کا کلام ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی میں ان آثار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فتویٰ دیا ہے اور حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ میں اس سوال اور جواب کو نقل کرتا ہوں۔ دیکھو اس کتاب کے دوسرے جزء کے صفحہ ۱۰۷-۱۰۸ کو لکھا ہے

مسألة فيما هو جار على ألسنة العامة وفي المدائح النبوية ان النبي صلى الله عليه وسلم لان له الصخر وأثرت قدمه فيه وانه كان اذا مشى على التراب لا تؤثر قدمه فيه هل له أصل في كتب الحديث أولا وهل اذا ورد فيه شئ من خرّجه وصحيح هو أو ضعيف وهل ما ذكره الحافظ شمس الدين بن ناصر الدين الدمشقي في معراجه الذي ألفه مسجعا ولفظه ثم توجه نحو صخرة بيت المقدس وعلاها نصعد من جهة الشرق اعلاها فاضطربت تحت قدم نبينا ولانت فأمسكتها الملائكة لما تحركت ومالت أ لهذا أيضا أصل في كتب الحديث صحيح أو ضعيف أو لا وهل هذا الأثر الموجود الآن بصخرة بيت المقدس المعروف هناك بقدم النبي صلى الله عليه وسلم صحيح أو لا وهل ورد في كتب الحديث أن سيدنا ابراهيم على نبينا وعليه أفضل الصلاة والسلام أثرت قدماه في الحجر الذي كان يبني عليه البيت الذي هو الآن بالمسجد الحرام بالمكان المعروف بمقام ابراهيم هل هو صحيح أو ضعيف أو ليس له أصل. وهل ما قال بعضهم أنه لم يعط نبي معجزة الا حصل لنبينا صلى الله عليه وسلم مثلها أو لأحد من أمته صحيح ذلك أو لا ومن هو قائل ذلك. وهل صح أن النبي صلى الله عليه وسلم لما جاء الى بيت أبي بكر الصديق بمكة ووقف ينتظره الزقاق منكبه ومرفقه بالحائط فغاص المرفق في الحجر وأثر فيه وبه سمي الزقاق بمكة زقاق المرفق أو ليس لذلك أصل. وهل ما ذكره الثعلبي والطرطوشي في تفسيريهما أن النبي صلى الله عليه وسلم لما حفر الخندق وظهرت الصخرة وعجزت الصحابة عن كسرها نزل صلى الله عليه وسلم الى الخندق وضربها ثلاث ضربات وانها لانت له وتفتت صحيح ذلك أو ضعيف أو ليس له أصل معتمد وهل اذا ثبت أن الصخر لان له صلى الله عليه وسلم وأثرت قدمه فيه يكون ذلك معجزة له صلى الله عليه وسلم أو لا.

الجواب. أما أحاديث الصخرة التي ظهرت في الخندق وعجز الصحابة عن كسرها وضربها ثلاث ضربات فكسرها فانه صحيح ورد من طرق بألفاظ متعددة فأخرجها البيهقي وأبو نعيم معاً في دلائل النبوة من حديث عمرو بن عوف المزني ومن حديث سلمان الفارسي

ومن حديث البراء بن عازب وأصله في الصحيح من حديث جابر قال إنا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاءوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا هذه كدية عرضت في الخندق فأخذ المعول فضرب فعاد كثيبا أهيل. وأما قوله هل ورد في كتب الحديث أن سيدنا ابراهيم على نبينا وعليه أفضل الصلاة والسلام أثرت قدماه في الحجر الذي كان يبني عليه البيت وهو المقام فنعم. وورد أخرجه الأزرقي في تاريخ مكة من طريق أبي سعيد الخدري عن عبد الله بن سلام رضي الله عنهما موقوفا عليه بسند صحيح وأخرجه عبد بن حميد في تفسيره عن قتادة وأخرجه أيضا عن عكرمة وبقية ما ذكر في الأسئلة لم أقف له على أصل ولا سند ولا رأيت من خرجه في شيء من كتب الحديث. انتهى۔ یعنی ان باتوں کے متعلق جو عوام کی زبان پر مدائح نبویہ میں جاری ہیں۔ دریافت کیا گیا ہے کہ ۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر نرم پڑ گیا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہو گیا ۲ اور جب آپ مٹی پر تشریف لے جاتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا۔ کیا احادیث کی کتابوں میں ان کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو پھر اس کو کس نے روایت کیا ہے اور پھر وہ صحیح ہے یا ضعیف ہے ۳ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے اپنے مسجع معراج نامہ میں بایں لفظ ذکر کیا ہے۔ آپ بیت المقدس صخرہ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آگیا اور نرم پڑ گیا جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اس کو تھاما۔ کیا حدیث کی کتابوں میں اس کے متعلق کوئی صحیح یا ضعیف روایت ہے یا نہیں۔ ۴ بیت المقدس کے صخرہ شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا جو نشان ان دنوں موجود ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں ۵ کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اقدام شریفہ کا بیت اللہ شریف کے بناتے وقت اس پتھر پر نشان ہو گیا جس پر آپ کھڑے تھے اور جو کہ مسجد حرام میں اس جگہ پر جو مقام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے رکھا ہے۔ اور یہ خبر صحیح ہے یا ضعیف ہے یا بالکل ہی بے بنیاد ہے ۶ بعض نے کہا ہے جو بھی کوئی معجزہ کسی نبی کو عنایت ہوا ہے اس کا مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کی امت میں سے کسی فرد کو عنایت ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور اس بات کا کہنے والا کون ہے۔ ۷ کیا یہ صحیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو بکر صدیق کے گھر تشریف لائے اور آپ نے کھڑے رہ کر ان کا انتظار کیا اور آپ نے اپنی کلائیوں اور کہنی کو دیوار پر ٹیک دیا تو پتھر میں آپ کی کلائیاں اور کہنیاں گڑ گئیں اور اس میں نشان پڑ گیا اور اسی وجہ سے وہ گلی مکہ مکرمہ میں کلائی والی گلی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ یا یہ خبر بے بنیاد ہے ۸ امام ثعلبی اور طرطوشی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خندق بنایا تو کھودتے وقت ایک سخت پتھر ظاہر ہوا صحابہ اس کے توڑنے سے عاجز رہے۔ چناں چہ آپ خندق میں اترے اور آپ نے تین مرتبہ اس پر چوٹ ماری وہ نرم پڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کیا یہ خبر صحیح ہے یا ضعیف ہے یا اس کی کوئی مستند قابل اعتماد اصل نہیں ہے ۹ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ پتھر آپ کے واسطے نرم پڑا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہوا تو یہ آپ کا معجزہ کہلائے گا یا نہیں۔

الجواب۔ (آٹھواں سوال) پتھر کا واقعہ جو خندق میں ظاہر ہوا اور صحابہ اس کے توڑنے سے عاجز آگئے اور آپ نے اس کو تین مرتبہ چوٹ مار کر توڑ دیا صحیح ہے۔ وہ چند طریقوں سے مختلف الفاظ سے وارد ہے۔ بیہقی اور ابو نعیم دونوں نے دلائل النبوۃ میں اس کو عمرو بن عوف مزنی اور سلمان فارسی اور براء بن عازب سے روایت کیا ہے اور صحیح میں اس کی اصل جابر کی حدیث ہے۔ جابر نے کہا ہے ہم خندق کے دن خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی صحابہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خندق میں یہ سخت حصہ آگیا ہے۔ آپ نے کدال لیکر

Marfat.com

ایک ضرب اس پر ماری اور وہ ریت کی طرح بہنے لگا۔ اور (پانچواں سوال) کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اقدام شریفہ نے اس پتھر پر نشان ڈال دیا جس پر کھڑے ہو کر آپ نے بیت اللہ شریف بنایا تھا اور وہ مقام ابراہیم ہے۔ ہاں اس کے متعلق حدیث کی کتابوں میں وارد ہے۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں ابو سعید خدری کے طریقہ سے عبداللہ بن سلام سے نقل کیا ہے جو کہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی بزرگ کی روی ہوئی ہے صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نسبت نہیں کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اس کو قتادہ اور عکرمہ سے روایت کیا ہے۔ اور سوال میں دریافت کئے گئے باقی امور کے متعلق کسی اصل کا پتہ مجھ کو نہیں چلا ہے اور نہ مجھے کوئی سند ملی ہے اور نہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں انکی تخریج کرتے ہوئے دیکھا۔ انتہیٰ

حافظ سیوطی کا انتقال ۹۱۱ھ ہجری کو ہوا ہے۔ ان کے زمانہ تک مکہ مکرمہ کے شہر میں ایک دوسرے پتھر کا بھی چرچا ہو گیا تھا اور اس پر بھی آپ کی کہنی اور کلائیوں کے نشان بتلائے جاتے تھے۔ حافظ سیوطی کا جواب بالکل واضح ہے انھوں نے ان تمام اشتہار یافتہ آثار کو بے بنیاد اور بلا سند کے بتایا ہے۔ چاہے ان کو ابو نعیم نے ذکر کیا ہو چاہے قاضی ابو بکر ابن العربی نے کیا ہو اور چاہے علامہ سبکی کے شعر سے سمجھے گئے ہوں کہ پتھر پر نشان پڑ جاتا تھا اور ریت پر نشان نہیں ہوتا تھا۔ اور چاہے بعد میں کسی دوسرے نقش کا ذکر کسی نے کر دیا ہو ان سب کے بارے میں ان کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب بلا اصل کے ہیں۔ بعض اشخاص نے علامہ سیوطی پر اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنے فتوی میں ان سب امور کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں لیکن خود انھوں نے خصائص کبری میں ابو نعیم سے نقل کیا ہے۔

بعض اشخاص نے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے خصائص کبری کی تالیف اس فتوے کے بعد ہوئی ہو اور جس وقت انھوں نے فتوی دیا ہو ان کو ابو نعیم کے لکھنے کا علم نہ ہو۔ یا حافظ سیوطی فتوی لکھتے وقت ابو نعیم کے لکھنے کو اور اپنے نقل کرنے کو بھول گئے ہوں۔ ممکن ہے اس اعتراض اور جواب کی تائید اور تحسین بھی کسی نے کی ہو۔ لیکن ان لوگوں نے اگر ذرا بھی فکر سے کام لیا ہوتا اور اصطلاحی الفاظ پر دھیان دیا ہوتا تو اعتراض اور اس کے جواب کے چکر میں نہ پھنستے۔

علامہ سیوطی نے خَرَّجَ کا لفظ استعمال کیا ہے یہ فعل ماضی کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر تخریج ہے باب افعال سے بھی اس مادہ کا استعمال ہے ماضی أَخْرَجَ ہوگا اور مصدر اخراج استعمال ہیں دونوں ایکساں ہیں۔ معنی بھی ایک ہیں۔ لغت میں اس لفظ کے معنی نکال لینے کے ہیں اسی مناسبت سے اصطلاح میں تین طرح پر اس کا استعمال ہوا ہے۔

نمبر۱ جو حدیث سند کے ساتھ بیان کی جائے چاہے وہ حدیث صحیح ہو چاہے ضعیف ہو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ أَخْرَجَهُ فُلَانٌ یا خَرَّجَهُ فُلَانٌ یعنی فلاں امام نے اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے یہاں پر یہ لفظ روایت کرنے کے ہم معنی ہے۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ تعلیقات بخاری کے بارے میں یعنی ان احادیث کے بارے میں جن کو بخاری نے بے سند کے ذکر کیا ہے۔ نہ کہا جائے گا اس کی تخریج یا اخراج یا روایت بخاری نے کی ہے بلکہ ذَكَرَ یا أَوْرَدَ کا لفظ استعمال کیا جائے یعنی بخاری نے اس کو ذکر کیا ہے یا اپنی کتاب میں اس کو لائے ہیں۔

نمبر۲ بعض علماء نے اپنی کتابوں میں صرف احادیث کو لکھا ہے ان کے اسناد کو ذکر نہیں کیا ہے۔ ان کے بعد بڑے بڑے علماء نے ان احادیث کے مصادر اور اسناد کا پتہ نکالا ہے اس کو تخریج کہتے ہیں جیسے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج حافظ عراقی نے کی ہے۔

نمبر۳ ایک اصل کی وجہ سے دوسری پیدا شدہ امر کا اثبات کیا جائے اس کو بھی تخریج کہتے ہیں جیسے محفل مبارکہ میلاد شریف کی

Marfat.com

خوشی خاص یوم ولادت شریف کو کرنے کی تخریج حافظ ابن حجر نے حدیثِ یوم عاشورا سے کی ہے اور حافظ سیوطی نے حدیثِ عقیقہ سے کی ہے اور دوسرے علماء نے حدیثِ نزولِ آیتِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم سے کی ہے۔

یہ ہیں تخریج کے اصطلاحی معانی۔ حافظ سیوطی نے ان آثار کے بارے میں کہا ہے کہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تخریج کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اور نہ مجھ کو ان کے اصل کا پتہ چلا ہے اور نہ مجھ کو ان کی سند دستیاب ہوئی ہے۔ حافظ سیوطی صرف ذکر کرنے کے بارے میں یہ نہیں لکھ رہے ہیں جو اُن پر اعتراض کیا جا رہا ہے اور پھر جوابات کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے وہ تو اس ذکر کے بارے میں لکھ رہے ہیں جو کہ خود مستند اور با دلیل ہو یا دوسرے آئمہ نے اس کے سند اور ماخذ کا پتہ لگا لیا ہو اور جس کو تخریج کہتے ہیں۔

حافظ ابو نعیم یا ابن العربی یا کسی اور نے اگر عوام کے بعض اقوال لکھدئے ہیں اور اس کی سند کا نہ خود ان کو علم تھا اور نہ ان کے بعد دوسرے علماء کو ہوا ہے اور پھر ان کی عبارت کو برسبیل حکایت اگر سیوطی نے نقل کر دیا ہے اس سے قطعاً کوئی شے ثابت نہیں ہوتی اور نہ کوئی حکم شرعی ایسے بلا اصل اور بلا سند اقوال سے ثابت ہو سکتا ہے اور نہ کوئی معجزہ اس طریقہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے

ممکن ہے یہاں پر یہ خیال پیدا ہو جب کہ یہ آثار بلا اصل اور بے سند تھے تو ایسے جلیل القدر حفاظ نے ان کو کس طرح ذکر کیا۔ کیا ان آثار کا شمار موضوعات کے زمرہ میں نہیں ہوتا جن کا بیان کرنا اور روایت کرنا ممنوع اور محظور ہے یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ موضوع تو بالکل جھوٹی حدیث ہے جس کی نسبت بالکل غلط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے۔ جب علم ہو جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے تو اس کا بیان کرنا اور روایت کرنا ناجائز ہے۔ اور وہ حدیث جس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہو لیکن اس کی سند کو ذکر نہ کیا ہو۔ یا اس کی سند میں کوئی راوی مطعون ہو یا سند میں سے کسی راوی کو ذکر نہ کیا ہو تو اس حدیث کو اصطلاح میں مردود کہتے ہیں یعنی یہ حدیث غیر مقبول ہے اور ناقابل عمل ہے۔ ان آثار کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ان کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے۔ ان کے اسناد کا علم نہیں ہے لہذا یہ غیر مقبول ہیں۔ ائمہ نے جس طریقہ سے ان کو لکھا ہے بالکل درست ہے۔ ابو نعیم اور ابن العربی نے ایک مشہور بات نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ نشان اب تک موجود ہیں۔ سیوطی نے ابو نعیم کی عبارت نقل کر کے لکھدیا کہ یہ ابو نعیم کا کلام ہے۔ اب اگر کسی کو ان آثار کے اسناد کا پتہ چل جائے اور سند بھی درست ہو تو ان کا شمار معجزات میں ہو جائے گا۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سیوطی نے اپنے فتوے میں ان کا شمار معجزات میں نہیں کیا اور اگر ان آثار کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ کسی نے ان کو بنایا ہے اور آپ کی طرف ان کی نسبت بالکل غلط طریقہ پر کی ہے تو پھر یہ موضوعات میں سے ہیں۔ اور اس صورت میں ان کا بیان کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے۔ لیکن موجودہ صورت میں جب کہ نہ تو ان کی صحت کا پتہ ہے اور نہ موضوعیت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ عوام میں شہرت یافتہ بات ہے لہذا اس کا ذکر بھی اسی طرح پر کر دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ ھذا ما ظہر لی واللہ اعلم۔ ص

دگر لب وامکن مظہر فضولی است
طپیدن واری بازدل می نگارم
خیالِ لن ترانی ہم نہ دارم

سخن از حاجت افزوں تر فضولی است
اصولِ رقصِ بسمل می نگارم
دماغِ قصہ خوانی ہم نہ دارم

زتحریرم غرض عرضِ ہنر نیست
ہمیں خوں گر میم در بزم ساقی است
ولے دارم حریفے داد خواہے

دماغم را ازیں یوہا خبر نیست
دگر از ہرچہ گویم اتفاقی است
کنوں سرمی کنم حرفے دآہے

Marfat.com

رسالہ

رحلتِ حبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے جس کام کے واسطے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تھا جب وہ کام اچھی طرح پورا ہوگیا اور دینِ اسلام میں لوگ فوج در فوج اور گروہ در گروہ داخل ہونے لگے اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا ظہور پوری طرح ہوگیا۔ اور وقت آگیا کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کی تعبیر پوری ہو تو اس نے اپنے حبیب کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اَبُو مُوَیْہِبَہ سے روایت ہے کہ ماہ صفر ۱۱ھ ہجری کی آخری تاریخوں میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ اے اَبُو مُوَیْہِبَہ مجھ کو حکم ملا ہے تاکہ جا کر اہل بقیع کے واسطے دعا کروں۔ تم میرے ساتھ چلو چنانچہ میں آپ کے ساتھ گیا۔ بقیع پہنچ کر آپ نے اہل قبور پر سلام پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر مجھ سے ارشاد کیا۔ کہ میرے سامنے دو باتیں پیش کی گئیں اور مجھ کو اختیار دیا گیا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہوں پسند کرلوں۔ ایک دنیا کا قیام اور اس کے خزانوں کی کنجیاں۔ دوسرے جنت اور اللہ کا لقاء۔ ابو مویہبہ کہتے ہیں یہ سنکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ پہلے آپ دنیا کا قیام اور اس کے خزانوں کی کنجیاں پسند فرمالیں اور پھر جنت کا قیام اور لقائے الٰہی کو اختیار کریں۔ آپ نے ارشاد کیا۔ نہیں اے ابو مُوَیْہِبَہ میں نے اللہ کا لقاء اور اسکے جنت کو پسند کرلیا ہے۔ پھر آپ نے اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی اور گھر تشریف لے آئے۔ اور اس کے بعد آپ کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

انہی ایام میں آپ نے اُسامہ فرزند زید بن حارثہ کو ایک نیزے پر کپڑا باندھ کر بیرق بنا کر عنایت کیا اور ارشاد کیا جاؤ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو ابوبکر، عمر، عثمان اور دوسرے اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اُسامہ کے ساتھ ان کی فوج میں جائیں۔

ماہ ربیع الاول کی دس تاریخ تھی آپ کے بخار اور دردِ سر میں غلبہ ہوا۔ گیارہ کو اسامہ رخصت لینے حاضر ہوئے مرض کی شدت کی وجہ سے آپ کو کلام فرمانے کی طاقت نہ تھی آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا فرمائی۔ اسامہ رات کو جا کر لشکر میں مقیم ہوئے۔ پھر بارہ تاریخ کی صبح کو آستانۂ علیا پر حاضر ہوئے اس وقت آپ کے مرض میں فی الجملہ تخفیف تھی آپ نے اسامہ کو دعا دے کر رخصت فرمایا کہ جاؤ اللہ کی برکت کے ساتھ جہاد کرو۔ اسامہ رخصت ہو کر لشکر گاہ گئے اور کوچ کی تیاری میں مصروف ہوئے۔ ابھی وہ تیاری کر رہے تھے اور کوچ کرنے کو تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ اپنی فوج کو لیکر روانہ ہو چکے تھے۔ کہ ان کی والدہ اُمّ ایمن نے ان کو خبر بھیجی کہ مزاج اشرف علیل ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر اسامہ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے بھیجی تھی۔ اس خبر کے پہنچتے ہی اسامہ اپنی فوج کو لیکر لوٹ آئے اور جلیل القدر اصحاب نے مراجعت فرمائی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے اپنے انتقال کی خبر فرما دی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا ہر سال رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک دور

Marfat.com

جبریل میرے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن اب کے سال دو مرتبہ دور کیا ہے معلوم ہوتا ہے اس جہاں سے عنقریب انتقال کروں گا۔ اور آپ نے علی سے فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھ کو دنیوی اور اخروی حیات میں مخیر کیا۔ میں نے لقاء الہٰی اور اخروی حیات کو اختیار کر لیا۔

ایک روایت میں ہے۔ بدھ کے دن آپ عباس اور علی پر تکیہ فرما کے مسجد شریف تشریف لے گئے۔ آپ نے اللہ کی ثنا اور صفت بیان فرمائی اور ارشاد کیا۔ اے لوگو میں عنقریب اس دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اگر کسی کا کوئی حق میرے ذمہ ہے وہ کہدے۔ ایک شخص نے عرض کیا آپ نے تین اوقیہ مجھ کو دینے کا وعدہ فرمایا تھا آپ نے اس شخص کو تین اوقیہ دلوا دیئے۔ پھر آپ جمعہ کو مسجد شریف میں رونق افروز ہوئے آپ نے خطبہ پڑھا احکام شریف کی تبلیغ فرمائی۔ اس دن آپ بی بی میمونہ کے گھر تشریف لے گئے وہاں مرض نے شدت اختیار کی۔ آپ نے دریافت فرمایا میں کل کہاں ہوں گا۔ ازواج مطہرات نے آپ کی مرضی ملاحظہ کر کے عرض کیا کہ آپ بی بی عائشہ کے گھر قیام فرمائیں چنانچہ آپ نے بی بی عائشہ کے گھر تشریف لے جا کر بستر ناتوانی پہ استراحت فرمائی۔

طبیب جاں ہوئے ہائے یوں بیمار	گرے بس فرش رنجوری پہ اک بار

ابوبکر نے تیمار داری کی شرف حاصل کرنے کیلئے عرض کیا۔ ارشاد ہوا۔ یہ امر ازواج پر شاق ہوگا۔ آپ مرض کی شدت کی وجہ سے بے قرار تھے۔ بی بی عائشہ نے عرض کیا۔ اگر یہ حالت ہم میں سے کسی کی ہو تو اس کا کیا حال ہو آپ نے فرمایا اے حمیرا۔ یہ سخت مرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں پر سخت بلا نازل فرماتا ہے اور اس کے عوض میں بڑے بڑے مراتب عنایت کرتا ہے۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں ایام مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے ارشاد کیا۔ اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے جس کو چاہے اختیار کرلے۔ اس بندے نے اللہ کے لقا کو اختیار کر لیا۔ یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کہنے لگے میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں۔ ابوبکر پر ہم سب کو تعجب ہوا کہ آپ تو اللہ کے کسی بندے کا ذکر فرما رہے ہیں اور یہ رو رہے ہیں اور بیقرار ہو رہے ہیں لیکن بعد میں ہم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ سمجھ دار اور فہیم تھے کیوں کہ جس اللہ کے بندے کا آپ نے ذکر فرمایا تھا وہ آپ ہی کی ذات بابرکات تھی۔

دوران مرض میں آپ نے ایک دن ام الدرداء سے دریافت فرمایا میرے مرض کو لوگ کیا تشخیص کرتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا۔ ذات الجنب بتاتے ہیں آپ نے فرمایا ان کی تشخیص درست نہیں۔ یہ مرض اس زہر کا اثر ہے جو گوشت میں ملا کر خیبر میں ایک یہودیہ نے مجھ کو کھلایا تھا۔ آپ پر اس زہر کا اثر مرض وفات میں ظاہر ہوا تاکہ آپ کو درجۂ شہادت بھی حاصل ہو جائے۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں علالت کے دوران میں میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ چادر اوڑھے لیٹے تھے حرارت معلوم کرنے کی غرض سے میں نے چادر کے اوپر سے آپ کے جسم شریف پر ہاتھ رکھا۔ تپ کی گرمی اس قدر تھی کہ میرا ہاتھ جل گیا۔

ایام مرض میں آپ نے ایک دن حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان کے کان میں کچھ فرمایا وہ رونے لگیں پھر آپ نے کچھ فرمایا جس کو سن کر وہ خوش ہو گئیں آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں۔ اور دوسری مرتبہ فرمایا تھا کہ تم بہت جلد مجھ سے آ کر ملو گی۔ چنانچہ آپ کے رحلت فرمانے کے چھ ماہ بعد بی بی فاطمہ کا انتقال ہوا۔

انس کہتے ہیں جب آپ کا مرض شدید ہوا اور آپ بے ہوش ہونے لگے تو بی بی فاطمہ نے کہا۔ افسوس میرے باپ پر کیسی سختی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس دن کے بعد تیرے باپ پہ سختی نہ ہوگی۔

بیماری میں بلال آپ کو نماز کی اطلاع دیا کرتے تھے اور آپ تشریف لے جا کر نماز پڑھاتے تھے۔ جب آپ کا مرض شدید ہوا آخر کے تین دن

Marfat.com

آپ مسجد شریف نہ جا سکے۔ آپ نے بلال سے جب کہ وہ عشاء کی نماز کی اطلاع دینے آئے فرمایا۔ اب آنے کی طاقت نہیں ہے، ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ بی بی عائشہ نے عرض کیا ابو بکر دل کے نرم ہیں آپ کی جگہ پر کھڑے نہ ہو سکیں گے ارشاد ہو تا کہ عمر نماز پڑھائیں آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ بلال روتے ہوئے گئے اور ابو بکر کو آپ کا حکم سُنایا۔ ابو بکر نے سترہ نمازیں آپ کے مرض میں پڑھائیں امامت صغریٰ امامت کبریٰ پر دلیل ہے۔ آپ نے اپنی حیات میں ابو بکر کو نماز میں اپنا قائم مقام کیا یہ ابو بکر کی خلافت پر کھلی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں بھی صاف طور پر ابو بکر کی خلافت کا ذکر آیا ہے۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں خطیب نے تلخیص کے تتمہ میں، اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے یہ حدیث سعید البیلان اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ اس طرح پر ہے۔

جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی تو عباس نے علی سے کہا۔ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو تاکہ آپ سے خلافت کے بارے میں دریافت کرلیں۔ اگر خلافت ہمارا حق ہو تو معلوم ہو جائے اور آپ کے بعد قریش ہم سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کریں اور اگر کسی دوسرے کا حق ہو تو پھر ہم آپ سے عرض کریں تاکہ آپ اُس شخص کو ہمارے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرما دیں۔ عباس کہتے ہیں علی نے جانے سے انکار کیا اور میں پوشیدہ طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلافت کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو میرا خلیفہ اور اپنے دین کا ولی مقرر کیا ہے وہ میرے خلیفہ ہونگے تم ان کی فرماں برداری اور اطاعت کرنا ہدایت اور فلاح پاؤ گے۔ اور ان کی پیروی اور اتباع کرنا صراط مستقیم اور نہج قویم پر ثابت رہو گے۔

اس حدیث کو روایت کر کے عبداللہ بن عباس کہتے ہیں جب آپ کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی وبا پھیلی تو اس وقت سوائے عباس کے کسی نے بھی ابو بکر کی رائے کی تائید نہ کی اور نہ عباس کی طرح کسی دوسرے نے ان کی مدد کی اور نہ اُس حال میں عباس کی طرح کسی نے ان کی معاونت کی۔ اللہ کی قسم ہے کہ تمام اہل زمین کی عقل اور دور اندیشی ان دونوں کی عقل اور دور اندیشی کے برابر نہ تھی بلکہ اُن دونوں کی عقل اور دور اندیشی سب سے زائد تھی۔ انتہی۔

مرض کی شدت کے ایام میں جبریل نے آکر عرض کیا کہ جنابِ الٰہی نے مزاج اقدس پوچھا ہے۔ فرمایا نہایت علیل ہے اسی طرح دوسرے دن جبریل مزاج پرسی کرنے آئے۔ تیسرے دن ان کے ساتھ اسماعیل اور عزرائیل بھی حاضر ہوئے۔ جبریل نے مزاج پرسی کے بعد عرض کیا۔ عزرائیل درِ اقدس پر حاضر ہے آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اُس نے آج سے پہلے کسی سے بھی اجازت طلب نہیں کی ہے اور نہ وہ آج کے بعد کسی سے اجازت طلب کریگا۔ آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ ملک الموت نے حاضر ہو کر تحیہ سلام کا ادا کر کے عرض کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرماں بردار کیا ہے۔ اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کی روح مبارک کو قبض کر کے عالم بالا کو پہنچا دوں اور اگر آپ فرمائیں تو مراجعت کروں۔ آپ نے جبریل کی طرف دیکھا جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کی لقائے عالم آرائے کا مشتاق ہے یہ سن کر آپ نے عزرائیل سے فرمایا جس کام کا تم کو حکم ملا ہے اس کو بجالاؤ۔ ملک الموت روح کے قبض کرنے میں مشغول ہوئے۔ سکرات موت کی وجہ سے چہرۂ نازنین کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا اور جبینِ مبین پر پسینہ آتا تھا۔

بی بی عائشہ کہتی ہیں وفات شریف کے قریب میرے بھائی عبدالرحمن حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں آپ کو سہارا دیئے بیٹھی تھی میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ کو مسواک دوں۔ آپ نے اشارہ سے ہاں فرمایا۔ میں نے بھائی سے مسواک لے کر آپ کو دی۔ وہ سخت تھی آپ کو اس کے استعمال کرنے میں دشواری ہوئی۔ میں نے آپ سے مسواک لیکر اپنے دانتوں سے

Marfat.com

نزع کی اور پھر آپ کو پیش کی آپ نے اس کو استعمال فرمایا پھر آپ نے لگن میں جو پانی سے بھرا آپ کے پاس رکھا تھا اپنے دونوں ہاتھ ڈال کر ارشاد کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ موت کی تکلیفیں ہیں۔ پھر آپ نے مبارک ہاتھ اٹھا کر فرمایا میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا اس کے بعد آپ کا دستِ مبارک جھک گیا اور آپ نے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فَاِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّطَاعَةً ۔۔۔ وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَهْلًا وَّمَرْحَبًا

یعنی اگر وہ مجھ سے فرمائے مر جا میں فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرتے ہوئے مرجاؤں گا اور میں ملک الموت کو آنے پر اچھے آئے اور خوش آمدید کہوں گا ؎ جنازہ دوش پر اپنے وہ رکھ کر لے چلا میرا۔ یہ گماں ہے تختۂ تابوت پر تختِ سلیماں کا

اس وقت بی بی فاطمہ نے کہا۔ اے میرے باپ، بہشتِ بریں تمہاری جگہ ہو۔ اے میرے باپ اللہ تعالیٰ نے تم کو بلایا اور تم اللہ کے پاس چلے گئے

منگر کہ دلِ ابن یمیں پر خوں شد ۔۔۔ بنگر کہ ازیں سرائے فانی چوں شد
مصحف بہ کف و پا بہ رہ و دیدہ بہ دوست ۔۔۔ با پیک اجل خندہ زناں بیروں شد

صحابہ اس حادثۂ جاں گداز سے مسلوب الحواس ہو گئے۔ عمر نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہنا شروع کیا جو کوئی کہے گا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ہے میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

قسطلانی ابن منیر سے لکھتے ہیں کہ آپ کے انتقال سے صحابہ کی عقلوں میں خلل آگیا بعض پر جنوں کی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہی میں سے ایک عمر تھے اور بعض بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے وہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے انہی میں سے ایک علی تھے۔ بعض کی قوت گویائی سلب ہو گئی تھی وہ چلتے پھرتے تھے لیکن بات نہ کر سکتے تھے۔ انہی میں سے ایک عثمان تھے بعض بیمار پڑ گئے۔ انہی میں سے ایک عبداللہ بن انیس تھے جو ایسے بیمار پڑے کہ شدت رنج و غم سے جان بر نہ ہو سکے اور انتقال کر گئے۔ سب سے مستقیم ابوبکر تھے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں وہ آہوں پر آہیں بھر رہے تھے۔ وہ حزن و ملال کے گھونٹ پر گھونٹ پی رہے تھے وہ حجرہ شریفہ نبوی میں داخل ہوئے وہ آپ کے جسد اطہر پر جھکے اور انھوں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر سے کپڑا ہٹا کر کہا۔ آپ حیات اور ممات میں پاکیزہ رہے۔ آپ کی وفات ہونے سے وہ شے منقطع ہو گئی جو آپ کے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کی وفات پر منقطع نہیں ہوئی تھی۔ یعنی آپ کی وفات سے نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ ہر تعریف سے بالاتر ہیں اور ہر رونے سے بلند تر ہیں۔ اگر آپ کی موت اختیاری ہوتی ہم اپنی جانوں کو آپ کی وفات پر قربان کر دیتے۔ یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہم کو یاد رکھو اور ہمارا خیال آپ کو رہے۔

چو محمل بستہ با عزمِ سفرِ جاناں بروں آمد ۔۔۔ بہ ہمراہی او صد کاروانِ جاں بروں آمد

پھر ابوبکر حجرۂ شریفہ سے باہر آئے انھوں نے عمر کو نصیحت کی اور کہا اے عمر کیا تم اس آیتِ شریفہ کو بھول گئے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یعنی اے پیغمبر یقیناً تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

بخاری کی روایت اس طرح پر ہے کہ ابوبکر نے عمر سے بیٹھنے کو کہا۔ وہ نہ بیٹھے۔ لوگ عمر کو چھوڑ کر ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابوبکر نے حمد و ثنا اور سلام و درود کے بعد کہا۔ تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد یقیناً انتقال فرما گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ اور نہ مرنے والا ہے اور پھر آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ یعنی محمد تو اللہ کے رسول

Marfat.com

ہیں یقیناً ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے ہیں اگر وہ وفات پاجائیں یا قتل کردیے جائیں تو کیا تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر یگا یعنی اپنے پہلے دین کو اختیار کرے گا وہ اللہ جل شانہٗ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیگا اور قریب ہے اللہ شکر کرنے والوں کو اجر عنایت کرے گا۔ ابوبکر سے اس آیت کو سن کر سب کو ہوش آیا اور ان کو اس آیت کا دھیان ہوا۔

عمر کہتے ہیں اس آیت کو سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی شک اور شبہ کے رحلت فرما گئے ہیں۔ اس کے بعد میں اہل بیت کے پاس تعزیت کے واسطے گیا اور میں نے ان سے کہا کہ غسل کا سامان کرو۔

اہل بیت نے غسل کی تیاری کی اس وقت غیب سے آواز آئی السلام علیکم اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور پورا پورا اجر تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا۔ یہ سن کر علی نے کہا۔ خضر علیہ السلام تعزیت دے رہے ہیں۔

اس کے بعد عباس اور ان کے دو فرزند قُثَم، فضل اور علی اور اسامہ (اُمّ ایمن اور زید بن حارثہ کے فرزند) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران نے آپ کو غسل دیا۔ کفن پہنایا اور کفن کو خوشبودار کیا۔ پھر آپ کو حجرۂ شریفہ میں رکھ کر سب باہر چلے گئے کیونکہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو تجہیز و تکفین کے بعد حجرہ میں اکیلا چھوڑ دینا پہلے پروردگار میرے جنازہ کی نماز پڑھیگا پھر جبریل باقی ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھینگے اور پھر تم پڑھنا۔

من مرده و دوست در نمازم		سبحان الله بجود بنازم

ایک گھڑی کے بعد غیب سے آواز آئی۔ اندر آؤ اور نماز پڑھو چنانچہ ایک ایک شخص اندر جاتا تھا اور نماز پڑھ کر باہر آتا تھا دو دن تک صحابہ نماز پڑھتے رہے۔ سب نے الگ الگ نماز پڑھی جماعت سے نماز نہیں ہوئی۔

شواہد النبوہ میں لکھا ہے کسی نے علی مرتضیٰ سے ان کے حافظہ کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل شریف دینے کے بعد جو پانی آپ کی پلکوں میں جمع ہو گیا تھا میں نے اسکو پی لیا یہ برکت اسی کی ہے۔

چاشت کے وقت پیر کے دن۔ بارہ ماہ ربیع الاول سن گیارہ ہجری کو پورے ترسیٹھ سال کی عمر میں سرورِ کائنات افضلِ مخلوقات حبیبِ خدا رسولِ کبریا حضرت احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ پر ملال سے انتقال فرمایا اور بدھ کے دن تیرہ ماہِ ربیع الاول کو عائشہ صدیقہ کے حجرۂ شریفہ میں آپ کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاکِ پاک کیا۔ آپ کی قبرِ مبارک بغلی تھی۔ ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے قبرِ مبارک کھودی تھی اور لحد شریف بنائی تھی قبر شریف میں آپ کو عباس اور ان کے ہر دو فرزند قُثَم اور فضل اور علی نے اتارا سب سے آخر میں لحد شریف پر نو کچی اینٹیں لگا کر قُثَم باہر آئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رفتی که چو آفتاب یکتا باشی	در پرتو خویش عالم آرا باشی	ناشاد گروہے که تو زانجا بردی	آباد دیارے که تو آں جا باشی

سیوطی نے طبرانی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ اے لوگو۔ اگر میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے وہ میری جدائی کی مصیبت کو یاد کر کے اپنی پیش آمدہ مصیبت سے تسلی حاصل کرے۔ کیونکہ میری امت کے لئے میری جدائی کی مصیبت سے بڑھکر کوئی مصیبت نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ ربعی بصری تابعی کہتے ہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ میں اگر کسی کو کوئی صدمہ پہنچتا تھا تو اس کے عزیز اور اقربا مصافحہ کرنے کے بعد اس سے کہتے تھے۔ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرو اور صبر کرو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے اچھا

Marfat.com

نمونہ اور بہتر مثال ہیں۔

اصبر لکل مصیبۃ وتجلد — واعلم بان المرء غیر مخلد
واصبر کما صبر الکرام فانہا — نوب تنوب الیوم تکشف فی غد
واذا اتتک مصیبۃ تشجی بہا — فاذکر مصابک بالنبی محمد

یعنی مصیبت واقع ہونے پر صبر سے کام لو۔ اپنے میں قوت برداشت پیدا کرو اور خوب سمجھ لو کہ آدمی پائدار نہیں ہے۔ مصیبت پڑنے پر گرامی قدر اشخاص کی طرح صبر اور ضبط سے کام لو کیونکہ نوبت بہ نوبت مصیبت ہر ایک پر آتی ہے آج آئی اور کل گئی جس وقت تم پر کوئی مصیبت واقع ہو جس سے تم کو رنج اور ملال پہنچے تو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ الیمہ کو یاد کر لو۔

جب تک آپ کے جسد شریف کو خاک پاک کے سپرد نہیں کیا تھا حضرت بلال بن رباح مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اذان دیتے رہے جس وقت وہ اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتے تھے صحابہ بے اختیار ہو جاتے تھے ان کے رونے سے مسجد شریف گونج اٹھتی تھی لیکن جب آپ کا جسد شریف حضرت بلال کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ان کا جام صبر لبریز ہو گیا اور ان کو اذان دینے کی تاب نہ رہی پھر انھوں نے اذان نہ دی یقیناً احباب کی جدائی سے حیات تلخ ہو جاتی ہے پھر ایسے حبیب کے فراق کا کیا کہنا جسکی رویت حیات اولی الالباب تھی صلوات اللہ وسلامہ علیہ

حضرت عمر کو جب ہوش آیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں تو انھوں نے رو کر کہنا شروع کیا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کھجور کا وہ تنہ جس کا سہارا لیکر آپ خطبہ پڑھتے تھے اور جب لوگ زیادہ ہونے لگے اور آپ نے منبر بنوایا تاکہ سب آپکا خطبہ سن سکیں اور کھجور کے اس تنہ سے آپ کی دوری واقع ہوئی وہ آپ کے فراق کی تاب نہ لاسکا اور رو دیا یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک نے اس کو خاموش کیا۔ آپ کی امت بہ نسبت اس کھجور کے تنہ کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں روئے۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا عالی قدر ہے کہ باوجود سب انبیاء کے بعد آپ کو بھیجنے کے آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے وہ فرماتا ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح الآیہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ اہل نار دوزخ کے اطباق میں تمنا کریں گے کہ انھوں نے آپ کی اطاعت کی ہوتی وہ عذاب کی حالت میں کہینگے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی رحلت فرمانے پر کہا۔

ودعنا الوحی اذ ولیت عنا — فودعنا من اللہ الکلام
سوی ما قد ترکت لنا رہینا — تضمنہ القراطیس الکرام

یعنی جب آپ ہم کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہم نے اللہ کے وحی کو الوداع کہی اور اللہ کے کلام نے ہم کو الوداع کہی۔ بجز اس کلام پاک کے جس کو آپ ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں اور جو مبارک کاغذوں پر لکھا ہوا ہے

آپ کو سپرد خاک کرنے کے بعد قبر شریف میں مٹی ڈالی۔ قبر شریف زمین سے ایک بالشت بلند رکھی گئی۔ حضرت بلال نے مشکیزہ سے پانی چھڑکا ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سرہانے کی طرف سے ابتدا کی اور سرخ و سفید کنکریاں قبر شریف پر پھیلا دیں۔

یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ — وطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

یعنی اے بہتر ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں میری جان اس پاک قبر پر فدا ہو جس میں آپ سکونت فرما ہیں ، اسی قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جود اور کرم ہے ۔

جب صحابہ آپ کو دفن کر چکے تو بی بی فاطمہ مزار شریف پر تشریف لائیں ، انھوں نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی ۔ آپ کے رنج والم کا اندازہ لگاتے ہوئے اور آپ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ بالکل خاموش رہے زبان سے کسی نے ایک لفظ نہ نکالا لیکن لسانِ حال سے عرض کر رہے تھے کس کی جرأت کو گوارا تھا کہ آپ پر خاک ڈالے لیکن اللہ کے حکم سے کسی کو چارہ نہیں ، مجبوراً وہ کرنا پڑا جو کسی کو گوارا نہ تھا پھر بی بی فاطمہ نے قبر شریف سے ذراسی خاک پاک اٹھا کر اپنے آنکھوں سے لگائی اور اس وقت آپ نے یہ دو شعر پڑھے ۔

ماذا على من شم تربة احمد   ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صبت علي مصائب لو انها   صبت على الايام صرن لياليا

یعنی جو شخص حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ اطہر کی پاک مٹی کو سونگھ لے اس کو پھر عمر بھر کسی اعلیٰ خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھ پر ایسے آلام اور مصائب توڑے گئے ہیں اگر ایسے آلام اور مصائب روزہائے روشن پر توڑے جاتے تو وہ اندھیری راتوں میں تبدیل ہو جاتے ۔

حضرت بی بی فاطمہ آپ کے بعد صرف چھ ماہ حیات رہیں ، اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی وہ نہ ہنسیں ۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد سے حضرت ابوبکر کا جسم گھلتا رہا یہاں تک کہ آپ ہی کے حزن وغم میں ان کا انتقال ہوا ۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کی اونٹنی جس کا نام عضباء تھا اور جو آپ سے کلام کیا کرتی تھی دردِ مفارقت کی تاب نہ لا سکی اس نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا یہاں تک کہ مرگئی شعر

در ہجر تو صبر ناشکیبا شدہ است   بے روئے تو شہر بر و بصحرا شدہ است
تنہا نہ منم کہ بے تو تنہا شدہ ام   یک شہر ز رفتن تو تنہا شدہ است

انس کہتے ہیں مدینہ منورہ میں کوئی دن روشن تر اس دن سے نہ تھا جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے اور کوئی دن اس دن سے زیادہ بے نور نہ تھا جس دن کہ آپ نے اس جہاں سے انتقال فرمایا ہے ۔

معارج النبوہ میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کے مدفنِ فیض مخزن کو روضۂ رضوان میں ترتیب دیا جائے اور اگر آپ چاہیں تو زاویۂ خاک میں استراحت فرمائیں ، آپ نے فرمایا ۔ دل نہیں چاہتا کہ امت کو چھوڑ کر باغ رضوان کو چلا جاؤں جب تک میں اپنی امت میں رہوں گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیگی ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ یعنی جب تک آپ ان میں رہینگے یہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہینگے ۔

خیال امت کی راحت کا دمِ رحلت بھی ان کو ہے   یہ ہے الطاف بے پایاں عنایت اس کو کہتے ہیں

خصائص کبریٰ میں سیوطی نے لکھا ہے وہ خاک پاک جو آپ کے جسدِ اشرف سے لگی ہوئی ہے وہ کعبہ معظمہ اور عرشِ بریں سے بھی افضل ہے ۔

امامِ اہلِ دینی یا محمد   سراج المرسلینی یا محمد
طوافت می کنند اہلِ سماوات   بہ درگاہت نیازِ اہلِ عالم
تو بر روئے زمینی یا محمد   تو بے شک نازنینی یا محمد

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

Marfat.com

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِقَصِیْدَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ قَصِیْدَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

نظم شریف موسوم بہ اسم تاریخی

نظم شمایل

۱۳ ھ ۷۱

مکرر قافیہ بہ یک معنی نہیں ہے

یَا قُدُّوْسُ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزم میلاد شریف کے آداب

ادب سے ذرا بیٹھو اب سر جھکا کے — فضائل سُنو دل سے خیر الوریٰ کے
یہ محفل ہے میلاد کی تم یہاں سے — خدا کی رضا بے کے جاؤ کما کے
محبت کا جذبہ کرو دل میں پیدا — رہے چشم تر ذکر میں مصطفیٰ کے
سنو نام نامی کرو نذر تحفے — مزے خوب لے لے کے صلِّ علیٰ کے
یہ آداب اِس مجلسِ پاک کے ہیں — سُنو دل سے غفلت کے پردے ہٹا کے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فضائل کا بیان

سمجھتے ہو کچھ مرتبہ ان کا کیا ہے — رسولِ مکرّم ہیں وہ کبریا کے
وہ بے مثل ہیں عالمِ[1] کن فکاں میں — ہیں مرکز وُہی دائرے میں[2] قضا کے
فلک پر رسالت کے وہ مہر تاباں — درخشندہ کوکب وہی اصطفا کے
اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا — خدائی عیاں دم سے ہے حق نما کے
خدائی کو اپنی کیا اس نے ظاہر — کہ انوار ظاہر ہوں بدر الدُّجیٰ کے
تمنا رہی ہے سدا انبیا کو — کہ ہم ہوتے پیرو نبیّ الھدیٰ کے

[1] عالم کن فکاں یعنی عالم آفرینش۔ [2] دائرے میں یعنی قضا وقدر کے دائرہ کے محور ہیں۔

Marfat.com

یہ ہم پر خدا کی عنایت ہے کیسی
غلاموں کی صفت میں کیا مہ لقا کے

کریں شکر جتنا بھی مولیٰ کا کم ہے
کرم بے بہا[1] ہے بغیر امترا[2] کے

آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے از سر نو جنت کو سجایا۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم آپ کے یوم ولادت شریف کو عید کا دن سمجھیں۔ مولود شریف کی محفل کو بتیوں اور پھولوں سے آراستہ و پیراستہ کریں اور آپ کا ذکر شریف کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں اور آپ کے احترام اور محبت میں قیام کریں۔

فرشتے بھی جنت کو ۱۶۰۱ از میں جب
سجائیں شہ[3] بزم قالو بلیٰ کے

ہماری زباں پر ہو پھر کیوں نہ جاری
ترانے مسرت سے یا مرحبا[4] کے

کریں منعقد کیوں نہ ہم بھی محافل
پڑھیں کیوں نہ مولود خوشیاں منا کے

سجاوٹ کریں کیوں نہ گلہائے تر سے
جلائیں نہ کیوں قمقمے[5] کہربا کے

کھڑے کیوں نہ ہوں آپ کا ذکر سن کر
محبت سے کچھ اپنے آنسو گرا کے

نصیحت

نصیحت سنو کان کھولو خدا را
نہ تم آؤ کہنے میں ما و شما کے

محمد کی الفت ہے سرمایہ دیں کا
حفاظت سے رکھو دلوں میں دبا کے

نصیبے کا اچھا وہی ہے عزیزو
جو ایماں کی دولت کو رکھے بڑھا کے

زیاں کار[6] عقبیٰ میں جانو اسی کو
گیا جو بھی دنیا سے دولت گنوا کے

تقرب کرو اپنے مولیٰ سے حاصل
نبی کی محبت کے گن زید گا کے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں کس محبت سے آپ کو یاد کرتا ہے اور آپ کے اوصاف اعلیٰ بیان کرتا ہے اور تمام انبیا سے عہد لیتا ہے کہ ان میں جو آپ کے زمانہ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی امت کیواسطے براق کا انتظام فرما کے بہشت بریں پہنچانے کا بندوبست فرماتے ہیں۔

ذرا چشم حق بیں سے مصحف اٹھا کے
فضائل تو دیکھو شہ دوسرا کے

خدا ان کی تعریف کرتا ہے کیا کیا
وہ الفاظ لاتا ہے کیسے ثنا کے

تلاوت کرو فتح و نجم و قمر کی
معانی کو سمجھو ذرا وَالضُّحیٰ کے

پڑھو سورۂ نون و اَسْریٰ و نشرح
لعمرک[7] بھی اشک محبت لٹا کے

نرالی قسم ہے یہ اللہ اکبر
مری جاں ہو قربان اس دلربا کے

ا؎ بے بہا یعنی انمول جس کی قیمت کوئی نہ لگا سکے۔ ۲؎ بغیر امترا یعنی بلا شک۔ ۳؎ شہ بزم الخ میثاق ازل کی طرف اشارہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کی ارواح کو جمع کر کے اپنی خدائی کا اقرار لیا سورہ اعراف آیت ۱۷۲ میں کہتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آپ اس محفل کے سردار تھے۔ ۴؎ یا مرحبا کلمہ تحسین ہے جو خوشی کے وقت کہا جاتا ہے۔ ۵؎ قمقمہ یعنی بتی اور کہربا بمعنی بجلی یعنی بجلی کی بتیاں۔ ۶؎ زیاں کار یعنی نقصان والا۔ ۷؎ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون۔ سورہ حجر آیت ۷۲۔

Marfat.com

لیا عہد[1] سب انبیا سے کہ تم میں
جو پائے زمانے کو اس مرتضیٰ کے

وہ ایمان لائے پڑھے ان کا کلمہ
وہ رہبر ہیں بے شک ہر اک مقتدی کے

رؤفٌ[2] رحیمی کا پہنا کے خلعت
زمانے میں بھیجا ہے رحمت بنا کے

یہ رحمت خدا کی وہ رحمت نبی کی
مٹے سارے افکار روزِ جزا کے

یہ رحمت کے دریا شفاعت کی موجیں
نہ لیجائیں عصیاں کو کیونکر بہا کے

براق اپنی امت کو محشر میں دے کر
سوئے خلد بھیجیں گے اس پر بٹھا کے

معراج شریف کا بیان

وہ معراج کی شب وہ سیرِ عجائب
وہ اک ساتھ جانا شدید القویٰ[3] کے

وہ اسریٰ بعبدہٖ سے اسرارِ پنہاں
افق پر نمایاں ہوئے فاستویٰ[4] کے

براقِ نکو تھا سواری میں شہ کی
سفر لامکاں کا ہوا بے عنا[5] کے

چلا لیکے جس دم تو رفتار بیجیسے
اڑے دوش پر کوئی برق و ہوا کے

ہوا برق کیا ہے وہ اک آن ہی میں
قریب ہو گیا سدرۃ المنتہیٰ کے

ادب سے کیا عرض روح الامیں نے
کریں آپ نظارے اب ماوریٰ[6] کے

اگر ایک بھی میں قدم آگے رکھدوں
پروں کو جلادیں شرارے ضیا کے

نگہباں ہو مولیٰ مبارک سفر ہو
منازل کریں آپ طے ارتقا کے

وہاں سے چلے دیکھتے سب مناظر
مزے خوب جاکر لئے مستوی[7] کے

وہاں سے وہ پھر عالمِ نور پہنچے
جہاں سے چلا لیکے رفرف اڑا کے

بہت سے مقامات گزرے نظر سے
ذرا میں ہوئے طے مدارج دنیٰ[8] کے

تدلیٰ کو پھر اور پھر قابَ[9] قوسین
تقرب میں تھے پھر وہ ربّ العلا کے

وہاں کیا سُنا اور دیکھا وہاں کیا
زباں بند ہے وصف میں مدعا کے

عنایت ہوا وصل کا جامِ شیریں
کھلے راز سارے فنا و بقا کے

ہوا حکم جو کچھ یہاں راز دیکھے
یہ اسرار ہیں ان کو رکھو چھپا کے

بیاں نیں تم احکام لے آؤ سارے
بتا دو مسائل روا نا روا کے

[1] واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ سورۂ آل عمران آیت ۸۱
[2] لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم سورہ توبہ آیت ۱۲۹ [3] شدید القویٰ یعنی حضرت جبریل [4] فاستویٰ وھو بالافق الاعلیٰ سورہ نجم آیت ۷، ۶ یعنی جبریل امین اصلی صورت میں افق اعلیٰ پر ظاہر ہوئے [5] بے عنا یعنی بلا مشقت [6] ماوریٰ یعنی ما بعد [7] سیر کی کتابوں میں ان مقامات کا ذکر ہے۔ دیکھو سعید البیان کو [8] دنا [9] ثم دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ سورۂ نجم آیت ۸ و ۹

بتا دو حقیقت سبھی نعمتوں کی — سنا دو سب احوال پورے لقا[1] کے
یہ سن کر کیا عرض شاہِ زمن نے — سنے گا اُسے کون ساتھ اعتنا کے
ہوا ان کو ارشاد ربّ العلا کا — پڑو تم نہ چکر میں ہاں اور نا کے
کریں گے ابوبکر تصدیق ان سے — سنو گے نہ الفاظ چوں و چرا کے
ہوئے پھر مُرخّص وہاں سے مکرّم — وہ بیٹھے پشت پر پھر اسی بادپا[2] کے

صبح کو آپ کا کافروں سے معراج شریف کا واقعہ بیان فرمانا اور ان کا حضرت ابوبکر کے پاس جاکر بطورِ استہزا ذکر کرنا اور حضرت ابوبکر کا ان کو جواب دینا اور نصیحت کرنی اور اس دن سے آپ کو صدیق کا مبارک خطاب ملنا۔

بیاں صبح کو آپ نے کافروں[3] سے — گئے شب کے احوال سارے جتا کے
وہ سن کر ابوبکر[4] سے جا کے بولے — بڑے ٹھاٹ سے اپنی بغلیں[5] بجا کے
یہ لو ایک ہی رات میں دیکھ آئے — تمہارے پیمبر عجائب سما[6] کے
بہت ان کی تعریف کرتے تھے تم بھی — بڑے صدق دل سے بڑے بڑھ چڑھا کے
ابوبکر جب سن چکے ان کی باتیں — جواب ان کو فوراً دیا مسکرا کے
خدارا کرو فکر کیا کہہ رہے ہو — ذرا ٹھنڈے دل سے سنو سر اُٹھا کے
یہ جو کچھ بھی تم سے کہا تھا وہ سچ ہے — میں اب پھر یہ کہتا ہوں تم کو جتا کے
تمہاری بھلائی کو کہتا ہوں تم سے — نہ ٹالو مری بات کو ہنس ہنسا کے
کرو بس رسالت کی تصدیق دل سے — نہ ہرگز بنو مستحق تم سزا کے
عداوت میں ان کی سراسر ضرر ہے — بھلا ہے نہ کوئی نبی کو ستا کے
کہاں کی خوشی اور کیسی مسرت — دکھی ہوگے تم ان کے دل کو دکھا کے
ذرا دیکھ لو حال تم بولہبؔ کا — بنو تم نہ مصداق تبّت یدا کے
نصیحت جو کرتا ہوں تم کو وہ سن لو — یہی کام دے گی تمہیں آگے جا کے
وہ حق کے مکرم پیمبر ہیں بے شک — خدا ان کا شیدا وہ شیدا خدا کے
امیں[7] اور صادق ہیں سب جانتے ہیں — نہیں آتے ان کو طریقے دغا کے
خبر جو بھی دی ہے بلا ریب سچ ہے — نوازا ہے ان کو خدا نے بھلا کے

۱ لقا یعنی ملاقات۔ ۲ بادپا یعنی تیز رفتار۔ اکثر اس کا استعمال گھوڑے کے وصف میں ہوتا ہے۔ ۳ کافروں سے یعنی ابوجہل اور دوسرے کافروں سے۔ ۴ ابوبکر سے۔ تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ کافر ابوبکر کے پاس پہنچے اور ان سے بطور استہزا کے کہا۔ ۵ بغلیں بجانا یعنی خوشی منانا اترانا۔ ۶ سما یعنی آسمان ۷ نبوت سے پہلے آپ کی امانت داری کی وجہ سے امین اور راست گفتاری کی وجہ سے صادق کے خطاب سے سب آپ کو یاد کرتے تھے۔

Marfat.com

تمہیں خاک آئے نظر آنکھ پر جب ۔۔۔ پڑے ہوں عداوت کے پردے بلا کے
تماشائے وحدت نظر آئے فوراً ۔۔۔ اگر چھوڑ دو تم طریقے جفا کے
یہ سن کر اڑے ہوش سب کافروں کے ۔۔۔ کھڑے ہو گئے یک بیک بوکھلا کے
پھرا ان کی ساری امیدوں پہ پانی ۔۔۔ وہ بھاگے وہاں سے بہت سٹ پٹا کے
تماشا تو دیکھو ذرا دیر پہلے ۔۔۔ وہ آئے تھے ہنستے ہوئے کھل کھلا کے
مگر قسمتِ بد کا کہنا ہی کیا ہے ۔۔۔ کر پلٹے وہ اندوہ[۱] سے منہ پھلا کے
جناب ابوبکرؓ نے کافروں کے ۔۔۔ مٹا ڈالے جتنے بنائے تھے خاکے[۲]
وہ تائید کرتے تھے ہر دم نبی کی ۔۔۔ بہت دل لگا کے بہت جی کھپا کے
یہ سچا ہے اخلاص دیکھو قدم کو ۔۔۔ محبت میں رکھتا ہے کیسا جما کے
خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے ۔۔۔ نبی کی محبت سے دل کو بسا کے
اُسی دن سے صدیق پایا لقب ہے ۔۔۔ ہوئے وہ مکرم یہ اعزاز پا کے
بشر میں وہ افضل ہیں بعد انبیا کے ۔۔۔ وہ افسر ہیں بے شک تمام اولیا کے
یہ اخلاص کا پھل ملا ان کو رب سے ۔۔۔ نہ پھٹکے کوئی پاس کبر و ریا کے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی طفیلِ نبیِ مکرم ۔۔۔ مجھے مست کر جام الفت پلا کے
طفیلِ ابوبکر صدیق اکبر ۔۔۔ رہوں گام زن رہ پہ صدق و صفا کے
طفیلِ عمر شاہ فاروقِ اعظم ۔۔۔ مزے لے اڑوں میں بھی زہد و وفا کے
طفیلِ قتیلِ ستم شاہِ عثمان ۔۔۔ عنایت کر اوصاف صبر و غنا کے
طفیلِ علی کرم اللہ وجہہ ۔۔۔ کھلیں راز سربستہ علم و ذکا[۳] کے
طفیلِ کل اصحاب و آلِ پیمبر ۔۔۔ مجھے نفس و شیطاں سے رکھ لے بچا کے
طفیلِ کل اَتباع دے استقامت ۔۔۔ گرفتِ ہوا و ہوس سے چھڑا کے
طفیلِ مشائخ جو اعلام دین تھے ۔۔۔ نہ لیجا مجھے پاس جرم و خطا کے
طفیلِ صفا کیش پیرانِ والا ۔۔۔ طریقے پہ چلتا رہوں اصفیا کے
طفیلِ ابوالخیر پیرِ طریقت ۔۔۔ جو سردار ٹھہرے تمام اتقیا کے
ق
کیا ولولہ تیری الفت کا پیدا ۔۔۔ نئی راہ پہ لے گئے وہ چلا کے

۱؎ اندوہ بمعنی رنج ۲؎ خاکے بمعنی منصوبے ۳؎ ذکا ذال کے فتحہ سے بمعنی سرعت فہم و تیزی فکر۔

Marfat.com

طریقۂ شریفہ نقشبندیہ کا بیان

وہ مشکل کشا کا مبارک طریقہ — جو افضل طریقوں میں اہلِ تقا کے
شریعت کا خادم حقیقت کا حامل — نرالے معالم عجب اس ملتقیٰ کے
جنابِ ابوبکر کو منتمی ہے — محاسن ہیں سارے اسی انتما کے
سدا ہوش در دم نظر بر قدم ہو — طریقے ہیں کتنے بھلے ابتدا کے
عمل باز گشت و نگہداشت پر ہو — تصور میں ڈو بار ہے آشنا کے
مزے پھر تو لیتی چشمِ بصیرت — محافل میں رہتے ہوئے انزوا کے
مبارک قواعد مبارک ضوابط — مبارک معالم سبھی اہتدا کے
مبارک طریقہ یہ ایسا بتایا — لئے ابتدا میں مزے انتہا کے

حضرت پیرِ دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

مطلع

سنو اب کچھ احوال اس پارسا کے — گیا نفس امارہ کو جو سدھا کے
مئے بیخودی سے خودی جس نے کھوئی — کیا زندہ دل نوشدارو کھلا کے
ابھی تک ہے دل میں مزا اور گئے وہ — نئی چاشنی معرفت کی چٹا کے
کھڑا کر دیا لا کے راہِ ہدیٰ پہ — شریعت روی کی ریاضت کرا کے
محبت سے گرویدہ اپنا بنایا — پڑھا کے لکھا کے سدھا کے سکھا کے
اثر دل سے زائل کیا ماسویٰ کا — بس اللہ کا اک نقش رکھا لگا کے
کئے چاک غفلت کے پردے ہزاروں — سکھئے یاد اپنے خدا کی دلا کے
کیا قلب عاجز کو خانۂ خدا کا — پھر انوار سے اس کو رکھا سجا کے
ہوا نورِ وحدت سے معمور سینہ — گئے جو سبق معرفت کا پڑھا کے

۱ مشکل کشا حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہیں۔ ۲ اہل تقا یعنی اصحاب تقوی و پرہیز گاری ۳ معالم بمعنی علامات ونشانات۔ ۴ ملتقی بمعنی مقام اتصال جہاں پر راستہ آ کر ملے۔ ۵ منتمی یعنی منسوب۔ ۶ انتما بمعنی نسبت یعنی یہ طریقۂ شریفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے اور آپ سے منسوب ہے کہ یہ ساری خوبیاں اسی نسبت شریفہ کی ہیں۔ ۷ ۸ ۹ ۱۰ طریقہ نقشبندیہ کے آٹھ اصول ہیں سے چار اصول ہیں۔ سالک کیلئے کیا اعلیٰ قواعد ہیں ۱۱ تصور یعنی مرشد کا رابطہ ۱۲ مزے پھر الخ اشارہ ہے خلوت در انجمن کی طرف جو آٹھ اصول میں سے ایک اصل ہے ۱۳ انزوا یعنی خلوت۔ محفل میں رہتے ہوئے سالک خلوت کا لطف اٹھائے گا۔ ۱۴ ضوابط بمعنی قواعد ۱۵ اہتدا یعنی ہدایت پانا ۱۶ لئے ابتدا میں اشارہ ہے۔ البدایۃ فی النہایۃ کی طرف۔ ۱۷ نوشدارو بمعنی تریاق دکھیہ

Marfat.com

نہ الی الف با کی تختی پڑھائی ‏/‏ کرشمے دکھائے نئی کیمیا کے
توجہ سے روشن کئے سب لطائف ‏/‏ مسِ دل کو کندن بنایا گلا کے
بہت کچھ پڑھایا عنایات کر کے ‏/‏ بہت کچھ سکھایا دلوں کو لبھا کے
ق بہت کچھ ہنسایا مگر ہائے قسمت ‏/‏ گئے اپنی فرقت میں آخر رلا کے
اندھیرا نہ کیونکر زمانے میں چھائے ‏/‏ گئے وہ ہدایت کی مشعل بجھا کے
تصور میں ان کے مزا جانِ جاں کا ‏/‏ طریقوں سے اب کون واقف خفا کے
محبت نے ان کی اثر یہ دکھایا ‏/‏ رہی یاد مولیٰ کی دل میں سما کے
عزیزو وہ کیا تھے بیاں کیا کروں میں ‏/‏ خدا[1] یاد آتا ہے وہ یاد آ کے
یہی اولیا کی نشانی ہے سن لو ‏/‏ گئے ہیں پیمبر جو ہم کو بتا کے
گدائی میں ان کی سعادت تھی مخفی ‏/‏ فدا تھے سلاطین اُن کے گدا کے
ملی جس کو ان کی غلامی وہ شہ تھا ‏/‏ وہ پھر خواب کیوں دیکھے ظلِ ہما کے
ق درِ فیض انور کا وہ خاک ریزہ ‏/‏ دے کام جس نے ہزاروں دوا کے
نہ سمجھو اُسے خاک اکسیر ہے وہ ‏/‏ ہے اکسیر قربان اس خاکِ پا کے
وہ کیسے ہیں سدا ہارے فدا ان پہ جاں ہو ‏/‏ وہ تڑپا گئے دل کو اہلِ ولا[2] کے
کہاں سے ملے اب وہ صہبائے عرفاں ‏/‏ ہوا خاک جب میکدہ جل جلا کے
نہ اب دور ہے نہ مینا[3] نہ ساقی ‏/‏ نہ اب مست رندوں کے نعرے[4] لگا کے
نہ وہ رقص بسمل نہ شورِ حریفاں[5] ‏/‏ نہ شیریں کرشمے وہ ناز و ادا کے
نہ وہ نعرۂ ھو کہ جس کے اثر سے ‏/‏ کھلے راز سب عرش و تحت الثریٰ کے
گزرتا تھا اک دم میں عرش بریں سے ‏/‏ درِ فیض اقدس کی کنڈی ہلا کے

حضرت مرشد کی یاد اور ان کے واسطے دعائے خیر

مجھے یاد آتی ہے جس دم وہ صحبت ‏/‏ بہاتا ہوں آنسو بہت تلملا کے
مسلتا ہوں رہ رہ کے قلب حزیں کو ‏/‏ اٹھاتا ہوں پھر ہاتھ اپنے دعا کے
یہ کرتا ہوں پھر عرض اس بارگہ میں ‏/‏ بصد شوق و اخلاص بعد التجا کے

[1] خدا یاد آتا ہے الخ یہ حدیث شریف کا مضمون ہے اس حدیث شریف کو ائمہ نے چند طریقوں سے روایت کیا ہے طبرانی کی روایت میں ہے خیارکم الذین اذا رأوا ذکر اللہ۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے خیارکم الذین اذا رأوا ذکر اللہ بغوی کی روایت میں ہے اولیائی من عبادی الذین یذکرون بذکری واذکر بذکرھم اور امام احمد کی روایت میں ہے ان اولیائی من عبادی واحبائی من خلقی الذین یذکرون بذکری واذکر بذکرھم [2] ولا بمعنی محبت [3] مینا بمعنی صراحی دراز گردن [4] نعرے بمعنی بلند آواز سے پکارنا [5] حریفاں بمعنی ہم پیشہ و ہم مشرب و دمساز و رفیق۔

Marfat.com

کہ یارب مراتب کو ان کے بڑھا تو	درِ[1] خلد میں اپنے جلوے دکھا کے
رہے روح فردوس میں ان کی شاداں	رہیں[2] ساتھ وہ انبیا اصدقا کے

عاجز کی دعا بارگاہ بے نیاز میں

الٰہی جو تو نے نظر ان پہ کی ہے	مقدّر میں آجائے مجھ بے نوا کے
صفاتِ رذیلہ نہ پاس آئیں میرے	ملیں مجھ کو اوصاف حلم و حیا کے
نہیں دور کچھ بھی یہ تیرے کرم سے	مزے میں بھی لے لوں بقا و فنا کے
تری یاد باقی رہے دل میں ہر دم	بھلا دوں میں قصے سبھی ماسوا کے
عبادت میں رکھا اپنی مشغول یا رب	شرابِ محبت کی لذت چکھا کے
تو راضی رہے مجھ سے میں تجھ سے راضی	کھلیں مجھ پہ ابواب تیری رضا کے
نہیں تابِ آتش کہ میں ناتواں ہوں	گنا ہوں کو رکھدے کرم سے مٹا کے

حرمین شریفین کا مبارک سفر
مکہ کا سفر اور حج کا بیان

الٰہی حرم کا سفر ہو میسّر	ہوں اسباب خود اُس رہِ جانفزا کے
وہاں جاکے ارمان نکالوں میں دل کے	ترے گھر کے چاروں[3] طرف پھر پھرا کے
کبھی سنگ[4] اسود کو جاکر میں چوموں	کھڑا ہوں کبھی رُکن[5] سے دل ملا کے
گھسوں[6] تیری چوکھٹ پر اپنی جبیں کو	کروں[7] عرض احوال سب ماضی[8] کے
کھڑا ہو کے میزابِ[9] رحمت کے نیچے	بہا دوں گنا ہوں کو اپنے تہا کے
کروں آبِ[10] زمزم سے سیراب خود کو	بنوں مست اک[11] ڈول اس کا چڑھا کے
محبت میں مروہ[12] کے چکر لگاؤں	پھروں سر کے بل جاکے سر پر صفا[13] کے

۱ درِ کے معنی بیچ ۲ رہیں ساتھ الخ اشارہ ہے اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین۔ الآیہ کی طرف ۳ چاروں طرف الخ یعنی طواف بیت اللہ کروں ۴ سنگ اسود یعنی حجر اسود جو بیت اللہ کے شرقی کونے میں لگا ہوا ہے اس کا چھونا اور بوسہ دینا سنت ہے ۵ رکن سے مراد رکن یمنی ہے جو بیت اللہ کا جنوبی کونا ہے اس کو چھونا مستحب ہے ۶ گھسوں الخ یعنی طواف کے بعد دو رکعت پڑھوں جن کا پڑھنا واجب ہے ۷ کروں عرض یعنی دو رکعت کے بعد دعا مانگوں، یہ دعا کرنی مستحب ہے ۸ ماضی یعنی گزرا ہوا۔ ۹ میزاب یعنی پرنالہ۔ بیت اللہ شریف کے پرنالہ کو میزاب رحمت کہتے ہیں جو شمال غربی جانب حطیم میں گرتا ہے۔ طواف کے بعد دو رکعت کا پڑھنا سب سے بہتر مقام ابراہیم کے پیچھے ہے پھر بیت اللہ کے اندر پھر حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے۔ ۱۰ دعا کے بعد چاہ زمزم پر جانا اور اس کے پانی سے اپنے کو سیراب کرنا سنت ہے۔ ۱۱ بہتر ہے کہ ڈول سے پانی پیے اور خود پانی نکالے اور جو بچے اس کو اپنے اوپر ڈال لے ۱۲ ۱۳ مروہ اور صفا دو پہاڑیاں ہیں طواف کے بعد ان دونوں پہاڑیوں کے مابین سعی کرنی واجب ہے۔ ابتدا صفا سے کی جاتی ہے۔

Marfat.com

کبھی کوہِ رحمت[۵۱] کی چوٹی پہ جاؤں	کبھی میں مزے لوٹوں غارِ حرا[۵۲] کے
کبھی شوق میں مشعر[۵۳] و خیف[۵۴] پہنچوں	کبھی جا کے گلیوں میں لوٹوں منیٰ[۵۵] کے

دیارِ حبیب کا سفر

چلوں چشم سے جانب طیبہ[۵۶] گاہے	رہِ شوق میں اپنی پلکیں بچھا کے
بہ اخلاص و شوق و بہ صد شادمانی	منازل ہوں طے اس رہِ دلکشا کے
پہنچ کر مدینے اُحد[۵۷] جا کے دیکھوں	کبھی دیکھ آؤں مناظر قبا[۵۸] کے
کبھی دور سے قبۂ نور دیکھوں	کبھی جا پڑوں در پہ دار الشفا کے
پڑھوں گاہ مسجد میں جا کر دوگانہ	پھر اس در پہ مانگوں دعا گڑگڑا کے
حضوری میں جاؤں پھر اس بادشہ کے	اٹھائے ہوئے ہاتھ اپنے رجا[۵۹] کے
فرشتے زیارت کریں جس کی آ کے	پھریں گرد اس روضۂ ذوالّلوا[۶۰] کے
کروں نذر بیحد درودِ مبارک	بہ صد شوق و اخلاص اس مجتبیٰ کے
مری جان و اولاد ماں باپ سب کچھ	فدا ہوں الٰہی اسی پیشوا کے
جبیں جس نے اے زید اس در پہ گھس لی	تماشے وہ پھر دیکھے دل کی جلا کے
کہاں تو کہاں یہ شرف حاضری کا	ہیں سارے کرشمے یہ آہِ رسا کے
مری التجاؤں کو سن لے الٰہی	امیدوں کے غنچے کھلیں لہلہا کے
کرم پر ہی تیرے نظر زید کی ہے	دکھا دے کرشمے تو اپنی سخا کے

[۵۱] کوہِ رحمت میدانِ عرفات کی پہاڑی ہے۔ نویں ذی الحجہ کو اس پہاڑی کے پاس وقوف کرنا حج کا رکن ہے وہاں دعا کرنی چاہیے۔ [۵۲] غارِ حرا مکہ مکرمہ کے پاس وہ مبارک غار ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے اور آپ پر پہلی مرتبہ وحی وہاں نازل ہوئی اس مبارک غار کی زیارت کا تعلق حج سے نہیں ہے بلکہ محبت نبوی سے ہے اور یہ زیارت مستحب ہے۔ [۵۳] مشعر سے مراد مشعر حرام ہے جو مزدلفہ کی پہاڑی کا نام ہے اس کا نام قزح ہے عرفات سے واپسی پر دسویں ذی الحجہ کی شب یہاں گزارنی سنت ہے اور تھوڑی دیر قیام کرنا واجب ہے۔ [۵۴] خیف سے مراد مسجد خیف ہے جو اس جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ [۵۵] منیٰ میں دو رات قیام کرنا سنت ہے یعنی گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کی شب کو اور تیرھویں شب کا قیام کرنا بہتر ہے۔ [۵۶] مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام طیبہ اور طابہ رکھا جو طیب اور طاب کی تانیث بمعنی طیب اور اچھے کے ہے۔ ہجرت مدینۃ الرسول یعنی رسول کا شہر کے نام سے ہوئی اور پھر صرف مدینہ ہی نام پڑ گیا۔ [۵۷] احد مدینہ سے شمال کی جانب ڈھائی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کی زیارت کرنی مستحب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یعنی احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پہاڑ کی تلہٹی میں حضرت حمزہ کا مزار پُر انوار ہے جس کی زیارت کو ہر سال کے شروع میں آپ جاتے تھے۔ [۵۸] قبا مدینہ سے جانب غرب تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ نے سب سے پہلے یہاں مسجد بنائی جس کے بارے میں لمسجد اسس علی التقویٰ نازل ہوئی اس مسجد کی زیارت مستحب ہے۔ [۵۹] رجا یعنی امید [۶۰] ذوالّلوا یعنی صاحب علم (خداوندی) چونکہ قیامت کے دن حمد کا پرچم آپ کے ہاتھ میں ہوگا اس لیے آپ کا لقب مبارک ذوالّلوا ہے۔

Marfat.com

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے واسطے دعا

ترے نام لیوا پریشاں ہیں بے حد
وہ اب جا لگے ہیں کنارے ردیٰ[۱] کے

عمل گرچہ ناکارہ ان کے رہے ہیں
ہیں آخر ترے نام لیوا سدا[۲] کے

نہیں اہل یارب وہ ظلم و ستم کے
بنیں تختۂ مشق اہل عدا[۳] کے

کرم کر مصائب سے ان کو بچا لے
نہ دیکھیں شدائد کو پھر انجلا[۴] کے

اٹھایا ہے سر کافروں نے بہت کچھ
ستم ہوگئے بے حساب اشقیا کے

غرور ان کا ٹوٹے نکل جائے کس بل[۵]
گریں منہ کے بل ٹھوکریں خوب کھا کے

یہ ظلم و ستم کی فلک بوس تعمیر
بہت جلد یارب گرے کڑکڑا کے

سلامت روی حاصل زندگی ہو
نکل جائیں سب دور سے ابتلا[۶] کے

رہ راستی پہ ہر اک گام زن ہو
نہ بھٹکائے شیطان پھر ور غلا کے

یہ جور و جفا کی بھیانک گھٹائیں
زمانے سے نابود ہوں گھٹ گھٹا کے

ترو تازہ ہو باغ پھر آشتی کا
مٹیں سب جراثیم ہر اک وبا کے

صبا پھر پیام امن کا لیکے آئے
شگوفے کھلیں دوستی کی فضا کے

ہو اسلام سرسبز و شاداب پھر سے
پھلے اور پھولے نیا رنگ لا کے

صدا گونجے اللہ اکبر کی ایسی
کہ قربان ہو جائیں سب اس صدا کے

ہو اسلام کا بول بالا جہاں میں
ہو گرویدہ عالم تمام اس ندا کے

تمنائیں بر آئیں ذوقِ حزیں کی
بہا دے الٰہی خزانے عطا کے

---

۱ بفتح را و بمعنی ہلاکت ۲ سدا بمعنی ہمیشہ ۳ اہل عدا یعنی اہل عداوت ۴ انجلا خالی ہونا یعنی جلا وطنی ۵ کس بل بمعنی دم خم ۶ دور ابتلا بمعنی دور آزمائش یعنی فتنہ و فساد کا دور۔

Marfat.com

شجرۂ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ خیریہ

نظم فرمودۂ

قبلۂ عالم حضرت شاہ محی الدین عبد اللہ ابوالخیر فاروقی مجددی

رحمۃ اللہ علیہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے سب کے پالنے والے سچے حاکم اور معبود برحق میں تیری پناہ میں آتا ہوں

اسم اعظم کے وسیلہ سے قبول — کر دعائیں میری اور مجھ کو نہ بھول
دے محمد کے وسیلہ سے اماں — اپنے غصہ سے مجھے اے رحماں
دے وسیلہ سے ابوبکر کے نور — میرے ایمان میں اور دل میں حضور
اور سلماں کے وسیلہ سے پناہ — شر مخلوق سے دے مجھ کو الٰہ
مرشد اہل صفا قاسم سے — اور جعفر کے وسیلہ سے بھی دے
بایزید اہل محبت کے امام — بوالحسن مرشد شیخ الاسلام
بوعلی پیر غزالی مشہور — خواجہ یوسف ہوئے سرچشمۂ نور
خواجۂ سلسلہ عبدالخالق — ہیں کمالات میں سب پر فائق
عارفِ خواجۂ محمود و علی — ہیں ملقب بہ عزیزان ولی
خواجہ باباے سماسی و کلال — جن کو کہتے ہیں امیر اہلِ کمال
دے وسیلہ سے بہاؤالدین کے — آفتابِ فلکِ تمکیں کے
نقشبندِ چمنِ قرب و حضور — آپ کے باغ سے ہے غفلت دور
نقشبندِ گل و نسرینِ فلاح — یہ طریقہ ہے کہ آئینِ فلاح
آپ کے سلسلۂ مشکیں کا — وصفِ والیل میں ہے تا بہ ضحیٰ
جانشین ان کے علاؤالدین تھے — چرخ میں خواجۂ یعقوب ہوئے
خواجہ احرار عبید اللّٰہی — نقطۂ دائرۂ آگاہی
خواجۂ زاہد و درویش ولی — حضرت خواجگیِ امکنگی
حضرتِ خواجۂ باقی باللہ — اور شیخ احمد ارشاد پناہ

Marfat.com

بر سرِ اَلف مجدد دیں کے ۔۔۔ تازگی بخش رہ و آئین کے
حضرتِ خواجہ محمّد معصوم ۔۔۔ ان کی اولاد مبارک قیّوم
حضرتِ خواجۂ ما سیف الدیں ۔۔۔ پیرِ شاہانِ دیانت آئیں
سیّدِ نورِ محمد حق داں ۔۔۔ شمسِ دیں مظہرِ جانِ جاناں
شہ غلام علی اَللہ نما ۔۔۔ بوسعید آئینۂ لطفِ خدا
پھر جب احمد سے ملا لفظ سعید ۔۔۔ سارے عالم کو ملی خلعتِ عید
ملے جس وقت محمد سے عمر ۔۔۔ ہوگئے گور بھی اربابِ نظر
بنے یاقوت حرم کے کنکر ۔۔۔ در و دیوار ہوئے لعل و گہر
رہبرِ راہ ہدیٰ شیخِ عَزیق ۔۔۔ آفتابِ فلکِ ہیبت عتیق
وہ رہے قاسمِ فیضِ اقدس ۔۔۔ حرمِ کعبہ میں تیئیس برس

اضافہ از زید ابو الحسن

سارے عالم کو ملی پھر یہ نوید ۔۔۔ ان کے نائب ہوئے فرزندِ رشید
شاہ عبد اللہ ابو الخیر ولی ۔۔۔ مُحیِ دیں ان کا لَقب خوب جَلی
زینتِ انجمنِ اہلِ تُقا ۔۔۔ رونقِ محفلِ اربابِ ہُدیٰ

دعا

عشق دے مجھ کو الٰہی اپنا ۔۔۔ اور دنیا کے جھمیلوں سے بچا
لب پہ ہو نام ترا ہی جاری ۔۔۔ دل میں ہو فکر ترا ہی ساری
نیک بندوں کے طریقے پہ چلوں ۔۔۔ ان کی الفت میں جیوں اور مروں
نیک بندوں کا وسیلہ لے کر ۔۔۔ ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوں در پر
تیری ان پر جو عنایات ہوئیں ۔۔۔ تیری ان پر جو کرامات ہوئیں (ق)
وہ عنایت کی نظر ہو مجھ پر ۔۔۔ اس کرامت کا اثر ہو مجھ پر
اک سفر سخت کٹھن ہے درپیش ۔۔۔ اس کی وحشت نے کیا ہے دل ریش
قطع کرنا ہے بڑا لا رستہ ۔۔۔ پاس اپنے نہیں کچھ بھی توشہ
ہاتھ خالی ہے سواری کیسی ۔۔۔ بے بسی اس قدر اللہ غنی
چشم ہے تیرے کرم پر مولیٰ ۔۔۔ تو ہی بس پار لگا دے بیڑا

زید ہے اپنے عمل سے ناکس
تیری رحمت کا سہارا اور بس

رفع الأيادي إلى الوالي المتعالي

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهم تمّ نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد وبسطت يدك فاعطيت فلك الحمد ربّنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك اعظم الجاه وعطيتك انفع العطايا واهنأها تطاع ربّنا فتشكر وتعصى ربّنا فتغفر وتجيب المضطر وتكشف الضر ولا يجزي بآلائك احد ولا يبلغ مدحتك قول قائل۔ اللّٰهم انا نعوذ بك من عذاب جهنم ونعوذ بك من عذاب القبر ونعوذ بك من فتنة المسيح الدجال ونعوذ بك من فتنة المحيا والممات ونعوذ بك من المأثم والمغرم ونعوذ بك من الفتن ما ظهر منها وما بطن ونعوذ بك من علم لا ينفع وقلب لا يخشع ونفس لا تشبع ودعاء لا يسمع ونعوذ بك ان نرجع على اعقابنا او ان نفتن عن ديننا ونعوذ بك من شر ما استعاذ بك منه نبيّك محمد صلى الله عليه وسلم ونعوذ بك من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء۔ ونعوذ بك من شر ما عملنا ومن شر ما لم نعمل ونعوذ بك من زوال نعمتك وتحول عافيتك وفجاءة نقمتك وجميع سخطك اللّٰهم انا نعوذ بعزتك لا اله الا انت ان تضلنا انت الحي الذي لا يموت والجن والانس يموتون اللّٰهم قاتل الكفرة اهل الكتاب والمشركين الذين يجحدون آياتك ويكذبون رسلك ويصدون عن سبيلك ويتعدون حدودك ويقاتلون اولياءك اللّٰهم خالف بين كلمتهم اللّٰهم زلزل اقدامهم اللّٰهم انزل بهم بأسك الذي لا ترده عن القوم المجرمين اللّٰهم منزل الكتاب ومجري السحاب وهازم الاحزاب اهزم الكفار وانصر المسلمين عليهم اللّٰهم انا نجعلك في نحورهم ونعوذ بك من شرورهم على الله توكلنا ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين اللّٰهم انصر الاسلام والمسلمين اللّٰهم انصر جيوش الموحدين اللّٰهم اهلك الكفرة والمشركين اللّٰهم دمر اعداء الدين اللّٰهم انصر من نصر دين محمد اللّٰهم اخذل من خذل دين محمد اللّٰهم اصلح امة محمد اللّٰهم ارحم امة محمد اللّٰهم فرج عن امة محمد۔ وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد وآله واصحابه وازواجه وذريته واهل بيته اجمعين والحمد لله رب العالمين۔

قطعات تاریخ خیر البیان طبعزاد برادرزادۂ عزیز مولوی حافظ قاری عبد الحمید صاحب حمید مجددی فاروقی سلمہ اللہ تعالیٰ نبیرۂ حضرت مولانا شاہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

	زید کی تصنیف یہ خیر البیاں طبع کی تاریخ یہ نکلی حمید	صل علی دل کی دوا ہے یہی سیرت محبوب خدا ہے یہی
دیگر	یہ خیر البیاں حضرت زید کا عجیب شان سے کر نمایاں ہوا ہے یہ ذکر سردارِ عالم حمید	ولائے رسالت ثنائے نبوت زمین تا فلک آج ہے اس کی شہرت یہ تاریخ لکھ۔ حبذا بحر مدحت
دیگر	یہ مجموعۂ فکر۔ زید اللہ اللہ اشاعت کی تاریخ لکھدے حمید	کھچی خوب تصویر خیر البیاں زہے بحر تحریر خیر البیاں

Marfat.com

Marfat.com